وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

بعونہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ کتاب نایاب و نسخہ لاجواب

رجسٹری کردہ شدہ

[illegible]

مختصر شرح قصائد بدر چاچ

۱۳۰۳ھ

مصنفہ حکیم شفیق علی خاں مدرس فارسی کالج پٹیالہ

ماہ اگست سنہ ۱۸۸۶ء

باہتمام لالہ چرنجی لال صاحب مالک مطبع مؤلف ہندوستانی مخزن المحاورات

در مطبع مُحبِّ ہند دہلی واقع فیض بازار طبع رسید

دفعہ اول

تعداد طبع ۲۰۰۰

دیباچہ

حمد اُس شہنشاہِ عالم کو جس نے ہژدہ ہزار عالم کو لفظِ کُن سے عالم شہود میں ظاہر کیا اور نعت جناب سرورِ کائنات کو سزاوار ہے کہ چراغ ہدایت کا گم گشتگانِ راہِ ضلالت کے واسطے روشن کیا اور شمع راہ نمائی کی سالکانِ راہِ توحید کے لئے نورانی کی - اور رحمت درود کی حضرت کی اولاد اور اصحاب کبار پر پہنچے - اِسکے بعد سپاس اور شکریہ اِس امر کا عام رعایا اور تمام برایا خصوصاً رعایا اور مخلوقات ساکن ریاستِ پٹیالہ پر لازم و واجب ہے کہ مہاراجہ صاحب دام حشمتہم و اقبالہم ذی شعور عدالت گستر اشاعتِ علوم کے شائق قدردان علم اور اہل علم کے ہیں - سرکار حضور انور کے والدِ ماجد مہاراجہ مہندر سنگھ بہادر سرگباشی کے عہد دولت مہد میں سررشتۂ تعلیم نے وہ فروغ پایا کہ مہندر کالج و مدارس قصباتی و دیہاتی قائم ہوئے - ارکانِ دولت بھی ایسے روشن ضمیر اور قدردان علم و ہنر ہیں کہ اُس زمانہ سے آجتک برابر ترقی و اشاعت علوم کی غرض سے اہلِ تالیف و تصنیف کی قدردانی ہوتی ہے - اِس کمترین نے جب یہ قدردانی بمشاہدۃ العین دیکھی تو خیال کیا کہ آجکل طلباء منشی عالم و منشی فاضل کو موقع امتحان پر دقت پڑتی ہے اِسواسطے مَیں نے چاہا کہ کتاب شرح بدر چاچ کی مختصر جس میں تمام اشعار مشکل کی تشریح ہو اور طوالت و درازی کلام بھی نہو اور عین موقع امتحان پر طلباء آسانی و سہولت سے دیکھکر کامیاب ہوجایا کریں زبانِ اُردو میں جو مطبوع اور پسندیدہ ہر انسان کی ہے لکھّی جاوے اور اشعار آسان اور بدیہتہ المطالب کو اگر لکھّا تو طویل ہوجاویگی جیساکہ شرح عثمان خانی کہ گیارہ سو صفحوں کے قریب ہے طالب علم کو اُسکے مضامین یاد

کرنے میں دو سال صرف ہو جائیں اور کتابیں تو درکنار رہیں اسی واسطے اشعار سہل اور آسان کو چھوڑ دیا اور دشوار و حلِّ طلب کو حل کیا۔ یہ گلہا سے معانی نیاز مند نے گلشنِ کلام اساتذہ سے جمع کیے ہیں۔ اگر اسکے گلہاے معنی میں اعتراض رنگ و بو کا کیا جاویگا تو حقیقت میں مجھ پر اعتراض نہو گا بلکہ اساتذہ پر ہو گا مصرع بر رسولاں بلاغ باشد و بس اگر کوئی شخص بموجب اسکے مَن صَنَّفَ استہدف یعنی جس نے کچھ تصنیف کیا نشانہ ملامت کا بنا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہار عجم ٹیکچند کی اصطلاحات کو ملاحظہ کرے اُس سے ہی میں نے اصطلاحیں لکھی ہیں اُسنے بخوبی صحت ہو جائیگی۔ اور شروح ثقات ملاحظہ کریں۔ اگر شروح سے میرا ترجمہ اور معنی صحیح ہوں تو صحیح ہیں ورنہ بموجب اسکے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان معذور رکھیں فقط زیادہ لبس باقی ہوس + ۱۳۵۱ س ف ق ع ا ن

الراقـــــــــم

شفیق علی خاں۔ مدرس فارسی پٹیالہ کالج

مختصر شرح قصائد بدر چاچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ حمد و نعت کے بیان اور مدح ممدوح کی طرف گریز

حمد آں سلطانِ عالم را کہ عالم پرور است
اُنس او در راہِ ایمان اِنس و جاں را رہبر است

لفظِ حمد صرف خدا کی تعریف اور سراہنے کے لیے آتا ہے۔ اور جانّ نون کی تشدید سے ابوالجن کا نام ہے جو جن و پریوں کا باپ تھا اور مجازاً قسمِ جنّات کو کہتے ہیں + عالِم بالکسر لام بمعنی دانا اور جاننے والا۔ اور بالفتح لام مخلوقات کو کہتے ہیں + اُنس بالضم بمعنی محبّت اور اِنس بالکسر بمعنی انسان خلاصہ یہ ہے کہ حمد و تعریف اُس خداوند کے لئے سزاوار ہے جو مخلوقات کا پالنے والا ہے اور اُسکی محبت اِنسان و جنّات کے واسطے ایمان کے طریقہ میں رہبر ہے +

عالمِ ایجاد را در نظامِ کائنات
اہتمامِ نُہ عرض در عہدۂ یک جوہر است

ایجاد بمعنی وجود میں لانا اور پیدا کرنا + نظام بمعنی درستی کرنا اور پرونا + کائنات بمعنی مخلوقات + اہتمام کسی کام پر ہمّت کرنا اور غمخواری کرنا + عرض - بالفتح عین و الرا سے - اُس چیز کو کہتے ہیں جو قائم بالغیر ہو یعنی ایک چیز جو دوسری پر قائم ہو جیسا کہ رنگ کپڑے پر - جوہر وہ چیز ہے جو قائم بالذات ہو جیسا کہ کپڑا لیکن یہاں نُو عرض افلاک سے مراد ہے اور جوہر مراد عقلِ اوّل سے ہے جسکو عقل فعال بھی کہتے ہیں - اور نو آسمانوں کو عرض اسواسطے کہا کہ افلاک کی حرکت

محتاج محرک کی ہے اور اُسکا محرک وہی عقل فعال ہے یعنی اللہ تعالےٰ کا انتظام مخلوقات کے پیدا کرنے میں یہ ہے کہ نو عرض کا بندوبست ایک جوہر میں کر دیا ہے اور نو عرض یہ ہیں۔ کم بمعنی چند یعنی کتنی اور کس قدر۔ کیف بمعنی چگونگی۔ این بمعنی کجا و مکان۔ متیٰ بمعنی زمانہ جیسے اُردو میں کب کہتے ہیں مضاف بمعنی اضافت و نسبت۔ وضع مثلاً کھڑا ہونا بیٹھنا۔ فعل کہ کیفیت کرنے اور ہونے کی فاعل میں ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ نجار یا بڑھئی جو لکڑی میں فعل لکڑی چیرنے کا ظاہر کرتا ہے اور لکڑی جس نے فعل قبول کیا تو منفعل ہوئی یہ آٹھویں قسم ہوگئی۔ نہم ملک جیسا کہ برقع پوش وغیرہ کو صورت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ معنی ہوئے کہ انتظام تمام موجودات اور کوشش و ترتیب نو عرض کی ایک جوہر عقل فعال میں پائی جاتی ہے۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نو عرض تمام موجودات سے مراد ہے اور جوہر کنایہ امر الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کا حکم جو جوہر ہے اُس سے تمام مخلوقات اور موجودات پیدا ہوئی ہے +

در سیاستگاہِ قہرش بر فضائے کائنات
قطب را دائم جنازہ بر سرِ سہ دختر است

قطب بالضم قاف بمعنی سالار و سردار اور لوہے کی میخ کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور ستارہ کا نام ہے جو فرقدان کے نزدیک ہے اور فلک کا مدار اُسی پر ہے۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں قطب و غوث ولی اللہ کو کہتے ہیں جو سردار اور سرگروہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔ اور باعتبار علم ہیئت کے قطب دو ہیں۔ قطب شمالی و قطب جنوبی۔ بنات النعش بھی دو ہیں ایک تو صُغریٰ جس کی شکل و صورت سات ستاروں کی ہے جو فرقدین سے متصل ہے۔ دوسرے کُبریٰ یہ بھی سات ستارے ہیں جنکی شکل کشتی نوح کی ہے۔ چونکہ قطب ثابتات میں سے ہے اسواسطے شاعر نے اُسے مُردہ سے تشبیہ دی۔ اور بنات النعش تین ستارہ ہیں جنکو شعراء نے مؤنث باندھا ہے۔ سات ستاروں میں سے باقی چار ستارے مشابہ نعش کے ہیں اور مُردہ سر پر ہوا ہی کرتا ہے۔ اور چونکہ بنات النعش قطب شمالی کے قریب واقع ہے اسلیئے جنازۂ قطب کہا۔ خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ جنازہ اُٹھانا مردوں کا قاعدہ ہے مگر خداوند تعالےٰ کی حکمرانی اور سیاستگاہ کی طرف نظر کر کہ قطب جو ولی اللہ اور صوفی صفت ہے اُسکا جنازہ

تینوں دختروں کے سر پر ہے ۔ اِس واقعہ سے جو ہر روز آسمان پر دیکھا جاتا ہے قہر آلہٰی ظاہر ہوتا ہے

تا درین نیلی قفس طاؤس شب پیمائے را
شاخِ جدیش آشیانِ کرگسِ زریں پرست

جدی بزغالہ یعنی پہاڑی بکری کا بچہ اور نام برج کا ۔ اور ضمیر شین نیلی قفس یعنی آسمان کی طرف راجع ہے ۔ کرگس زریں پر مراد نسر طائر سے ہے کہ ہر دو شاخِ جدی پر واقع ہے ۔ اور نیلی قفس سے مراد آسمان ہے ۔ اور طاؤس شب پیما کنایہ ماہ یا مہتاب یا شب سے باعتبار ستاروں کے ۔ یعنی جبتک کہ آسمان قفس نیلگوں ماہ کا ہے شاخِ جدی میں نسر طائر اپنا آشیانہ بناتا ہے + یہ اشعار قطعہ بند ہیں اور خبر و نتیجہ شعر آئندہ ثالث میں نکلتا ہے جنکی معنی ظاہر ہیں +

ہر دل کہ نشد تشنۂ دریائے وصالت
سنگیست کہ در شعلۂ نارِ سقر افتد

تشنہ پیاسا مراد مشتاق اور تشنہ کی رعایت سے وصال کو دریا قرار دیا اور دلِ بے الفت کو پتھر ٹھیرایا ۔ نارِ سقر یعنی آگ دوزخ کی بموجب اِس آیتِ قرآنی کے فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِی وَقُودُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَۃُ یعنی اُس آگ سے بچو جسکے واسطے آدمی اور پتھر بجائے چھیٹیوں کے ہیں معنی ظاہر ہیں

کام و لبِ شیرینِ خود اے دوست مکن تلخ
آندم کہ ترا در قدحِ مے نظر افتد

یعنی اے دوست جس وقت کہ تو شراب دیکھے اپنے لبوں کو جو کہ بذاتِ خود شیریں ہیں تلخ نکر یعنی اُسکے پینے سے تلخی حاصل نہ کر +

زاں زلف پریشاں مشو انجم صفت از مہر
کاں زلف نہ شامیست کہ گردِ سحر افتد

یعنی جیسا کہ ستارے آفتاب کے سامنے سے پریشان اور گم ہوجاتے ہیں ایسا تو اُس زلف سے پریشان نہو اسواسطے کہ اُس زلف کے لئے ایک شام ہے کہ محیط سحر کے ہے ۔ یا کہ اُس زلف کی ایسی شام بنی ہے کہ صبح کے گرداگرد پہنچتی ہے ۔ شام کنایہ زلف یا سبزہ سے ہے ۔ صبح مراد چہرہ سے ہے اور نہ استفہام اقراری ہے ۔ کیا شام نہیں اے شام ضرور ہے +

ور باد برد بوے بخارش بسرِ کوہ دامن بسر آید ز میانش کمر افتد

مصرعۂ اول میں ضمیر شین میکدہ کی طرف پھرتی ہے - یعنی ہوا اگر شراب خانہ کی بو کو پہاڑ پر لیجائے تو پہاڑ ایسا بے خود ہو کر گر پڑے کہ دامن تو سر پر آجائے اور سر اسکا دامن میں آجائے - اور کمر بند اُسکی کمر سے کھلکر دور جا پڑے +

بر گیر یکے را بدو چار یکے کن گز نہ نودش جانب دو چل گزر افتد

اِس شعر میں شاعر نے صنعت سیاقۃ الاعداد استعمال کی ہے - اِس طور پر کہ بحساب ابجد یکے کے اعداد چالیس ہیں جس سے (م) لیا - اور دو کے دس عدد ہوتے ہیں بجائے اُسکے (ی) لی - تو مے ہو گیا - اور لفظ چار سے جا حاصل ہوتا ہے اور پھر یکے سے چالیس عدد حاصل ہوئے اُسکی جگہ (م) لیا بس جام ہو گیا - یعنی مے کو جام میں ڈال + اب مصرعہ ثانی کے اعداد لیئے - نہ کے پچپن اِس طرح کہ نون کے پچاس ہ کے پانچ اور پچپن لفظ اعداد پنجہ کے ہوتے ہیں - اور لفظ نود کے ساٹھ ہوتے ہیں اور ساٹھ ہی پنجہ کے ہوتے ہیں اور پنجہ مخفف پنجاہ یعنی پچاس کا ہے اور پچاس نون کے ہوتے ہیں - اور نون مچھلی کو کہتے ہیں اور مچھلی سے مراد انگشت لیا - اور دو چل سے مراد دو لب ہیں اِس طرح سے لام کے تیس اور ب کے دو ہیں اور خود لفظ دو کے دس ہیں - بس لفظ دو لب کے دو چل ہوئے - یا اِس طور سے یعنی لام کے تیس ب کے دو اور لفظ دو کے دس ہوئے تو کل میزان بیالیس ہوئے یا اِس طور سے کہ لام کے تیس یعنی سی لیس سین کے ساٹھ اور ی کے دس تو مجموعہ ستر ہوا اور لفظ دو کے دس ہوئے تو اسی واسطے اسّی ہو گئے جسکے معنی دو چل کے ہیں +

قصیدہ مناجات باری تعالیٰ کی درگاہ میں اور اپنی بیتابی اُسکے غم میں اور تعریف عشق حقیقی اور ہجو عشق مجازی اور گریز مدح ممدوح کی طرف

اے یاد تو روحِ روح واے نامِ تو جانِ جاں در گنہِ جلال تو عقل و دل و جاں حیراں

اے حرف ندا منادے باری تعالےٰ - روح راحت وآسائش و روح بمعنی جان یعنی اے باریتعالےٰ تیری یادگاری جان کے واسطے راحت وآسائش ہے - اور تیری حقیقت بزرگی میں دل و جان عقل حیران ہے +

سرمستِ وصالت را ہرگز نبود صحوے
مجروحِ فراقت را ہرگز نبود درماں

صحو بمعنی ہوشیاری - معنی شعر ظاہر +

در بحرِ غمت غواص لالاے دو چشمِ ماست
صد لولوے تر اینک بر طشتِ زرش غلطاں

لالا بمعنی مخدوم و بندہ و خادم و خدمتگار - یہاں مراد مردمک چشم و لولوے تر بمعنی گوہر آبدار مراد اشک - و طشتِ زر مراد رخسار ضمیر شین لالا کی طرف پھرتی ہے یعنی تیرے دریاے غم میں میری مردمک چشم ایسے غوطے لگانیوالی ہے کہ سینکڑوں اشک رخساروں پر رواں ہیں +

دوشینہ مرا از عرش ایں نالہ ہمے آمد
کاے بدرِ جگر خستہ واے تیرہ دلِ ناداں
بر خوانِ کسے تا کے ناخواندہ روی چوں خور
بر خوانِ الٰہی شو یک نیم شبے مہماں

خور بمعنی آفتاب - ناخواندہ روی یعنی تو بن بلائے جاتا ہے اور ناخواندہ رفتن کے معنی ذلیل وخوار ہونا - معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

در زلفِ بتاں گم شو آشفتہ کہ میدارند
سر زیر دو ہندوے از طرف مہ آویزاں

سر زیر بمعنی اوندھا اور سرنگوں یا سر افگندہ - طرف بمعنی کنارہ - مہ مراد چہرہ - دو ہندو مراد ہر دو زلف سے ہے یعنی اے بدر محبوبوں کی زلفوں کے عشق میں پریشان نہو - کسواسطے کہ وہ معشوق دونوں زلفوں کو چہرہ پر سرنگوں رکھتے ہیں - اسی طرح تجھ کو سرنگوں کردینگے

زآں پستہ ہر جاں وش در شور مشو کاقند

مر جانِ ترا صد غم از دیدنِ آں مرجاں

مرجاں ایک جوہر سرخ اُسکا ترجمہ بُسد و مروارید لکھا ہے - پستہ مرجاں وش مراد لب و دہن شور بمعنی نالہ و افغاں و نمک - و مرجاں مصرعۂ ثانی لفظ مرکب ہے لفظِ مر کلمہ تخصیص و لفظِ جاں سے یعنی اے مخاطب عشق لب معشوق سے شور و فغاں نہ کر - کہ خوبی فانی جو کہ اسمیں ہے خاص تیری جان کو بہت غم لگادیگی +

چوں تلخیٔ عمرِ تو زآں پستۂ شیریں است
چوں پستہ مکن خود را در آتشِ غم بریاں

تلخیٔ عمر گویا رنج و تکلیف - پستہ شیریں مراد لب و دہن معشوق - اہلِ ولایت کا دستور ہے کہ پستہ کو بریاں اور نمک سود کر کے کھاتے ہیں یعنی تجھ کو رنج و مصیبت کی بسبب لبوں معشوق کے ہے پس اُسکو فانی جانکر آپ کو آتش غم پر کباب نہ کر اور اُسکا عشق دور کر +

آں چشم در آں ابروز آنست کہ تا بینی
محراب سیہ گشتہ از دودِ دلِ مستاں

محراب وہ طاق جو مسجد کے اندر قبلہ کی طرف ہو - محراب صیغہ آلہ یعنی آلۂ حرب شیطان کا - طاق مسجد شیطان کے واسطے آلۂ حرب ہے - مستاں مراد چشماں - محراب کنایہ ابرو یعنی معشوق سے سوائے رنج اور مصیبت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا - چنانچہ ابروؤں کے درمیان چشم کا ہونا اس سبب سے ہے کہ اُسکو ایک محراب دیکھ کہ دودِ دلِ مستاں سے سیاہ ہوگئی ہے پس تو بھی اپنا سر اپنا نقصان دیکھکر آپ کو آتش میں نہ ڈال +

چوگان دو زلفش را یک گوے در آں چاہے
تا یوسفِ دلہا را زآں چاہ کند زنداں

گوے بمعنی گیند یہاں مراد زنخداں سے ہے - چاہ مراد چاہ زنخداں سے ہے یعنی معشوق کی چوگان ہر دو زلف کے واسطے زنخداں کی ایک گیند ہے اور وہ ایک کنواں یا چاہ ہے تاکہ یوسف دلوں کو اُس میں قید کیا جائے +

اے بدر بداں چوگاں خود را بچاہ مفگن

بے حال مکن خود را در حالگہِ ایماں

حالگہ بمعنی میدان بمعنی شعر ظاہر +

تا کاسۂ سیمین است مہ بر طبقِ مینا
تا طشتِ عقیقین است خور بر سرِ این نہ خواں
از مائدہ داراں باد در مجلسِ او فغفور
وز حلقہ بگوشاں باد بر درگہ او خاقاں

کاسۂ سیمیں سے مراد خود مہ سے ہے۔ طشتِ عقیقیں خور یعنی خود آفتاب۔ مائدہ دار بمعنی خدمتگار و حمال طعام۔ فغفور شاہِ چین کا خطاب ہے۔ اور خاقان بادشاہِ ترکستان کا۔ معنی اشعار ظاہر ہیں

قصیدہ معشوقِ حقیقی کے اوصاف اُسکی طرف توجہ اور اپنے تئیں نصیحت کرنا اور معشوقانِ مجازی کی مذمت اور مدح ممدوح کی طرف گریز

مرغانِ الٰہی را با زقۂ روحانی
در دام کجا آرد نفس از پے انجیری

زُقہ بالضم آب و دانہ جو پرندگان اپنے گلو سے نکالکر بچّے کے مُنہ میں دیتے ہیں۔ اس کو ہندی میں چوگا کہتے ہیں۔ زقہ روحانے مراد کیفیات عالم عرفان۔ دام مراد تعلقاتِ دنیا نفس مراد نفسِ امارہ سے ہے۔ انجیر مراد لذتِ دنیا یعنی دنیادار لذتِ جسمانی سے دام نفس میں گرفتار ہیں۔ اور طالبان خدا کے باوجود لذت روحانی اور عشرتِ قلبی کے کہ عرفانِ الٰہی سے مراد ہے دام نفس اور لذتِ دنیا میں گرفتار نہیں ہوتے +

چوں مردمکِ چشمش بینی تو بداں اورا
در صورتِ آہوے دو جادوے کشمیری

ضمیر شین اور او کی معشوق مجازی کی طرف پھرتی ہے۔ آہو مراد چشم و جادو بمعنی جادوگر کشمیر میں جادوگر بہت ہوتے ہیں و جادوگر کشمیر مراد ہر دو مردمک چشم معشوق اور ضمناً یہاں کشمیر کنایہ چہرہ سے ہے یعنی چونکہ وہ معشوق ایسا بُرا ہے کہ صورت میں تو آہو ہے اور

جادوگران کشمیر کو زیر اور پست کرتا ہے۔ پس بہت ہی بُرا ہے قابل دلبستگی کے نہیں ہے

از عقل بدر شد بدر بافعل گزشت از اِسم
تا یافت ز حرفِ عشق سرمایۂ تحریری

بدر اول بمعنی بیروں و بدر ثانی تخلص شاعر کا ہے اور اسم مراد ناموری اور عزت و شہرت + تحریری میں یاے تحتانی زائد ہے اور تحریر بمعنی آزادی یعنی اُسوقت سے کہ بسبب عشقِ حقیقی کے مَیں نے سرمایۂ آزادی حاصل کیا ہے عقل ظاہری سے کہ دام قدم انسان کا ہے باہر ہوگیا ہوں بسبب نامناسب فعال کے کہ ظاہر آزادی اور بے ننگی اور کوچہ گردی و صحرا نوردی کے نام و ناموس شہرت و عزت سے باہر ہوگیا ہوں +

رو شاہدِ قدسی جو از گلشن رُوحانی
گو را نبود بر رو گلگونۂ تزویری

شاہدِ قدسی مراد معشوق حقیقی سے ہے۔ گلشن روحانی مراد عالم عرفاں۔ گلگونہ ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے مرکب سفیدہ سیندور اور روغن یاسمین سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے دل جا اور طالب خدا کا ہو کیونکہ وہاں کچھ آمیزش حیلہ و مکر کی نہیں ہے +

الفاظ ورا گوئی عقدِ شکر آلودہ
رو سحرِ حلالش خواں درصورتِ تذکیری

الفاظ بدر کے یا الفاظِ نقش و خیال کو سلک شکر آلودہ کہنا چاہئے۔ اور مخاطب سے کہو کہ جا اُن الفاظ کے سحر حلال کو صورتِ وعظ اور نصیحت میں منبر پر چڑھ کر پڑھ +

گوہر بہ نثار آرد و دُرہا ہمہ بار آرد
تا نقشِ خیال مدح زو یافتہ تحریری

فاعل آرد کا بدر ہے یعنی چونکہ بدر مدت دراز سے خیال مدح بادشاہ کا کرتا تھا لیکن اُسکے ہاتھ سے سرانجام و اختتام کو نہیں پہنچتے تھے اب خدا کے فضل سے وہ خیال مدح کا بدر کے ہاتھوں لکھنے میں آیا پس اِس راحت کے سبب بدر گوہر نثار کرنے کو اِس نقش خیال پر مدح کے واسطے لاتا ہے اور موتیوں کا مینہ برساتا ہے +

قصیدہ اپنے فخر اور کثرتِ فضائل اور در بارۂ رفعتِ حال کے لکھتا ہے

هندوی کیوان بمن نفروخت شادی را ازانکه
مشتری ننهاد نقدِ رائجی در بارِ من

کیواں نام ستارہ زحل کا ہے کہ بادشاہ ملک ہند اور نحسِ اکبر ہے۔ اور مشتری نام اُس ستارہ کا ہے جو کہ قاضیِ فلک اور سعدِ اکبر ہے اور لغوی معنی خریدار کے ہیں۔ نقد رائجی مراد عشرت سے ہے۔ نجومی کہتے ہیں کہ کیواں ستارہ جسکو ہندی میں سنیچر کہتے ہیں دوسرے اور بارہویں خانہ میں صاحب طالع کو دولت دیتا ہے یعنی مشتری کہ جس کا کام بھی ہمیشہ دولت سانی کا تھا جب اُس نے نقدی عیش و عشرت کی میرے قبضہ میں نہ دی پس زحل مجھ کو کب دولت دینے لگا تھا +

پیش ازاں کیں بیضۂ زریں فتد بر طشتِ زر
در خروش آید خروس از نالہ ہائے زارِ من

بیضۂ زریں مراد آفتاب۔ طشت زر مراد فلک باعتبار صبح کی روشنی کے یعنی آفتاب نکلنے سے پہلے ہی میں جو یاد الٰہی میں نالہ و فریاد کرتا ہوں تو مرغانِ سحری میرے شور و فغاں سے غل مچانے لگتے ہیں +

ہر سحر مانندِ شمع از اندکیِ عمرِ خویش
صبح را در خندہ آرد گریۂ بسیارِ من

عمر نام ایک مدت کا ہے بموجب اِس قول کے۔ اسم للمدۃ التی عمارۃ البدن بالحیوۃ یعنی جیسا کہ شمع کا رونا اپنی تھوڑی سی عمر پر صبح کو ہنساتا ہے اسی طرح میرا بہت سا رونا پیٹنا صبح کے وقت سحر کو مجھ پر ہنساتا ہے کس واسطے کہ صبح کہتی ہے کہ میں ایسی ذرا سی عمر کو شادی و خوشی میں گزارتی ہوں تو اسقدر اپنی عمر کثیرہ کو رنج و تعب میں بسر کرتا ہے پس میرے اسی حال کو دیکھ کر ٹھٹھے مارتی ہے +

ہمچوں آہِ سردِ صبح و گریہائے گرمِ شمع

آتش اندر خود زند دودِ دلِ افگارِ من

آہ سرد جو کہ حالت حسرت و مصیبت میں ہوتی ہے۔ اور صبح میں بھی آہ سرد یعنی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے۔ گریہ گرم شمع میں ظاہر ہے۔ یعنی جیساکہ آہ سرد اور گریہ گرم شمع کی ہر دو میں آگ لگا دیتی ہے ایسا ہی میری آہ اور گریۂ گرم مجھ کو جلاتی ہے اور فنا کرتی ہے۔ صبح کا آہ سرد کھینچنا اِس باعث سے ہے کہ وہ اپنے تئیں قریب الزوال سمجھتی ہے +

با ہمہ مہر یکہ دارد صبح خنجر میکشد
تا چہ بازی ہا کند ایں بد گہر در کارِ من

خنجر کشی صبح کی یا تو باعتبار خطوط شعاعی یا باعتبار صبح کاذب کے خط سفید کی۔ بازی کے معنی مکر و حیلہ تا کے معنی دیکھئے۔ یعنی صبح باوجودیکہ میری دوست ہے میرے اُوپر خنجر کھینچتی ہے پس جس صورت میں دوستوں کے ساتھ ایسا ہو ے دیکھا چاہئے یہ بد گہر آسمان جو کہ میرا دشمن جانی ہے کیا کیا مصیبتیں اور آفتیں مجھ پر برپا کریگا +

گو سپر گیر آفتاب و گو عطارد تیر شو
سر نخواہد تافت ایں قدِ کمان آثارِ من

یعنی اے مخاطب تو آکب سے کہدو کہ مجھ سے مستعد جنگ کے رہیں لیکن میرا قد خمیدہ تمہاری جنگ سے مُنہ نہ پھیریگا +

صرصرِ صور ار فلک را ہفت دامن بردرد
ریشۂ زر آغشتہ ندہد گوشۂ دستارِ من

یعنی اگرچہ صور آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور روئی کی طرح اُڑا دے لیکن ایک رشتہ زر کا کہ مراد تار کلابتون سے ہے میری بے پروائی سے کہ نفخۂ صور مجھ سے کیا سلوک کریگا امان طلبی کے واسطے براہِ خوشامد و رشوت کے اُسکو نہیں دیگا +

یرِیع ربیع چار رُبع و شش جہت را خمس یافت
عاشر نہ تختہ باغ از عشر یک انبارِ من

ربیع بمعنی حاصلِ زراعت۔ ربیع بمعنی سرائے و مقام و منزل۔ رُبع بمعنی چوتھا حصہ۔ عاشر

یعنی دس لینے والا یا دہ یکے لینے والا حاصلِ کشتکار ہے۔ پس مراد عاشر سے محاسب ہے۔
نہ تختۂ باغ مراد نو آسمان سے ہے۔ وعاشرِ نہ تختہ باغ مراد حضرت جبرئیلؑ سے ہے۔ حکماء کے
نزدیک پیدائش عقول اور افلاک کی جبرئیلؑ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے انباروں میں
سے ایک ہی انبار اسقدر بڑا ہے کہ عقلِ اول یا قضا و قدر کا دسواں حصہ میرے انبار کا پچاسواں
حصہ ہے اگر شاعر کا انبار ہزار من کا ہو تو اُسکا دسواں حصہ سو من ہے۔ اور اُسکا پانچواں
حصہ بیس من ہوا۔ پس اِس بیس کو ہزار کے ساتھ نسبت پچاسویں حصہ کی ہے یعنی حاصل
زراعت ہر چہارم حصہ چہار حصہ چھ طرفوں کا میرے انبار کے مقدار کی نسبت جبرئیلؑ نے
پچاسواں حصہ پایا ہے +

	عرصۂ باغ دو عالم را مساحت کرد و ہم بسوۂ دیدش رقم در دفترِ احرارِ من	

بسوہ بیسواں حصہ بیگہ کا۔ احرار بہت لکھنے والا مراد منشیان و محرران سے ہے یعنی تمام
جہان کے میدان کو وہم نے پیمائش کر کے جو میرے محررانِ دفتر سے دریافت کیا تو رقبۂ جہان کو
ایک بسوہ یعنی بیسواں حصہ یعنی بہت قلیل پایا +

	نصف ربع عشر آمد در ترازوے خرد تر و خشکِ ہر دو کون از حاصلِ ادرارِ من	

نصف ربع عشر یعنی ہشتادواں حصہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جہان کے حصول بر و بحر کو
جو عقل نے جانچا تو میری آمدنی کے مقابل میں ہشتادواں حصہ ٹھیرایا +

	من کہ در فتوی سبق بردم ز برجیس آفتاب نہ لگن از تنکہاے لعل کرد ایثارِ من	

تنکہ لعل مراد اشرفی سے ہے۔ لگن چمن کے وزن پر۔ طشت بے آفتابہ۔ نہ لگن مراد نہ آسمان
سے ہے۔ تنکہاے لعل مراد کواکب سے ہے یعنی میں چونکہ از روے فتوی کے مشتری
سے غالب ہوا اسی لئے خورشید نے جو کہ افسر اور بادشاہ کواکب کا ہے نو طباق اشرفیوں
سے بھرے ہوئے مجھ پر فدا کئے +

مصحفِ نُہ جلد با ہفت آیت زر ماہ را
ہر مہے سیپارہ دید از غیرتِ انوارِ من

مصحفِ نہ جلد مراد نو آسمان سے ہے۔ اور ہفت آیت اشارہ سبعہ سیّارہ کی طرف ہے مہے بمعنی شہر یعنی مہینا۔ ماہ کو سیپارہ باعتبار تیس ورق کے کہا یعنی فلکانے کہ مع سبعہ سیارہ کے قمر کو ہر ایک مہینے میں میری رشکِ انوار سے سیپارہ دیکھا +

از شرابِ لایزالی دوستگانیہا دہد
جانِ سرمستانِ حضرت را دلِ ہشیارِ من

دوستگانی بمعنی جام و ساغر اور معشوق کے ساتھ شراب پینا اور اپنی نوبت شراب خواری میں کسی اور کی صلا کرنا۔ شراب لایزالی مراد شراب حقیقی سے ہے۔ معنی غنرظاہر +

شاہبازانِ رواقِ کبریا را زُقہ داد
طوطیِ سدرہ نشیں از شکریں گفتارِ من

شاہبازانِ رواقِ کبریا مراد اولیاء اللہ سے ہے۔ یا ملائک و انبیاء سے ہے۔ طوطی سدرہ نشیں مراد جبرئیل ؑ سے ہے یعنی جبرئیل نے میری شکر گفتار سے ملائک کی پرورش کی ہے یعنی میری گفتار معرفت انگیز اور بہت شیریں ہے +

زاں سواری ہا کہ باشد صادقاں را نیم شب
صبح را در خواب ماندہ خاطرِ بیدارِ من

سواری مراقبہ اور خدا کی طرف توجہ سے مراد ہے اور اولیاء اللہ کو مشاہدہ نصف شب میں ہوتا ہے صادقاں مراد عارفانِ الٰہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ مشاہدے جو عارفانِ الٰہی کو ہوتے ہیں میں اپنی تیز روی سے ایسا منزل کے قریب پہنچگیا ہوں کہ میرا خاطر بیدار جسم کو خواب ہی میں چھوڑ کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے +

در سرِ سودا نمائے مرغِ گل خوارِ قلم
جانِ عیسٰے مے نگارد عطسۂ افکارِ من

سودا بمعنی سیاہ۔ گل بالضم اخگر و آتش کے معنی ہیں لیکن یہاں گل بالکسر سیاہی کے معنوں

میں ہے - جانِ عیسےٰ مضامینِ جاں بخش سے مراد ہے اور تلمیح ہے قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے بروزِ پیدائش نورِ محمدیؐ کی طرف نظر ڈالی تھی تب آدم علیہ السلام کو چھینک آئی - جبریلؑ نے اُس چھینک کو اپنے دہن میں رکھ چھوڑا اور اُس بادِ عطسہ کو گریبان یا دہن مریم علیہ السلام میں ڈالا جس سے مریم کو حمل ہوا خلاصہ یہ ہے کہ مَیں شعر و سخن کا آدم ہوں پس سرِ سودا نمائے قلم کہ مرغِ سیاہی خوار ہے میرے افکار کی چھینک جانِ عیسےٰ یعنی مضامین روح افزا لکھتی ہے دوسرے یہ کہ میری عطسۂ افکار جو کچھ کہ سرِ قلم سے لکھتی ہے جانِ عیسیٰ کی ہے یعنی پسندیدہ طبع کی ہے اِس صورت میں سودا نما صفت سر کی ہے اور فاعل مینگارد کا عطسہ ہے۔ تیسرے یہ کہ فاعل مینگارد کا جانِ عیسےٰ ہو اور عطسۂ افکار مفعول اُسکا ہو - اِس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ میرا عطسۂ افکار ایسا پسندیدہ اور جاں بخش عالم ہے کہ جانِ عیسےٰ اُس عطسۂ افکار کو سرِ قلم سے کہ مرغِ گل خوار اور سودا نما ہے لکھتا ہے +

	من کمم زاں مور کورا سایہ نبود بر زمیں نیست را ہستی بود در معرضِ آثارِ من	

یعنی میں ایسا نیست و نابود ہوں کہ جو چیز معدوم و غیر محسوس ہے وہ بھی میری نظر میں صاحبِ ہستی اور قوی الجثہ معلوم ہوتی ہے یعنی میری ہستی کے مقابل میں نیست بھی ہست ہے +

	کمترم زاں موے کورا حلقہ سازد قطرہ آب شاہدِ ایں حال شد اشک و تنِ بیمارِ من	

وہ مو اور بال جسکو ایک قطرۂ آب نے احاطہ کیا ہوا ہے اُسسے بھی کم ہوں اور میرے دعوے کی صداقت کے لئے میرا تن بیمار اور اشک ہر دو گواہ کافی ہیں - خلاصہ یہ کہ قطرۂ اشک نے میرے تن کو حلقہ کیا ہے +

	ایں زماں شاہِ جہاں فخرِ زمانم کرد نام ربع و عشر از پنجہ و چل رفت شد باجارِ من	

ربع بالضم چوتھا حصّہ و عشر دسواں حصّہ و کلمۂ باجار مرکب ہے لفظِ با اول سے کہ ایک اسم ہے اور اُس سے بحسابِ ابجد تین عدد حاصل ہوتے ہیں - اور جار بمعنی مقابل اور

پنجہ سے مراد ساٹھ ہے۔ اور چل سے تینتیس ہے۔ کل مجموعہ ترانویں ہوا اگر اس مجموعہ میں سے چہارم حصّہ کھو دو تو ستر حاصل ہوتے ہیں اور جب اس ستر میں تین جمع کیئے تو مجموعہ تہتّر ہوا یعنی ممدوح نے مجھ کو لقب فخر الزماں کا تہتر سال کی عمر میں عطا کیا۔ دوسرے یہ کہ لفظ چار مراد چار عنصر سے ہے اور اس سے وجود مراد ہے اور بجاے رفت و شد کے رفتہ شدہ باشد ہوا اور با معنی خود کے ہو۔ اِس صورت میں لفظ پنجہ و چل سے مراد عدد معنوی نوّے لیا ہیں نوّے میں سے جب عشر کم کر دئی تو اٹھتر رہگئے یعنی میرے وجود کی عمر ساٹھ سال اور نو مہینے کی گزری تھی +

	تا نگشتم بر درِ حکمش چو خاتم حلقہ پشت چون نگین زرین بشد بام و در و دیوارِ من	

حلقہ پشت ادے پشت کو میں نے خم نہ کیا معنی شعر ظاہر +

	زین سپس گوش من و نعلِ سمِ یکرانِ شاہ حلقۂ اشرافت ملک و دانۂ شہوارِ من	

حلقہ مراد مجلس یعنی اسکے بعد ممدوح کے گھوڑے کے سم کا حلقہ اپنے کان میں ڈالونگا۔ اور جہان کے اشرافوں کی مجلس ہوگی اور میرے اشعار کے دانۂ شہوار ہونگے +

قصیدہ رات کا آنا اور تاروں کا چمکنا اور تشبیہات اور معشوق کے حال کا بیان اور مدح ممدوح کی طرف گریز

	در کام دیوِ ہفت سر بین لعبتانِ سیمبر خاکِ سیہ زین غم نگر بر فرقِ دنیا ریختہ	

دیو ہفت سر مراد آسمان یا سبعہ سیارہ سے ہے۔ لعبتان سیمبر کنایہ کواکب سے ہے یعنی دنیا نے معشوقان سیمبر کو دہان دیو ہفت سر میں دیکھکر از روے غم کے خاک سیاہ اپنی سر پر ڈال لی ہے

	مہ در کنیج یک شبہ بزارِ سیمابی کلاہ یک زرد فوطہ تہ بتہ ہنگامِ سودا ریختہ	

ہے مراد ہلال۔ نسیج بمعنی حریر زربافتہ یہاں مراد چاندنی اور روشنی سے ہے۔ نسیج یک ستمبہ مراد بروشنی قلیل کہ ہلال کے واسطے ہے۔ سیمابی کلاہ مراد ہلال سے ہے۔ بزاز بمعنی جامہ فروش یعنی ہلال روشنی قلیل والا ایک بزاز ہے جس کی سیمابی کلاہ ہے اور وقت سیاہی شب کے ایک زرد چادر تہ بتہ والی بچھاتا ہے +

این چنگ بین مصبوغ دف از بیت مطرب زیب و شرف
بل ماہی دان کز صدف گوہر بر اعضا ریختہ

چنگ مصبوغ یعنی ہلال رنگیں دف مراد آفتاب سے ہے بموجب نور القمر مستفاد من نور الشمس بیت مطرب مراد خانۂ زہرہ یعنی برج ثور سے۔ صدف مراد فلک یا برج ثور سے ہے۔ گوہر مراد کواکب یعنی شکل ہلال کو دیکھو کہ چنگ کی صورت ہے اور آفتاب سے رنگ حاصل کیا ہے خانہ مطرب فلک میں بیت شرف اسکو حاصل ہے یعنی زیور و زینت ہے بلکہ اسکی ذات کو مثل ماہی کے جانو کہ صدف سے اسکا جو مراد برج ثور یا فلک سے ہے کہ خانۂ شرف ماہ کا ہے زیور و زینت حاصل کی اور گوہر اپنے اعضا بر گرالیئے۔ زیور ماہی وہی فلوس جو پوست ماہی پر ہوتے ہیں اور صدف تین ستاروں کا نام ہے بشکل مثلث جو دوہ قطب پر ہیں اُن کو صدف قطب بھی کہتے ہیں +

اطفال ہیں زریں سلب در مہد مینا خشک لب
وز مہر شان پستان شب شیر مصفا ریختہ

اطفال زریں سلب مراد ستاروں سے ہے اور سلب کے معنی لباس کے ہیں۔ شیر مصفا مراد چاندنی اور روشنی سے ہے۔ مہد مینا مراد آسمان سے ہے۔ ستارہ خشک لب ہوتے ہی ہیں۔ معنی شعر ظاہر +

ہیں رومی و زنگی بہم این در دق وان در ورم
وز حلقہ شان ہر صبح دم زین غصہ صفرا ریختہ

صفرا مراد زردی شفق اور چاندنی کی روشنی سے ہے۔ دق مراد کمی اور ورم مراد زیادتی سے ہے۔ زنگی مراد شب رومی مراد روز معنی شعر ظاہر +

چوں رومی زریں سپر کردہ حمایل در کمر
زنگی ز دستِ ایں خبر از معدہ سودا ریختہ

رومی مراد دن سے ہے - زریں سپر مراد آفتاب سے ہے - سودا مراد سیاہی شب سے

آں نقطۂ یاقوت ساں چوں بر الف گردد رواں
اوراقِ گل بینی انداں بر لوحِ غبرا ریختہ

الف مراد برج حمل - نقطہ یاقوت مراد آفتاب - لوح غبرا مراد زمین الف سے مراد کبھی برج ثور بھی لے لیتے ہیں یعنی جب برج ثور میں آفتاب جاتا ہے تو ماہ اردی بہشت یعنے بہار کا موسم ہوتا ہے +

زریں صدف تا در برہ نقرہ بغبر ہم براست
وز ابر دریا در برست لولو بہر جا ریختہ

زریں صدف مراد آفتاب سے ہے - برہ برج حمل سے مراد ہے - نقرہ کنایہ دن کی طرف غبرا اشارہ شب کی طرف ہے - ہمسر و ہمبر دونوں برابر کے معنی میں ہیں - اور بر کی معنی جنگل و صحرا کے ہیں - لولو مراد قطرات سے ہے یعنی جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو بباعث بارش کے قطرات جنگل میں گرتے ہیں +

چوں کیش تیر از جرم خور پیش کماں دارد سپہر
بینی ز شمشیر سحر برق آتش آسا ریختہ

کیش کے معنی ترکش کے ہیں اور تیر مراد عطارد سے ہے - اور کیش تیر اشارہ برج جوزا کی طرف ہے جو کہ عطارد کا خانہ ہے - اور پیش کے معنی مقابل اور مقابلہ جوزا کا قوس سے ہے - کمان اشارہ برج قوس کی طرف ہے - سپہر مراد آفتاب سے ہے - شمشیر سحر کنایہ شعاع خورشید برق مراد گرمی و حرارت سے ہے اور جب آفتاب برج جوزا میں جاتا ہے سخت گرمی ہوتی ہے - اس مہینے کو ہندی میں اساڑھ کہتے ہیں یعنی جس وقت برج جوزا میں سپہر خورشید نے قوس کا مقابلہ کیا اور مستعد جنگ کا ہوا - سحر نے بھی غصہ میں آکر اپنی تلوار برق جیسی آتش ریزی شروع کی +

آں شاہدِ تپ لرزہ دار سرطانش چوں ساز د نزار
آتش شود از خاک و خارا ز تفِ حمّیٰ ریختہ

شاہد تپ لرزہ دار مراد آفتاب سے ہے۔ سرطان یعنی برج سرطان جو کہ برج آتشی ہے۔ نزار کے معنی لاغر۔ برج سرطان خانہ لیست ہے اور آفتاب کا ہبوط اس میں ہوتا ہے یعنی جب آفتاب برج سرطان میں داخل ہوتا ہے تو سخت موسم گرمی کا ہو جاتا ہے +

آں آہوی آتش فشاں شیرش چو گیرد در دہاں
زرد آب خوں گردد از آں در جوفِ خارا ریختہ

آہوے آتش فشاں آفتاب۔ شیر مراد برج اسد سے ہے۔ زرد آب جواہراتِ زرد۔ خون اشارہ ہے جواہرات سرخ کی طرف یعنی جب آفتاب برج اسد میں ہو جاتا ہے جواہرات سنگ میں پیدا ہوتے ہیں +

در چاہ زہرہ زرّ آفتابے لو ز زر آرد ماہتاب
تا گرد دآبِ التہاب از روے گرما ریختہ

چاہ زہرہ مراد برج سنبلہ سے ہے کہ زہرہ اسمیں اترتا ہے یعنی آفتاب نے برج سنبلہ میں اپنے سنہری ڈول کو ڈال رکھا ہے۔ اسی سبب سے گرمی کی شدت جاتی رہی +

میزاں ز مہرِ مہر زر کافور را با مشکِ تر
یک وزن کردہ ہر سحر زر بے محابا ریختہ

برج میزان نقطہ اعتدال کا ہے۔ مہر زر مراد آفتاب سے ہے۔ مشک اشارہ شب کی طرف ہے زر بے محابا ریختہ یعنی بہت برگ ریزی کر رکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ برج میزان نے آفتاب کی محبت سے رات اور دن کو برابر کر دیا اور بہت زرد و زرد پتّے گرا دیے ہیں +

چوں دستِ خورشیدِ کرم جمشیدِ افریدوں علم
آں ہر دم از خاکِ قدم آبِ مسیحا ریختہ

خورشید کرم مراد ممدوح سے ہے۔ آب کے معنی عزت و آبرو کے ہیں یعنی ممدوح نے جو ایسا اور ایسا ہے اپنے قدموں کی خاک سے عیسےٰ کو بے آبرو کر دیا +

با سہ و سہ دو پنجہ را بین احاد و صفر شِ ہمقریں
ہشتادرا با ہشت ہیں نہ زیکی وا ریختہ

اِس شعر کے تعمیہ میں اسم شاہ محمد نکلتا ہے۔ دو پنجہ سے مراد سو عدد ہیں اور جب تین کو سو سے ملائیں یعنی ضرب دیں تو تین سو ہوتے ہیں جس سے مراد شین ہے۔ احاد اشارہ الف کی طرف اور صفر مراد ہائے مدوّر سے ہے۔ ضمیر شین (ش) کی طرف پھرتی ہے جو کہ حاصل سہ اور دو پنجہ کا ہے۔ جب الف اور ہائے مدور کو شین سے ملایا تو شاہ حاصل ہو گیا۔ اور ہشتاد سے مراد دو میم ہے اور ہشت سے حائے حطی مراد ہے۔ نہ اشارہ نہم سے ہے۔ اور یکے سے مراد چالیس ہیں۔ چالیس کے دس حصے کئے اور نو حصے اُسمیں سے نکال ڈالے تو ایک حصہ رہ گیا جو کہ عدد چار ہے اور حرفِ دال کے چار عدد ہوتے ہیں پس شاہ محمد حاصل ہو گیا +

مولیٰ امیر المومنین سلطاں محمد شاہِ دیں
ہم بر دآب آبتیں ہم فرّ دارا ریختہ

آب بمعنی آبرو۔ آبتیں فریدوں کے باپ کا نام ہے۔ معنی شعر کے ظاہر ہیں +

چوں از خلیفہ شاہ را منشور آمد با لوا
شد باز نورِ والضحےٰ بر فرقِ طاہا ریختہ

خلیفہ مراد شاہِ روم سے ہے۔ شاہ کنایہ ممدوح کی طرف۔ والضحےٰ نام سورۃ کا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے شان حضرت رسول اللہ میں قسمیہ نازل فرمائی ہے۔ یہاں مراد فرمان اور نیزۂ خلیفہ سے ہے طاہا نام صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ممدوح کا نام بھی محمد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شاہ روم کی طرف سے فرمان مع نشان اور خلعت کے ممدوح کے پاس آیا گویا دوبارہ سورۂ والضحےٰ نے طاہا کے سر پر نور گرایا +

بر لعلِ غلطاں زیبقش بر گل ز وال دہ فندقش
وز عنبر افشاں زورقش بر خاک دریا ریختہ

لعل مراد لب سے ہے۔ زیبق کے معنی پارہ کے ہیں مراد دنداں سے ہے۔ گل مراد چہرہ سے ہے فندق میوۂ سرخ رنگ کو کہتے ہیں کنایہ انگشتانِ حنا بستہ سے ہے۔ دہ فندق سے مراد

دس اُنگلیاں - زورق کشتی کوچک یعنی چھوٹی سی کشتی مراد آنکھوں سے ہے - عنبر افشاں یعنی چشم گریاں - خلاصہ یہ ہے کہ معشوق میرے پاس اُسوقت آیا کہ دنداں اُسکے ہونٹوں پر غلطاں تھے یعنی لب بدنداں گزی کرتا تھا اور دس اُنگلیاں اُسکے چہرہ پر دواں تھیں یعنی مُنہ کو ناخن سے چھیلتا تھا اور بسبب بہت رونے کے گویا اُسکی آنکھوں سے دریا جاری تھا +

بادامِ او برکہ نشاں عناب او حسرت کہ فشاں
بچگانِ رومی وش زآں ہندوے پنہا ریختہ

بادام مراد چشم سے ہے - عناب کنایہ لب سرخ کی طرف ہے - بچگان رومی اشکِ گلگوں یعنی آنکھ تو تالاب کو یاد دلاتی تھی یعنی پُرآب تھی اور سخنان ترش کہتا جاتا تھا اور اشک سرخ مردمک چشم سے رواں تھی +

از زخم ناخن بر عنب ماہ از شفق کردہ سلب
من ساغرِ غم از تعب بر جان شیدا ریختہ

عِنب بکسرِ عین و فتح نون - بمعنی شراب انگور یہاں مراد رخسارہ سے ہے - ماہ مراد چہرہ سے ہے اور شفق اشارہ خون کی طرف جو زخم کی خراش سے نکلا یعنی میرے معشوق نے زخم ناخن سے اپنے چہرہ کو چھیل لیا - سرخی خون سے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا ماہ نے شفق کے لباس کا جامہ پہن لیا میں نے یہ رنج و تعب دیکھکر اپنی جان شیدا پر ساغر غم گرالیا +

یاد آر زاں شیریں لباں چوں گل بخاک اندر خزاں
واں سنبلِ مرغول شاں از روے ثریا ریختہ

شیریں لباں یا نوشیں لباں مراد معشوقاں سے ہے - سنبل یعنی زلف مرغول کے معنی پیچدار - خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق موسم خزاں کے تھوڑے سے صدمہ میں خزان اجل سے پھول کی طرح خاک میں ملجائیگی - دوم یہ کہ معشوقان گزشتگان کو یاد کر کہ وہ موسمِ خزان اجل میں خاک میں چلے گئے اور وہ اُنکی زلفیں بھی خاک میں مل گئیں پس وہ نہ رہے اور یہ بھی نہ رہینگے

گر بایدت جامِ طرب از ساقیٔ وحدت طلب
کاں میشود بے دست و لب درکامِ جانہا ریختہ

یعنی وہ جام عرفان الٰہی بلا توسل دست و لب کے (کہ ظاہری ہیں) کام جان میں گرایا جاتا ہے یعنی اُسکا فیضان ظاہر میں مرتب نہیں بلکہ باطن میں ہے۔ ہاں بیشک ہوشیاران شراب وصال یار کے ظاہر میں گدڑی پوش اور حقیقت میں ردائے عالم کی کندھے پر ڈالے رکھتے ہیں +

میداد پندم آں صنم وز سوز سینہ دم بدم بر زعفراں آب بقم از چشم شہلا ریختہ

زعفران چہرہ زرد سے مراد ہے۔ بقم جسکو مجیٹھ یعنی کسنبھہ کہتے ہیں مراد اشک خونی سے ہے۔ شہلا چشم سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق مجکو نصیحت دیتا تھا اور میرا حال یہ تھا کہ سینہ کی سوزش سے جو اُسکی باتوں سے پیدا ہوتی تھی ہر لحظہ سرخ آنسو چہرہ پر بہاتا تھا دوم یہ کہ اُس معشوق کے واسطے میں اشک خونی چہرہ پر بہاتا تھا اور وہ مجکو نصیحتیں کرتا تھا

بگر فتمش در بر چو چنگ من در نوازش او بجنگ صد عنبر زنجیر رنگ از مشک در پا ریختہ

صد عنبر زنجیر رنگ مراد کثرت زلف کے بالوں کی۔ در پا ریختہ یعنی زلفیں اسقدر دراز تھیں کہ پیروں تک جاتی تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں نے تو معشوق کو مثل چنگ کے اپنی بغل میں لے لیا اور باوجودیکہ میں مہربانی اور دلجوئی کرتا تھا وہ مجھ سے لڑتا تھا۔ اور اُسکی زلفیں پیروں تک لٹک رہی تھیں +

بنگر لیست خم مریم سیر مہد مسیحش در جام زر خون دل مریم نگر در پائے ترسا ریختہ

مریم سیر یعنی عیسیٰ کی ماں بے خاوندگی۔ مسیح مراد شراب عرفان سے ہے جو مردہ دلوں کو حیات ابدی بخشتی ہے۔ چونکہ خم کو مریم کہا اسیواسطے شراب کو خون دل کہا۔ ترسا آتش پرستوں کی ایک قوم ہے۔ یہاں مراد ساغر سے ہے کہ آتش شراب کو شکم میں رکھتا ہے یا وہ یہ قوم علیسے کے شراب بہت پیتا ہے۔ پائے ترسا شراب خواری کا پیالہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ خم ایک مریم خصال ہے کہ مہد مسیحا اُسکا جام زر ہے اور خون دل مریم کو دیکھ کر پائے ترسا میں

جام اور پیالہ شرابخواری میں گرا ہوا ہے +

جام ہست عیسے بیگماں بل بہر نور جسم و جاں
مرغ گلیش از دہاں یاقوتِ حمرا ریختہ

چونکہ جام عیسے کی طرح زندہ کرتا ہے اسی واسطے عیسے سے نسبت دی۔ مرغ گلین مراد صراحی سے ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مرغ گلی بناکر اڑائے تھے اور اُنکے کون کا رکان بھول گئے تھی یاقوت حمرا مراد شراب سے ہے۔ ضمیر شین کی جام کی طرف پھرتی ہے۔ ریختہ کا فاعل مرغ گلی ہے یعنی جام بیشک عیسے ہے بلکہ رونق جسم و جان کے واسطے صراحی نے شراب ہان سے گرائی ہے

شکل حباب از روے مے چوں برگل رخسار خوے
می آتش و بر فرق وے انخچہ گویا ریختہ

یعنی صورت حباب کی سر شراب سے ایسی معلوم ہوتی ہے گویا پھول سے چہرۂ معشوق پر عرق آیا ہوا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ شراب ایک آتش ہے اور اُس آتش کے سر پر اولے اور ژالے گرے ہوئے ہیں وہی حباب ہیں +

آں ساغرِ پرویں فشاں بر پنج ماہ نو دواں
ہردم شفق را از دہاں روز تماشا ریختہ

پرویں فشاں مراد ترشح قطرات سے ہے۔ ماہِ نو یعنی ہلال پنج ماہ نو مراد پانچ انگلیوں سے ہے شفق مراد شراب سرخ۔ روز تماشا روز جشن یا عید کے دن سے مراد ہے اور ساغر شراب کو باعتبار مدور ہونے اور آب و تاب کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ پانچوں انگلیوں دستِ ساقی پر رواں دواں ہے اور ہر دم روز تماشا کی شفق شراب کو دہن سے گراتا ہے۔ بعض نسخوں میں مصرعہ اول میں۔ ساغر جو مہ پرویں فشاں الخ لکھا ہے +

مائیم بر خاکِ درت سرگشتہ تر از عنبرت
اے آتش بادآورت آب رخ ما ریختہ

آتش باد آور مراد لب گلگوں تیز گفتار باد مراد کلام سے ہے آب کے معنی آبرو کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق ہم تیرے دروازہ کی خاک پر تیری زلفوں سے بھی زیادہ پریشان ہیں

اور تیرے لبوں نے ہمارے چہرہ کی آبرو کھودی ہے +

خالت بچشم آں کافر است کز جور او مردم رست
یک زنگی آتش پرست آب دو لالا ریختہ

زنگی کنایہ خال کی طرف آتش چہرہ سے مراد ہے - لالا بمعنی غلام اکثر غلام زنگی یا ہندی ہوتے ہیں اسیواسطے اُس سے مراد مردمک چشم لی گئی یعنی اے معشوق تیرے رخسارہ کا خال ایسا ظالم ہے کہ کسی نے اُسسے چھٹکارا پایا ہی نہیں اور پھر اُسکی تشبیہ مردمک سے بیان کرتا ہے کہ وہ خال ایک زنگی آتش پرست ہے جس نے آب مردمک عالم سے گرادی اور تمام دنیا کو رُلادیا

تو سرو بالا از شکر قفلے نہادہ بر دُرر
من پیل بالا از گہر بر شاہ والا ریختہ

دُرر جمع دُر کی ہے - یہاں مراد دنداں سے ہے - پیل بالا یعنی تودۂ بزرگ یا بڑا بھاری ڈھیر قفل بر در نہادن خاموش کردینا ہے یعنی اے معشوق تونے شکریں لبوں کا قفل دنداں پر لگا رکھا ہے اور میں نے بہت سے اشعار مدح ممدوح میں لکھے ہیں +

سلطاں محمد کز ظفر تیغش گرفتہ بحر و بر
خصم از شبہ بر طشت زر دُرہاے بیضا ریختہ

شبہ بمعنی پوتھہ یہاں مراد مردمک چشم - طشت زر مراد رخسارہ سے ہے دُرہاے بیضہ مراد اشک سے ہے یعنی دشمن اور حاسد نے مارے رشک اور حسد کے آنکھوں سے آنسو بہائے

اے دستت آب روے یم از پنج دریا ریختہ
تیغت شرار آب ستم بر جان اعدا ریختہ

پنج دریا مراد دست ممدوح اور اُسکی اُنگلیوں سے ہے یعنی اے ممدوح تیرے ہاتھ نے بباعث کثرت سخاوت کے دریا کو ناچیز کردیا اور تیری تیغ نے ستم شرر آب دشمن کی جان پر گرائی اور اُسے جلا کر خاک کردیا +

در حلق خشک دشمناں نو آتش از آب رواں
وز چشمۂ نوک سناں زہر مفاجا ریختہ

فاعل زداور ریختہ کا ممدوح ہے - آب رواں مراد تلوار سے ہے - نوک سناں کو باعتبار آبداری
کے چشمہ کہا یعنی تیری تیغ گلوے خشک دشمناں پر مانند آگ کی تری میں رواں ہے اور صفائی میں
مثل آب کے رواں اور دستور ہے کہ آگ اور پانی خشک چیزوں میں بہت جلد ہی اثر کرتا ہے تونے
نوک چشمۂ سناں سے آبرو مرگِ مفاجات کی گرادی ہے +

قہرت چو شمشیر آختہ بر فرق چرخ انداختہ
سوزن زتف بگداختہ از جیب عیسےٰ ریختہ

سوزن مراد اُس سوزن عیسےٰ علیہ السلام سے ہے جو اُنکے چڑھنے کی مانع آسمان چہارم پر
ہوئی تھی یعنی جسوقت تیری قہر نے شمشیر آسمان پر کھینچی یعنی حرارت اُس سے ظاہر ہوئی - کہ
سوزنِ عیسےٰ پگھلکر جیب سے نکل پڑی +

لطفت بقہرت ضم شدہ وز چنبر عالم شدہ
احراق دوزخ گم شدہ اوراق طوبےٰ ریختہ

یعنی جب مہربانی اور قہر پڑا دونوں باہم ملگئے تو مہربانی سے تو دوزخ کی سوزش موقوف ہوگئی
اور قہر سے طوبے کے پتّے جھڑ گئے +

عزمت سپر آراستہ گرد از جہاں برخاستہ
خورشید چوں مہ کاستہ نورش ز اعصار ریختہ

یعنی جسوقت تونے دشمن کے ارادہ سے سپر اُٹھائی یا جنگ دشمن کے واسطے فوج آراستہ
کی تیرے خوف اور ہیبت سے یہ حال ہوا کہ آفتاب ہلال کی مانند گھٹ گیا اور تمام نور اُس کے
اعصار سے جاتا رہا یعنی خرشید بے نور و بے آب ہو گیا اور ہنگامہ قیامت کا برپا ہو گیا +

کلکت طباشیر ہنر دادہ باہلِ بحر و بر +
تیغت تباشیر ظفر شرقاً و غرباً ریختہ

تباشیر نسلوچن - طباشیر ہنر یعنی خود ہنر - تباشیر ظفر یعنی روشنی فہمندی کی - معنی ظاہر +

آں رومی زنگی جبیں از شام رفتہ سوے چیں
در پیش تو در تمیں از مشک سارا ریختہ

رومی مراد قلم سے ہے - زنگی جبیں یعنی سیاہی آلود - شام مراد دوات سے ہے - چین مراد کاغذ سے ہے - در ثمیں مراد حروف و کلمات سے ہے - مشک سارا یعنی مشک خالص معنی شعر ظاہر

اے یوسفِ خورشید چہرے آرشِ ابرشِ سپہر
نعلِ تو مہ بر روے شب در روزِ غوغا ریختہ

آرش نام ایک پہلوان ایرانی کا ہے - ابرش سرخ و سفید رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یعنی آسمان پر جو ہلال ہے وہ نعل تیرے گھوڑے کا ہے +

آں کوہ تن دریا پرست گامش نشانِ آذر است
در معرکہ از زخم دست انجم ز جوزا ریختہ

کوہ تن دریا پرست دونوں صفتیں گھوڑے کی ہیں - دریا پرستی باعتبار سواری ممدوح نشان آذر یعنی قدم گھوڑے کا نشان آگ اور تیز رفتاری کا ہے - از زخم دست یعنی زخم تازیانہ کا جو ممدوح کے ہاتھ سے گھوڑے نے کھایا اسقدر اُچھلا کہ عرش پر جاکودا اور اپنے پیروں کے صدمہ سے کواکب برج جوزا سے گرا دیے - دوم یہ کہ معرکہ میں اپنے ہر دو پاے پیشیں کے صدمہ سے انجم جوزا سے گرا دیے اور چونکہ جوزا دو پیکر سے مرکب ہے یہاں مراد دونوں اگلے یا پچھلے پیروں سے ہے کہ ہر ایک پیکر کی مانند ہے +

قصرِ ترا ہفت آسماں کسر زخشتِ آستاں
او گردِ حسرت ہر زماں بر طاق کسرے ریختہ

کسر بمعنی ریزہ و پارہ - کسرے لقب نوشیرواں کا یعنی ساتوں آسمان تیری چوکھٹ کی ایک اینٹ کا ریزہ و پارہ ہیں اسی سبب سے نوشیرواں کے محل پر گرد حسرت کی گرادی یعنی طاق کسرےٰ اسکو دیکھکر حیران ہے +

چرخ بریں در عصمتت روح الامیں در خدمتت
گرد براق حشمتت بر اوج ادنےٰ ریختہ

چرخ بریں مراد عرش سے ہے - یہاں عصمت سے مراد پناہ ہے - روح الامیں لقب جبرئیلؑ کا ہے - براق اسپ ممدوح سے مراد ہے - ادنےٰ نام مقام ہے جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معراج میں تشریف لیگئے تھے - قاب قوسین او ادنیٰ یعنی عرش الٰہی تیری پناہ میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبرئیل باوجود اعلیٰ مراتب کے مستعد تیری خدمتگاری کا ہے - اور غبار تیرے گھوڑے کا مقام او ادنیٰ کے درجہ پر ہے +

از مشتری انگشتری در عنصر خنصر گزین
مہرت چو بر مُہر نگیں سعدِ موفا ریختہ

وسطی اور خنصر کی درمیانی اُنگلی کو بنصر کہتے ہیں اور خنصر چھوٹی اُنگلی کو کہتے ہیں - مِہر اول بالکسر محبت کے معنی ہیں اور مُہر ثانی بالضم - سعد موفا معنی بہت نیک بخت چونکہ تیری محبت نگین مشتری پر پیدا ہوگئی ہے پس وہ نگینہ مشتری سے لیکر خنصر اور بنصر میں پہن لے اور اپنے ہاتھ کی زیب و زینت کرلے - سعد موفا بر نگیں ریختن آراستہ کرنے اور نگینہ پر نام کھدوانے کو کہتے ہیں +

تا یوسفِ زریں سلب از گرگ سیمابی ذنب
بر صُدرۂ عودیٔ شب اشکِ زلیخا ریختہ
باد افلاک یکران تو اوجِ سما میدانِ تو
وز قبۂ ایوانِ تو عرشِ معلےٰ ریختہ

یوسف زریں سلب مراد آفتاب سے ہے - گرگ سیمابی ذنب مراد صبح کاذب سے ہے کہ دم گرگ بھی کہتے ہیں - صُدرہ بالضم بمعنی سیہ پوش و کرتہ خُرد و پیراہن نیم تنہ - عودی سیاہ منسوب عود کی طرف اور اشک مراد کواکب سے ہے یعنی جبتک کہ آفتاب صبح کاذب کے خوف سے سیہ پوش ہے سیاہ شب کے گرائے یعنی چاند اور تارے دُور ہوگئے اور یہ بات قیامت تک رہیگی - دوسرے شعر کے معنی ظاہر ہیں جو خبر اور نتیجہ شعر اول کا ہے +

قصیدہ مبارکبادی میں خطاب کے آنے کے بادشاہ کی طرف خلیفہ عباسیہ سے

عروس صبح مہر آور چو گل زو بے دہن خندہ
کہ از شادی درستِ زر بر دل افتاد از کامش

عروس صبح خود صبح سے مراد ہے - مہر آور محبت کرنیوالی یا آفتاب نکالنے والی صبح - اور پھول کی

ہنسی اور شگفتگی مشہور ہے اور دونوں میں سے دہن کسی کے بھی نہیں ہوتا۔ درست زر آفتاب سے مراد ہے۔ یعنی جب صبح نے دیکھا کہ شاہ مشرق کے پیدا ہونے میں سیاہ شام کا پتہ بھی نہ رہا تو مارے ہنسی کے منہ جو کھولا تو درست زر یعنی آفتاب نکل پڑا +

فراز چترِ مروارید زآں شد بازِ زرّیں پر +
کہ مرغ صبح را یک دم نبود از نالہ آرامش

چتر مروارید مراد آسمان سے ہے باعتبار ستاروں کے۔ باز زریں پر مراد آفتاب سے ہے مرغ صبح یعنی مرغان سحری یعنی بلبل قمری وغیرہ یکدم یعنی تھوڑی دیر بھی آرامش حاصل مصدر آرام کا ہے یعنی آسمان پر آفتاب اسواسطے نکل آیا کہ مرغان سحری کو نالہ کرنے سے ایک دم بھی آرام نہ تھا۔ حقیقت میں آواز مرغوں کی سنکر باز اُنکے شکار کے واسطے بلندی پر ضرور پرواز کریگا

مقالاتے کہ رفت از صدق در اول ملاقاتے
بصبح رومی مہ را نخست ایں بود پیغامش

صبح رومی مراد صبح صادق سے ہے۔ نخست کے معنی ابتدا کے ضمیر شین ماہ کی طرف پھرتی ہے یعنی وہ گفتگو کہ از راہ صدق دلی کے ماہ کی صبح صادق سے اول ملاقات میں ہوئی پہلا پیغام یہی تھا

کہ دوش آمدم شہنشاہِ زرّیں چترِ مشرق را
لباسِ آلِ عباسی رسید از جانبِ شامش

کاف بیان پیغام ماہ کا ہے اور یہ بیت بھی مقولہ ماہ کا ہے۔ شاہنشاہ زریں چتر مشرق مراد آفتاب سے ہے یا مراد ممدوح سے کیونکہ ہند اکثر ممالک مشرقی میں ہے۔ آل عباس یعنی اولاد حضرت عباس کی جنکا لباس اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ پس مراد لباس آل عبا سے تاریکی شب کی ہے یعنی آفتاب کے واسطے تاریکی شب کی آپہنچی یا ممدوح کے واسطے ملک شام کی طرف سے خلعت سیاہ پہنچا

زحل با مشتری میگفت بیعت نامہ خسرو
چو پیش تخت شد عرضہ خلیفہ کرد اکرامش

مشتری نام ستارہ کا ہے جو چھٹے آسمان پر ہے۔ اور زحل آسمان ہفتم پر ہے جسکو کیوان کہتے ہیں۔ خسرو مراد ممدوح سے ہے۔ خلیفہ مراد شاہ روم سے یعنی چاند صبح صادق سے کہتا ہے

کہ اے صبح صادق میں نے سنا ہے کہ زحل مشتری سے یہ کہتا تھا کہ بعیت نامہ ممدوح کا جو وقت شاہ روم کے درپیش ہوا شاہ روم نے اعزاز واکرام کیا + آخر قصیدہ تک صبح دوم سے چاند کی یہی باتیں ہوتی رہیں +

چو بر مضموں وقوف افتاد فرماں امام ایں شد
کہ بر اقطاع ہفت اقلیم نافذ باد احکامش

امام مراد شاہ روم سے ہے اور ضمیر شین خسرو کی طرف پھرتی ہے کہ مراد ممدوح سے ہے اور مصرع دوسرا شاہ روم کا مقولہ ہے۔ معنی شعر ظاہر +

فراز کائنات آنجا برند ایوان قدرش را
کہ نتواند مساحت کرد بال مرغ اوہامش

بعض نسخوں میں بجائے لفظ برد کے برند پایا جاتا ہے پس برند کا فاعل قضا و قدر ہے یعنی باوجودیکہ وہم ہر جگہ جا سکتا ہے لیکن مرتبہ ممدوح کا اسقدر بلند ہے کہ مرغ وہم کے بھی بازو وہاں تک نہیں جا سکتے +

وزیر مملکت شہ را از حضرت مرحمت ایں شد
کہ بر کشور برد بحر جاری باد اقلامش +

یعنی خلیفہ کی طرف سے وزیر کے حق میں یہ مہربانی ہوئی کہ جو کچھ فرمان محمد شاہ کی طرف سے خشکی اور تری میں جاری ہوں اُسی وزیر کی قلم خاص کا نوشتہ ہو +

دبیر خاص خسرو را ز والی ایں خطاب آمد
کہ زلف عارض مہ باد تحریرات ارقامش

یہاں دبیر خاص دیوان صاحب سے مراد ہے۔ اور خسرو مراد ممدوح سے۔ زلف و عارض مہ بودن کنایہ تابعدار ہونے سے ہے ماہی سے ماہ تک۔ حقیقت میں تحریر اور رقمیں ماہ کاغذ کے واسطے زلفیں ہوتی ہیں مصنف نے اس شعر میں اول ضمناً تعریف وزیر کی اور اسی شعر میں صفت صاحب دیوان کی لکھی ہے کہ خداوند تعالےٰ سے خطاب آیا کہ وزیر یا دیوان تیری تحریر اور رقم کی زلفیں ماہ کاغذ کے واسطے باعث آراستگی کا ہو +

برائے مطبخ خاصش امام الملک تعین آں کرد

که نقد هر دو عالم باد ربع عشر انعامش

دو عالم مراد دنیا اور عقبے سے ہے یا عالم جن وانس سے ہے۔ ربع چوتھا حصہ۔ عشر دسواں حصہ
ربع عشر یعنی چالیسواں حصہ۔ ضمیر شین ممدوح کی طرف پھرتی ہے۔ اور انعام مراد خلیفہ سے ہے۔
یعنی ممدوح کے صرف باورچی خانہ کے واسطے خلیفہ نے مقرر کر دیا کہ دونوں جہان کی نقد ہی اسکا
چالیسواں حصہ ہونا چاہیئے +

زہے رستم کمان جمشید آرش تیر بہرامی
که پیش تیغ او چوبین نماید خنجر سامش

آرش نام ایک پہلوان کا ہے۔ اور بہرام مریخ کو کہتے ہیں۔ اور چوبین جو چیز کہ بیکار ہو اور بہرام
چوبین نام پہلوان کا ہے جمشید اور بہرام مراد ممدوح سے ہے یعنی عجب جمشید اور بہرام کہ اسکی
کمان تو رستم کی سی ہے اور تیر آرش پہلوان کا سا ہے۔ اور اسکی تیغ کے سامنے خنجر سام کا بیکار
معلوم ہوتا ہے +

خلائق پیش و پس پویان ملایک کرحق گویان
زچرغ شه شده غلطان گوهر بر نقرهٔ خامش

چرغ مہرہ سلیمانی یہاں مراد بادشاہ کی آنکھ سے ہے۔ نقرۂ خام خالص چاندی مراد چہرہ سے
ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

چو شه پوشید خلعت برنگ مردم دیده
میان روز میدیدیم شب را با مه تامش

شہ مراد ممدوح سے مراد خلعت سیاہ میدیدیم یعنی تمام دوست اور رفیق دیکھتے تھے۔ مہ تام بمعنی بدر
یہاں چہرہ سے مراد ہے۔ معنی شعر ظاہر +

کف شه پنج دریا در وی یک قطرهٔ آبے
که حلق خشک دشمنان را بباید شست ناکامش

پنج دریا مراد پانچوں انگلیوں سے ہے۔ باعتبار بہت بخشش اور سخاوت کے قطرہ آب مراد تلوار سے ہے
ناکام کے معنی ضرور یعنی صدف کے ہاتھ کو باعتبار سخاوت کے پانچ دریا کہنا چاہیئے جسمیں ایک قطرہ

آب کا ہے اِسی سبب سے دشمنوں کے خشک حلق کا دھونا بھی ضروری ہے +

رخ مریخ زآں سرخست کو خورشید انور را
تشبہ کرد با چتر سفید آل بہرا مشں

مریخ ستارہ کا نام ہے جو جلاد فلک ہے اور اُسکا رنگ سرخ ہے اور سرخی علامت خجالت کی ہے بموجب اسکے الحمرۃ للخجل والصفرۃ للوجل یعنی سرخی چہرہ کی علامت شرمندگی کی ہے اور زردی چہرہ کی علامت خوف کی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جب مریخ نے چتر سفید ممدوح کو خورشید روشن کے ساتھ مشابہ کیا اور پھر جو معلوم ہوا کہ اسمیں اور اُسمیں زمین و آسمان کا فرق ہے مارے شرم کے اُسکا چہرہ سرخ ہوگیا +

الا تا شاہِ انجم را بریں نہ قلعہ رینا
نہد تاج زر زر بر سر چہارم تخت واجرامشں

شاہ انجم کنایہ آفتاب سے ہے نہ قلعہ مراد نو آسمان سے ہے - چہارم تخت مراد چوتھے آسمان سے ہے جو آفتاب کا تخت ہے یعنی خبردار رہو جبتک آفتاب آسمان چہارم یعنی اپنی تخت پر بیٹھا رہے اور سنہری تاج ستارے کا سر پر رکھے +

الا تا آتشیں شیر پلنگ اندام را ہر شب
چو زر بختہ بتابد در سنت قلب ازخامشں

آتشیں شیر مراد برج اسد سے ہے - پلنگ اندام یعنی داغدار جسم جو صفت آتشیں شیر کی ہے کیونکہ کواکب کے سبب سے داغدار جسم ہے - زر بختہ - مراد زر خالص بے کھوٹ اور صاف یہاں مراد ستارہ نورانی جو قائم مقام برج اسد کے ہیں یعنی اے مخاطب خبردار ہو جبتک برج اسد کے واسطے اشرفی زر کی جسکو ستارہ قلب الاسد کہتے ہیں مانند زر کے مصفا رہے اور یہ بات قیامت تک رہیگی یہ اشعار دعائیہ بطور ابتدا کے ہیں اور خبر اشعار آئندہ میں نکلیگی جنکے معنی ظاہر ہیں

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت اور فرمان کے پہنچنے کے خلفاء عباسیہ کی طرف سے بادشاہ ہند کے پاس

مر سلیماں را کہ کوس رب ہب لی زد نخست
سر بمہرش مصحف از داؤد خوش الحاں رسید

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی تھی رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی اے پروردگار مجکو ایسا ملک عطا کر جو کسیکو عنایت نہ کیا ہو چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی دعا مستجاب فرمائی لیکن یہاں مراد اپنے ممدوح سے ہے اور مصحف کے معنی قرآن شریف یا صحیفہ کیا گیا یعنی جس میں حکم اللہ تعالےٰ درج ہوں اور یہاں فرمان خلیفہ روم سے مراد ہے - یعنی واسطے ہمارے ممدوح کے جس نے دعاء مذکورہ پڑھی تھی - شاہ روم کی طرف سے نامہ سر بمہر مشتمل اُسکی منظوری اور قبولیت کا پہنچا +

زاں نثار لے کہ بر فرقِ رسولاں کرد شاہ
چرخ از تنگہاے لعل نہ ابناں رسید

تُنگ بالضم بمعنی خروار یا ڈھیر - بعض کے نزدیک تنگہ کی جمع ہے جسکو ہندی میں ٹکہ کہتے ہیں بہر حال کواکب سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

جاہ حاسد را چو چاہِ یوسفی بے آب کرد
خلعت مصری کہ از کنعاں بہندوستاں رسید

بے آب کے معنی ذلیل و بے آبرو کے ہیں - اور خلعت مصری اُس خلعت سے مراد ہے جو خلیفہ روم نے بھیجا تھا اور کنعان مراد روم سے ہے - معنی شعر ظاہر +

آں یکے پیغمبرست واں دگر باشد رسول
نیست کفر ایں میتواں بر سرّ ایں پنہاں رسید

یعنی وہ ایک قاصد پیغمبر تھا اور دوسرا رسول پس اگر کوئی میرے راز سخن کو سمجھے اور پہنچے تو میرا کفر نہیں اور وہ راز یہ ہے کہ رسول کے معنی پیغام لیجانے والا - اور قاصد کا کام ہے پیغام لے جانا یا پہنچانا ہے +

ہم نثارے کہ ماہ بر سال ہفصد شد فزوں
زیں صفر ماہ محرم سابقِ شعباں رسید

یعنی اُس تاریخ کو کہ سات سو پر ایک مہینہ گزرا تھا قاصد جس کا نام رجب تھا روم کے سفر سے ہندوستان میں ماہ محرم میں آ پہنچا - اور حقیقت میں ہر سال ماہ محرم میں ایک مہینہ زیادہ ہو جاتا ہے - زریں سفر اشارہ ہے پہنچنے خلعت اور فرمان سے اور سابق ماہِ شعبان سے مراد ماہ رجب ہے +

راست گویم ماہِ حق سوے جنابِ ظلِ حق
صبح وار از آفتابِ ملک و دیں خنداں رسید

ماہِ حق ماہِ رجب سے مراد ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الرجب شہر اللہ - و ظلِ حق کنایہ اپنے ممدوح سے ہے - اور آفتابِ ملک و دیں اشارہ شاہ روم سے ہے - فاعل رسید کا رجب ہے جو قاصد کا نام ہے +

دف بکف رایت بدوش اطروبہ وحدت بچنگ
رقص زن مانند چرخ از صاحبِ دوراں رسید

دف بربط اور اطروبہ یہ سب سازوں کے نام ہیں یعنی قاصد ایسی صورت میں آیا کہ دف تو ہاتھ میں تھا اور بربط کندھے پر اور اطروبۂ وحدت کا کف میں تھا اور آسمان کی طرح ناچتا کودتا خوشی کے مارے خلیفہ روم کی طرف سے پہنچا +

از سمِ یکرانِ او گاو زمیں آں بار یافت
کز فشارش چوں طبق در پاے او کوہاں رسید

فشار اسکا مصدر فشردن ہے - طبق بعض کے نزدیک ایک بیماری کا نام ہے اور وہ ورم ہو جانا گردناف کے ہے - کوہان اونٹ اور گاے کے پشتہ کو کہتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ اُس گھوڑے کی سُم کی گرانی سے گاو زمین پر ایسا بوجھ پڑا کہ کثرت فشردگی سے اُسکا پشتہ پیروں میں جا پڑا +

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت بنی عباس کے پہنچنے کی بادشاہ ہند کی طرف اور شہر دہلی کے آئین بندی کی تعریف میں

دوش آں زماں کہ خسروِ زریں قباے خور
در میکشید خلعتِ عباسیاں ببر

خسرو زرّیں قبا مراد آفتاب سے ہے۔ خلعتِ عبّاسیاں اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ اسی واسطے یہاں
مراد تاریکی شب سے ہے۔ اس قصیدہ میں ابتدا سے ہی مناسبات خلعت آنے کے لکھتا ہے
اور تلازمات سیاہی کے خلعت سیاہ کے واسطے مناسب ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وقت شام کا آنا ہی
اور آفتاب دم بدم تاریکی شب اور مغرب میں جاتا ہے +

	ہر قبہ نو عروس زر اندودہ پیرہن ہنگامہ دار مجلسِ حوران نغمہ گر	

عروس بالفتح ہنگامہ دار بمعنی مجمع دار یعنی ہر برج اُسکے خیمہ کا چار قبّہ تک ایک عروس زر اندودہ
پیرہن تھا اور اُسکے اندر مجمع لولیان نغمہ ساز کا تھا +

	خیاط چرخ دوختہ بر دامن قباش از پردہ ہاے سبز زر اندودہ استر	

یعنی وہ خیمہ اسقدر بلند تھا کہ آسمان باوجود ایسی بلندی کے اپنے سبز پردوں کا استر اُسکے دامن پر
لگاتا تھا خلاصہ یہ ہے کہ تمام آسمان اُسکے زیر دامن آجاتے تھے بھلا اور بلندی کی تو کیا اصل ہے

	بہرِ بساط صحن سرایش کہ جنتیست طاؤس ہشت بال مرصع کشادہ پر	

طاؤس ہشت بال مراد عرش سے ہے۔ ہشت بال مرصع مراد آٹھوں آسمانوں سے ہے۔ مرصع
باعتبار کواکب کے یعنی اُس خیمہ کے فرش صحن کے واسطے عرش نے اپنے بازو کھولدیے +

	در صفہاش شعر طرازان شعر پوش در طاقہاش نغمہ نوازان زہرہ فر	

صفہ بالضم بمعنی چھجّہ و دالان ضمیر شین کی خیمہ کی طرف پھرتی ہے و شعر طرازان یعنی شعر
سمجھنے والے اور شاعر مراد اہل علم و فضل سے ہے اور شعر پوش یعنی پوشندۂ شعر اور شعر بالفتح
بمعنی موے اور ایک ریشمی باریک سیاہ رنگ کے کپڑے کو بھی کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

	بانی این عمارت و آئین نگارِ او روح القدس بامرِ شہنشاہ نامور	

روح القدس مراد جبرئیل سے اور شہنشاہ نامور مراد خدا تعالےٰ یا ممدوح سے ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس عمارت کا بنانیوالا خداوند تعالےٰ یا ممدوح کے حکم سے جبرئیل قرار پایا تھا +

سلطانِ دین محمد تغلق جہانِ عدل
ماہِ زحل مکانت و شاہِ مسیح فر

زحل جسے کیواں کہتے ہیں یعنی وہ بادشاہ جس کی میں نے تعریف کی ہے ۔ سلطان دین محمد بیٹا تغلق شاہ کا اگرچہ ظاہر میں تو بادشاہی ہے لیکن حقیقت میں بارگاہ ایزدی میں رتبہ حضرت عیسےٰ کا حاصل ہے +

اے بر قبائے جاہِ تو از روئے کبریا
از اختران لالی وز مہ ترنج زر

کبریا کے معنی بزرگی کے ہیں یعنی تیرے رتبہ کی قبا میں کواکب کے موتی اور چاند کا سنہری ترنج لگا ہوا ہے +

تا در ریاضِ حسن و جمالِ بتاں بود
بادام عین نرگس و پستہ پُر از شکر
بادا بلعل حل شدہ اندودہ خصم را
بام و در و سراچہ بر مردمِ بصر

پستہ مراد لبوں سے ہے اور شکر مراد تبسم یا سخنانِ شیریں سے ہے اور بامِ چشم و سراچۂ چشم مراد پلکوں سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن ہمیشہ اشک خونی ہی بہاتا ہے +

قصیدہ پادشاہِ ہند کی تعریف میں

بر سرِ ایں سبز خوان خورچو نہد قرص زر
خشک لباں را مباد مائدہ جز لعل تر

سبز خوان مراد آسمان سے ہے ۔ قرص زر کنایہ آفتاب ۔ خشک لب مشتاق و طالب ۔ لعل تر مراد شراب سرخ سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

خون خروس آر ہیں کہ از حلق زاغ

بیضۂ زریں کشند طوطے طاؤس پر

خون خروس کنایہ شراب سے ہے۔ حلق زاغ مراد گلوے شب سے ہے۔ بیضۂ زر مراد آفتاب سے ہے۔ طوطی طاؤس پر مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شراب میرے سامنے لاؤ پہلے اس سے کہ آفتاب طلوع ہو +

کشتی زر در شکم دارد مقلوب یم
خیز زودش بکبر سوے لب اے سیمبر

کشتی زر مراد جام زریں سے ہے۔ یم کو مقلوب کیا تو مے ہوا خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ میں شراب موجود ہے تو اسے جلدی سے پی بھی جا +

مار زر اندوده بین در دہنش مشک تر
مورچہ بین صد ہزار از پے او بر قمر

مار زر اندوده مراد قلم سے ہے اور مشک تر کنایہ سیاہی کی طرف ہے۔ مورچہ اشارہ حروف کی طرف صد ہزار یعنی بکثرت قمر سے ارادہ کاغذ کیا ہے معنی ظاہر +

زرد قبا زنگیست آب کشش رومیاں
تا بکند سر کشی سلسلہ وار از کمر

زرد قبا مراد قلم سے ہے۔ زنگی مراد سیاہی و دوات سے ہے۔ رومی مراد انگلیوں سے ہی باعتبار سرخی و سفیدی کے

وقت دویدن کشد خال سیہ بر جبیں
گاہ غنودن نہد آئینہ در زیر سر

دویدن اشارہ ہے دوات کی طرف جانے سے اور خال سیہ مراد سیاہی ہے۔ غنودن مراد لکھنے سے ہے کیونکہ اکثر غنودگی میں سر نیچے کو چلا جاتا ہے اور آئینہ مراد کاغذ سے ہے اور بعض نے مراد قلمدان سے لی ہے +

ماہی زر در دہن عنبر تر کرد خواست
تا بسوے مہ برد بحر گرفتنش بہ بر

ماہی زر مراد قلم سے ہے۔ عنبر تر کنایہ سیاہی سے۔ مہ عبارت کاغذ سے ہے اور بحر اشارہ دست ممدوح سے ہے

سے ہے یعنی قلم نے اپنے مُنہ میں سیاہی لیکر چاہا تھا کہ کاغذ کی طرف جالئے مگر ممدوح کے بحر دست نے اُسکو اپنی بغل میں لے لیا +

سیر ہلالِ فلک نیست مگر تا شفق
رفتنِ آں ماہ نوست ز شب تا سحر

ماہِ نو مراد قلم سے ہے اور شب عبارت سیاہی دوات سے ہے اور سحر کنایہ کاغذ سے ہے یعنی اگرچہ ظاہر میں ہلال کا ٹھیراؤ قیام شفق سے زیادہ نہیں ہے مگر یہ بڑے تعجب کا ماہ نو ہے کہ شب سے سحر تک چلتا ہے +

یک الف از پنج نوں تا نرود سوے میم
سر بخطش ناورند جملہ حروفِ دگر

الف مراد قلم سے اور پنج نوں مراد پانچ اُنگلیوں سے ہے - میم مراد دوات سے ہے - سر بخط آوردن مراد تابعدار ہوجانے سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جبتک قلم بذریعہ اُنگلیوں کے دوات تک نہ جائے لفظ وجود میں نہیں آسکتے اور کیا لطف کی بات ہے کہ ابتدا تمام حروفوں کی الف سے ہی ہے

برہ زبر برفِ خشک برق ولی ابر پاش
در شکنِ دام مشک مرغ ولے دست پر

برفِ خشک مراد کاغذ سے ہے اور قلم کو برق کہا ہے - ابر پاش باعتبار گرانی سیاہی کے دام مشک مراد الفاظ سیاہ سے ہے - دست پر بذریعہ ہاتھ کے اُڑنیوالا یعنی وہ قلم مثل برق کے ہے اور کاغذ پر ابر پاشی کرتی ہے اور اُس قلم کو مرغ کہنا چاہئے جو شکنِ دام مشک میں بذریعہ ہاتھ کے اُڑتا ہے +

اے شہِ جمشید بخت واے مہِ خرشید تخت
واے بتِ ناہید رخت بزمِ ترا جلوہ گر
خیر و شرِ ثابتات واے ترا منتظر
خشک و ترِ کائنات خوانِ ترا ماحضر
چند دلِ حاسداں تیغ تو آرد بدست
چوں ہمہ عمرش بود در دلِ دشمن گذر

یعنی اے بادشاہ جمشید کے سے نصیبے والے باوجودیکہ بُت ناہید رخت تری مجلس میں جلوہ گر ہے اور تو جہان کے حالات سے واقف ہے اور دیکھ چکا ہے اور تمام چیزیں برّی و بحری تیری خوانچہ پر موجود ہیں اور باوجودیکہ تیرے تیر کو ہمیشہ سے دشمنوں کے دل میں گزر رہے پھر میں حیران ہوں کہ یہ تیر تیرے ہاتھ سے کب تک دشمنوں کے دل نکالے جائیگا +

در زمن عدلِ تو زید کہ زد عمرو را
نیست بجز مبتدا ہیچ کسے را خبر

یعنی اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں ظلم کرنا تو درکنار رہا ظلم کا نام بھی نہیں سُنا البتہ نحویوں کی مثالوں میں کہ الفاظ کشتن وزدن کے واقع ہوئے ہیں۔ جملہ میں مبتدا کے سوا کسی کو خبر بھی نہیں +

روے بروبم منہ آئینہ دار و نگر
آں طبق لعل را بر زبرِ طشت زر

طبق لعل مراد معشوق کے سرخ چہرہ سے ہے اور طشت زر عاشق کے زرد چہرہ سے غرض ہے۔ یعنی اے معشوق تم اپنے رخسارہ کو آئینہ دیکھنے کے واسطے رکھتے ہو بس اس طرح اپنے رخ کو میرے چہرہ پر رکھکر دیکھو تو سہی طبق لعل طشتِ زر پر کیا اچھا معلوم ہوتا ہے +

سوزنِ عیسےٰ مشو بخیہ بروبم منہ
پیرہن غم مدوز پردہ شادی مدر

یعنی اے معشوق میری رسوائی نہ کر اور تیاری غم عشق کی نکر اور پردۂ خوشی کے ٹکڑے نہ اُڑا +

قصیدہ پادشاہ ہند کے جشن کی تعریف میں اور ابوالربیع سلیمان عباسی اور محمد تغلق کی تعریف میں

درون پردہ بہر گوشۂ کہ چنگ زنی
ہزار مطرب گویاے عندلیب نواست

یعنی خیمہ میں ممدوح کے جس طرف تو ہاتھ ماریگا ہزاروں نغمہ سرائے خوش آواز پائیگا +

اگر نہ خلدِ برین ست این ہزار ستون
چرا قضائے درش عرضگاہ روز جزاست

عرض گاہ یعنی جائے ظہور ہزار ستون نام خیمۂ ممدوح کا ہے اور جزا مراد قیامت سے ہے یعنی اگر اس ہزار ستون کو خلد بریں نہیں کہتے تو اُس سے آثار قیامت کے کیوں ظاہر ہوتے ہیں ؟

ابو الربیع سلیمان خلیفۂ برحق
کہ آستانِ درش آسمان عز و علاست

یعنی سلیمان ابو الربیع وہ خلیفۂ برحق ہے کہ اُسکے دروازہ کی چوکھٹ کو باعتبار بلندی اور عزت کے آسمان کہنا چاہیئے +

بلی چناں حرم آباد زاں چناں شاہیست
کہ او متابعِ امرِ خلیفۂ دنیا ست

درست اور بیجا ہے کہ ایسا حرم آباد خیمہ طرح طرح کے اسباب بادشاہی سے آراستہ ہے اور کیوں نہو جبس صورت میں کہ وہ تابعدار شاہ روم کا ہے +

سپاہِ عدلِ تو تا صف کشیدہ گردِ جہاں
ز بہر آنکہ عدو در میانہ نا پیدا ست
کشادہ پنجہ دہن باز شیر بر چرخ است
کشیدہ تیغ کمر بستہ کوہ در صحرا است

یعنی اُسوقت سے کہ تیرا دشمن جہان سے ناپیدا اور معدوم ہو گیا ہے اُسکی تلاش و جستجو میں تیری سپاہ عدل نے لمبی صف کھینچی ہے اور تمام جہان اُسکا دشمن جانی ہو گیا ہے چنانچہ شیر فلک نے آسمان پر یعنی برج اسد نے چرخ پر اپنا دہن اور پنجہ کھول رکھا ہے - اور پہاڑوں نے جنگل میں کمر باندھ رکھی ہے اور تلوار کھینچے ہوئے ہیں +

قلم کہ زرد قبا ہندویست در کفِ تو
اگرچہ آب کشِ رو سیاہِ ماہ قفا ست
ہزار بار سیہ کرد چہرۂ مہ را

هنوز در سرِ او مبتلاے ایں سودا ہست

زرد قبا باعتبار زمین پیچیدہ ہونے کے کہا۔ ہند و ہندوستان کا باشندہ یا سیاہ فام کیونکہ ہندوستان کے لوگ اکثر سیاہ ہوتے ہیں۔ آبکش کے معنی خدمتگار ہیں۔ رو میاں مُراد انگلیوں سے ہے۔ سہ قفا باعتبار گول ہونے ناخن کے قلم کے واسطے سیاہ فام بہت مناسب ہے کیونکہ قلم کا سر اکثر سیاہ ہوتا ہے + معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

قصیدہ پادشاہ کی تعریف میں

دوش چو شاہد حبش آئینہ در دہاں گرفت
مطربۂ پنج شوے را مہر سہ خواہراں گرفت

سہ خواہراں سے مراد بنات النعش سے ہے۔ شاہد حبش مراد شب سے ہے۔ مطربۂ پنج شوی مراد زہرہ سے ہے اور پنج شوے کنایہ ہے قمر مشتری زحل عطارد مریخ۔ آئینہ مراد آفتاب ہے یعنی کل جو شاہد حبش نے آفتاب کو غروب کر دیا زہرہ مع پانچوں ستاروں اور تینوں خواہروں کے نکل آیا

ترک نسیج پوش سہ ترک کلاہِ زر گرفت
قطب ز اطلس سیاہ خرقہ طیلساں گرفت

نسیج بافتہ یعنی کپڑا ریشم کا بنا ہوا۔ قطب نام ستارہ کا ہے۔ اطلس نام ایک ریشمی کپڑے کا ہے طیلساں اُس چادر کو کہتے ہیں جو قاضی اپنے کندھے پر ڈال لیتے ہیں۔ کلاہ زر مراد آفتاب سے ہے ترک گرفتن و ترک گفتن دونوں کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ اطلس سیاہ مراد رات کی تاریکی سے ہے یعنی جب رات ہوئی چاند نے اپنی زرد ٹوپی چھوڑ دی۔ کیونکہ وقت رات کا اور سونے کا تھا اور قطب جو مرد بندگی ہے اُس نے رات کے وقت اطلس سیاہ کا خرقہ اور چادر تیار کر لی ہے۔ چونکہ چاند دن میں شعاع آفتاب کے نیچے تھا اسیواسطے گویا ٹوپی زرد پہنے ہوئے تھا جب رات کو شعاع آفتاب سے باہر نکل آیا تو گویا کلاہِ زرد کو چھوڑ دیا +

قرص شکستہ مے نہد بر سرِ سفرہ پیشتر
دور فلک کہ طشت زر از سرِ ہفتخواں گرفت

یعنی جو ہیں دورِ فلک نے طشتِ زر کو ہفت خوان سے اُٹھالیا یا غروب کر دیا اور اُسکے بعد بہت سے قرص شکستہ کو خوانچہ پر جما دیا اور قاعدہ ہے کہ جب دستر خوان پر سے کھانا اور رکابیاں وغیرہ اُٹھالیتے ہیں تو ریزۂ نان کے باقی رہجاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے نکل آئے +

گرد سپاہِ ترک را لشکرِ ہند منہزم
مہ چو خدایگاں ازاں ملک ہمہ جہاں گرفت

یعنی جب لشکر ترک کو ہندوستان کی فوج نے شکست دیدی اسی باعث سے پادشاہ کو تمام جہان پر قبضہ ہوگیا یعنی آفتاب کو شکست ہوگئی اور پادشاہِ ہند یعنی چاند فتحیاب ہوگیا یعنی چاند نکل آیا اور رات ہوگئی +

مجمرِ باغ و بوستاں از سرِ زلف آں پرست
لاجرم از برائے آں نکہتِ بوستاں گرفت

یعنی چونکہ باغ و بوستاں خوشبوِ زلفِ معشوق سے فیضیاب ہیں اسی واسطے وہ محبوب گلوں کی خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کرتا ہے ورنہ اُسکی غیرت حسن کسی اور سے فائدہ لینا نہیں چاہتی +

غنچہ چو دید ز آئینہ سرمہ کم سفید بیش
حقۂ غازہ در سرِ پنجۂ وسمہ ساں گرفت

حقہ بمعنی ڈبہ جس میں مروارید رکھتے ہیں۔ غازہ کے معنی گلگونہ یا بٹنہ۔ وسمہ ایک قسم کی نباتات جسے پانی میں جوش کرکے ابرو پر اُسکا رنگ لگاتے ہیں بعضے اُسے برگ نیل کہتے ہیں اور بعضے حنا کہتے ہیں۔ آئینہ مراد آفتاب سے ہے۔ سرمہ مراد شب سے ہے۔ حقۂ غازہ مراد گل شگفتہ سے ہے اور پنجۂ وسمہ ساں شاخ سبز سے مقصود ہے یعنی غنچہ نے سبب معلوم کیا کہ آفتاب نقطۂ ربیع سے آگے بڑھگیا اور رات کم ہوگئی دن زیادہ ہوگیا موسم سراپا عشرت کا گزرے جاتا ہے پس شاخ پر گل شگفتہ پیدا کیا اور آرایش کا سامان کرنے لگا +

گیسوے شب برابرِ قامتِ ترسنگ در رشد
بیضۂ زرد سرخ را خود شترِ مندہ ساں گرفت

ہیچہ نیزہ کے سر کو کہتے ہیں جو سونے یا چاندی کی ایک گول سی ٹکیہ نیزہ پر قائم کر دیتے ہیں ہیچہ زرد مراد آفتاب سے ہے یعنی آفتاب کا معشوق برج حمل میں آگیا اور دن رات برابر ہو گئے بہار کا موسم آگیا اب تم بھی تماشہ دیکھو +

	بسکہ سحاب برّ و بحر بر سرِ کوہ موج زد کشتی لعل پارہ را بر سرِ بادباں گرفت	

بادبان ایک پردہ کو کہتے ہیں جو کشتی کے اوپر باندھ دیتے ہیں اور سر کشتی کو بھی کہتے ہیں یعنی مینہ اسقدر برسا کہ پانی پہاڑوں پر لہریں مارنے لگا۔ کشتی لال بادہ یعنی بادہٴ لال اور یہ سرخ پھولوں سے مراد ہے اور بادبان شاخ سے مراد ہے۔ سر بادباں گرفتن جلدی دور چلنے پیالہ سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ مینہ برسنے اور سردی ظاہر ہونے سے یہی تقاضا ثابت ہوتا تھا کہ شراب کے پیالوں کو دورہ دو اور جلدی جلدی ہو - بادۂ لعل و کشتی بادۂ لعل مراد جام سے ہے +

	گل چو کشاد طشت زر صبح کشید تیغ خور بلبل ازیں قبل نگر وقتِ سحر فغاں گرفت	

یعنی اے مخاطب ذرا غور و تامل کر کہ صبح کے وقت جب پھول کھلا اور زردی ظاہر کی صبح نے اُس کے پکڑنے کے لئے آفتاب کی تلوار کھینچی اور بلبل نے اس خیال سے کہ یہ صبح میرے معشوق کو تکلیف دیگی رونا پیٹنا شروع کیا اور اسواسطے شور مچایا کہ لوگ بیدار ہو کر اسکو منع کرینگے یا فقط صبح کے دھمکانے اور ڈرانے کو بلبل نے یہ دہائی مچادی خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہوئی پھول کھل گئے - آفتاب نکل آیا اور بلبل نے غل مچایا +

	تیر ز سہمِ ناوکِ جعبۂ انتقامِ او قامتِ خود ہزار پے بر صفتِ کماں گرفت	

یعنی اے مخاطب وہ بادشاہ ایسا منصف ظلم کا دور کرنیوالا ہے کہ تیر میں مادہ ایذا رسانی کا تھا اسکے خوف ترکش انتقام سے اپنے قد کو ہزار دفعہ کمان کی طرح خمیدہ کر دیا ہے - دوسرے یہ کہ تیر ایسا سرکش ہے کہ کسی کے سامنے ترکش خمیدہ نہیں ہوتا لیکن ممدوح کے سامنے کمان کی طرح جھک گیا ہے تیسری یہ کہ تیر سے مراد عطارد ہے +

	بر سرِ قصرِ قدرتش از ہیم مساسِ آسماں	

شکل خمِ ہلال را قامتِ پاسباں گرفت

یعنی ممدوح کے رتبہ کا محل اسقدر عظیم الشان ہے کہ ہلال بطور چوکیدار کے خمیدہ کھڑا ہے تاکہ ایسا نہو کہ آسمان جو کہ محل کے نیچے واقع ہے پائے محل سے نہ لگ جائے کیونکہ آسمان کا اتنا رتبہ نہیں ہے کہ اپنے سر کو محل بادشاہ کے پیر سے لگادے۔ اِس صورت میں فاعل فعل کا آسمان ہے۔ دوم یہ کہ محل رتبہ بادشاہ کا اسقدر بلند ہے کہ اُس محل کا چوکیدار اپنے سر کو جھکا کر کھڑا رہتا ہے کہ مبادا میرا سر آسمان سے ٹکرا جائے اور مجھے تکلیف پہنچے واللہ اعلم +

راہ پُر از ستارہ شد خنجر او چو برق زد
خود قمر دو پارہ شد سہم چو در کماں گرفت

خلاصہ یہ کہ جب ممدوح کا پیکان تیر سے نکلتا ہے مارے خوف و دہشت کے ستارے تک فلک سے گر پڑتے ہیں۔ یا یہ کہ جب خنجر دشمن کے جسم پر لگتا ہے تو خون کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اُس خنجر کے جوہر ستاروں کی مانند چمکتے ہیں اور جسوقت کہ تیر کمان کو پکڑتا ہے چاند کے بھی دو ٹکڑے کر دیتا ہے +

اے تو مہے کہ خنجرت صدمۂ ہفتخواں شکست
وے تو شہے کہ چاکرت ملکتِ ہفتخواں گرفت

یعنی اے ممدوح تو ایسا عالیجاہ چاند ہے کہ تیرے خنجر نے جرأت اور شہرت مصیبت ہفتخوان رستم اور اسفندیار کی توڑ دی اور اے بادشاہ تو نے اپنی شہرت کے مقابل میں اُن دونوں پہلوانوں کی شہرت گم کر دی اور تو ایسا بادشاہ جمجاہ ہے کہ تیرے ادنے نوکر نے سلطنت ہفت سرداران کی حاصل کی اور ہفتخوان سے مراد ساتوں آسمانوں یا زمینوں سے ہے +

برق سحابِ خنجرت دید عدوے تیرہ دل
بر لبِ بامِ چشم زاں ہر مژہ ناوداں گرفت

بام چشم فلک سے مراد ہے۔ مژہ موے ابرو کو کہتے ہیں۔ ناوداں بدرر و آب کی جسکو ہندی میں پرنالہ یا نالہ کہتے ہیں یعنی اے بادشاہ دشمن سیاہ دل نے شاید تیرے سحاب خنجر کی برق کو دیکھ لیا ہے اسیواسطے ہر وقت اشکبار رہتا ہے کہ گویا اُسکی ہر پلک پرنالہ ہو گیا ہے +

سبزہ ز شاخِ زعفراں ریختہ آب ارغواں
تیغ تو چوں حسود را بدرید و جاں گرفت

سبزہ اشارہ تلوار کی طرف ہے - شاخ زعفران دشمن کے قد سے مراد ہے - آب ارغواں کنایہ دشمن کے خون کی طرف ہے یعنی تیری تلوار نے دشمن کو ہلاک کیا گویا اس تلوار کے سبزہ نے شاخ زعفران قد سے آب سرخ خون کا بہایا +

پرچمِ بیرقِ تو گیسوے ہفت خواہراں
چوں مہِ رایتت بخور روز وغا قراں گرفت

پرچم پہاڑی گائے کی دم یا وہ جو سرِ نشان لشکر پر باندھ دیتے ہیں - برق جھنڈے کو کہتے ہیں ہفت خواہراں عبارت سات ستاروں بنات النعش سے ہے یعنی اے ممدوح لڑائی کے دن جب تیرا ماہچہ علم کا آفتاب تک پہنچگیا پس اسکا پرچم ہفت خواہران کی زلفیں بنگیا +

قصیدہ سلطان محمّد صبح اور معشوق کی تعریف میں

بر ورقِ لاجورد نقطۂ زر شد رقم
سوے لبِ ما بیار جز خطِ جام اے صنم

ورق لاجورد اشارہ آسمان کی طرف ہے - لفظ زر مراد آفتاب سے ہے - ترکی میں سو کے معنی پانی کے ہیں اور عربی میں ٹا کہتے ہیں - خط جام خط جور سے مراد ہے جو جام جمشید پر سب سے پہلا خط تھا - جامِ جم پر سات خطوط تھے - اول خط جور - دوم خط بغداد - سوم بصرہ - چہارم خط ازرق - پنجم خط اشک ششم کاسہ - ہفتم خط فرینہ - خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صبح ہوگئی اور آفتاب نکل آیا اب شراب کا پیالا بھر کے دو

جام چو ماہ تمام شد سوے پرویں رواں
ماہ نوش در قفا ہم شفقش در شکم

ماہ تمام صفت ہے جام کی - پروین مراد دنداں سے ہے - ماہ نو مراد انگلیوں سے ہے - شفق اشارہ شراب سرخ کی طرف معنی شعر ظاہر +

نقد رواں دہ بہا وز زر قلب آر لعل

تا دلت از غم رہد خاتم او ساز قم

نقد رواں سکۂ رائج کو کہتے ہیں مگر یہاں رواں کے معنی جان کے ہیں - زر قلب کھوٹے روپیہ کو کہتے ہیں - یہاں زر مقلوب یعنی رز بمعنی درخت انگور سے مراد ہے - لعل کنایہ شراب کی طرف ہے یعنی اے معشوق تو شراب نہیں پیتا اور مغموم بیٹھا ہے پس مغموم نہ رہو قیمت میں نقدی جان کی دے اور شراب حاصل کر تا کہ تیرا دل غم سے رہائی پاوے اور اپنے دہن کو انگوٹھی اور خاتم اس لعل کی بنالی یعنے شراب پی لی +

دوش کہ قوسِ ہلال چوں زہ سیمیں نمود
گشت پر از گوے زر جیب قباے ظلم

قوس کے معنی کمان کے ہیں - زہ چلۂ کمان کو کہتے ہیں - زہ سیمیں مراد ہلال سے ہے اور کنٹھے کو بھی کہتے ہیں - گوے زر مراد ستاروں سے ہے - قباے ظلم مراد فلک یا شب سے ہے یعنی کل قوس ہلال کی ظاہر ہوئی - تاریکی شب کی کواکب سے پُر ہو گئی +

در عوضِ تاج لعل داد مہ از کہکشاں
قطبِ سیہ پوش را جبہۂ زریں علم

تاج لعل مراد آفتاب سے ہے - کہکشاں چھوٹے چھوٹے ستارے - وہ رستہ جو ستاروں کے درمیان واقع ہے - قطب ایک نقطۂ فرضی کو کہتے ہیں اور لقب ولی اللہ کا ہے - ولی اللہ اکثر جامہ سیاہ پہنتے ہیں - علم کہ معنی نقش و نگار کے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ جب قطب کے ہاتھ سے تاج لعل کا نکل گیا اس کے بدلے چاند نے قطب کے واسطے زریں نقش کہکشاں کی دی +

شب ہمہ شب آسماں آبلہ روی ہندو لیست
حلقہ بگوش از ہلال بر درِ شاہِ عجم

آبلہ رو چیچک کے داغ والا با عتبار ستاروں کے آسمان داغ چیچک کے رکھنے والا ہے معنی ظاہر

گر نہ کشیدی زرنگ زلف تو بر چین حشم
ترک تو پیکان ناز آب ندادے بہ سم

زنگ مراد سیاہی زلف - چین مراد سفیدی چہرہ - حشم کے معنی لشکر کے ہیں - ترک کنایہ چشم کی طرف

پیکان ناز مراد غمزہ سے ہے۔ جنگ میں نیزہ زہر میں آبدار کر لیتے ہیں یعنی جبتک معشوق نے زلف کو آراستہ نہ کیا تھا اُسکا غمزہ بھی کارگر نہ تھا اب چونکہ زلف کو چہرہ پر آراستہ کیا ہے غمزہ بھی کارگر ہو گیا ہے اِسی واسطے کہتا ہے کہ اگر تیری زلف یہ نہ کرتی تو تیری چشم بھی ایسا کام نکرتی

آتش گویا ے تست تیجہ گہہ درخشک سنبل بویاے تست خمزدہ گرد بقم

آتش گویا اشارہ لب کی طرف ہے۔ درِ تر یعنی درِ آبدار یہاں مراد سخن یا دنداں سے ہے سنبل بویا۔ مراد زلف سے ہے۔ بقم کے معنی مجیٹھ کے یا کسنبھ کے ہیں یہاں مراد رخ سرخ یا لبِ سرخ سے ہے درِ خشک کی جگہ درِ تر واقع ہوا ہے۔ معنی شعر ظاہر +

مہ بجمند آورد سنبل تو ہر نفس پنجہ پدید آورد آتش تو دم بدم

مہ کنایہ رخسار سے ہے۔ سنبل اشارہ زلف سے ہے۔ پنجہ بمعنی غزالہ و تگرگ یہاں مراد دنداں سے ہے۔ آتش مراد لب سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

ہست بر اثبات حسن چشم تو نصِ جلی دارد از آں روے نوں بر سرِ صادے رقم

نص بمعنی آشکارا۔ علم اصول کی اصطلاح میں آیاتِ قرآنی ظاہر کر دیوے کا تشابہ کو کہ یہ نیک ہے یا بد ہے۔ اور فارسی میں کلام صریح اور ظاہر کو نص کہتے ہیں۔ جلی کے معنی ظاہر اور روشن ازاں کے معنی اُس سبب سے نون مراد ابروے سے۔ صاد مراد چشم سے۔ خلاصہ یہ ہے جیساکہ آیاتِ قرآنی صریح اور ظاہر ثابت کرنے اشیاء کے واسطے اُتری اور وارد ہوئی ہیں اسی طرح تیری آنکھ ثبوت حسن کے واسطے نص جلی یعنی آیتِ روشن ہے اِسی باعث سے نون کو سر صاد پر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ جسوقت نون کو صاد پر لکھیں گے تو نص ہو جائیگا +

چاہِ زنخدانِ تست از لب ما خشک تر چند برد آب چاہ چاہ تو از قلب نم

ما ضمیر متکلم کی ہے اور پانی کے معنی میں مستعمل ہے۔ نم کو قلب کیا تو من ہوا یعنی زنخدان تیری

ہمارے لبوں سے بھی زیادہ خشک ہے بس کب تک تیری چاہ زنخدان میسر رتبہ کی آبرو گھٹا جائیگی

شحنۂ ابروے تو داد بحاجب کماں
تا نبرد ترکِ مست دست بہ تیغِ ستم

شحنہ کے معنی کوتوال کے ہیں۔ حاجب کے معنی چوبدار اور دربان۔ ترکِ مست مراد چشم سے ہے تیغِ ستم مراد غمزہ یا اسی ابروے خمدار سے ہے معنی شعر ظاہر +

اے کف و شمشیر تست قطرۂ آبی و یم
قطرۂ تو نار بار از یمِ تو بحر نم

قطرہ آب تلوار سے مراد ہے یم مراد ہاتھ سے ہے۔ نار بار باعتبار خون ریزی کے یعنی تیری تلوار دشمن کی خونریزی کرتی ہے اور تیری بخشش ہاتھ کے مقابل میں دریا ایک ذرا سی طراوت اور بجاے قطرہ کے ہے

رومی سودای ہست کلک تو کز راہِ بحر
مشک بچیں مے برد از حبشہ دم بدم

کلک رومی مراد قلم و رق پیچیدہ سے ہے۔ سودائے یعنی سیاہی آلودا اور کار برخلاف عقل کے ہے مشک مراد سیاہی اور دوات سے ہے چین مراد کاغذ سے ہے۔ حبشہ کنایہ دوات کی طرف معنی شعر ظاہر ہیں +

تیر ترا با قضا سرِ قدر در میاں
خنگ ترا چوں قلم ماہ بزیر قدم

درمیان کے معنی مابین اور نیام یعنی خانہ تلوار کا۔ ماہ مراد کاغذ سے ہے۔ قضا کو حکم اجمالی کہتے ہیں اور قدر کو حکم تفصیلی یعنی تیری تیغ کے واسطے حالت حکم اجمالی میں ہزاروں حکم تفصیلی ہیں اور جیسا کے تیری قلم کے نیچے ماہ کاغذ ہے اسی طرح تیرے گھوڑے کے واسطے ماہ نخل یا ماہِ فلک نیچے قدم کے ہے +

قدر ترا جاے باش برسرِ ایوانِ عرش
خصم تو صاحب فراش زاں سوی کتمِ عدم

صاحبِ فراش کے معنی مریض اور بیمار کے ہیں۔ آں سوی بمعنی آں جانب ہندی میں پرلی طرف

کہتے ہیں۔ کتم عدم یعنی پردہ نیستی کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن باوجودیکہ پردۂ نیستی کے پرلی طرف جہاں خوف کا مقام نہیں ہے چلا گیا ہے لیکن تیری ہیبت اس درجہ کی ہے کہ بیچارہ وہاں بھی مریض اور بیمار ہے +

ملک بتو لائق ست ہلک بدشمن بلی
فرق فریدون و تاج کاوہ و سندان و دم

کاوہ نام ایک مشہور لہار اور آہن گر کا ہے جس نے فریدوں سے ضحاک پر چڑھائی کی۔ سندان کو ہندی میں اہرن کہتے ہیں۔ دم کے معنی دھونکنی پس ممدوح کو فریدوں اور دشمن کو کاوہ آہنگر فرض کیا۔ پس خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکی لیاقت کے موافق رتبہ ملتا ہے۔ اے ممدوح تیری لیاقت ملکداری کی تھی تجھ کو ملک مرحمت ہوا اور دشمن کو جو ہلاک کرنے کے لایق تھا ہلاکی عنایت ہوئی +

اے ز خلیفہ ولی گاہ نفوذ امور
وے ز لطیفۂ علی گاہ عطا و کرم

خلیفہ مراد شاہ روم یا ذات باری تعالی سے ہے۔ ولی کے معنی دوست اور مقرب خدا کے ہیں یہاں نائب لطیفہ کے معنی خیر اور نیکی۔ نیکی سخاوت اور شجاعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخصوص ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رایت و رائے ترا نام گرفتہ امام
شمس سماء الہدیٰ ظل الہ النعم

امام مراد شاہ روم سے ہے شمس سماء الہدیٰ یعنی آفتاب آسمان ہدایت کا۔ نعم بمعنی نعمت خلاصہ یہ ہے کہ تیری رائے کا نام امام روم خرشید فلک ہدایت یعنی آراستہ کرنیوالا ہدایت کا سایہ خدا کا تیرے نیزے کا نام لیا ہے +

فتح تو تا نصب کرد بیرق رفع عدد
گاہ بجبر ست قید گاہ بکسر است ضم

فتح کے معنی ظفر کے ہیں اور نصب کے معنی قایم کرنا۔ بیرق کے معنی تیرہ۔ رفع کے معنی دور کرنا

جر کے معنی کھینچنا۔ قید بمعنی مقید کرنا۔ ضم کے معنی ملنا یعنی جسوقت سے تو نے نیزہ کو دشمن کے دور کرنے کے لئے قائم کیا ہے اُسوقت سے ابتک کبھی تو وہ دشمن کشا کشتی فوج میں مقید ہے کبھی تڑوانے اعضا سے ملا ہوا ہے۔ شاعر نے اِس شعر میں حرکاتِ ثلاثہ جمع کردی ہیں +

پیشِ ضمیرت چو صفر ہیچ حسابے نیافت
برسرِ لوحِ بیاں عقدۂ جذرِ اصم +

صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ حسابے نیافت کچھ گنتی ہی میں نہ آیا یعنی حقیر ہوا کچھ رتبہ نہ پایا۔ عقدہ کا مشکل کو کہتے ہیں۔ جذر دو قسم کا ہوتا ہے۔ منطق۔ دوم اصم۔ منطق وہ ہے جس کا جذر و مجذور دونوں عدد سالم اور پورے نکلیں اور جذر اصم اُسے کہتے ہیں جس کا جذر و مجذور کامل نہ نکلے یعنی اے ممدوح باوجودیکہ روز ازل سے آجتک زمانہ کے محاسبان میں سے کسی سے جذر اصم بدون کسر کے کبھی نہیں نکلا ایسا امر مشکل کہ اُسکا حل محال ہے تیرے ضمیر اسرار کشا کے سامنے صفر کی طرح داخل حساب نہیں اور بہت آسان ہے +

گرچہ بمیداں خواص بستہ براسپ تو تنگ
حاملِ تختِ تو باد صہوۂ یکران جسم

خواص خدمتگار ممتاز تنگ گھوڑے کی زین پر نواڑ پشت کے استحکام کے واسطے باندھتے ہیں۔ صہوہ گھوڑے کی پشت کو کہتے ہیں۔ جم مراد سلیمان سے ہے یعنی اے ممدوح فی زمانہ حاکم اکثر شئے کا تو ہے اگرچہ تیری حکومت ہوا وغیرہ پر نہ تھی اب سکے بعد خدا کے فضل سے تمام چیزوں پر تیری حکومت ہوگئی ہے۔ یعنی حضرت سلیمان کی مانند ہوا تیرے تخت کی اُٹھانیوالی ہوگئی ہے

کیسۂ زرتا فتد از کمرِ ترکِ روز
بر سرِ ہندو نہد نہ نگنِ پُر درم

کیسۂ زر مراد آفتاب سے ہے۔ ترک روز خود روز سے مراد ہے۔ ہندو سے مراد شب ہے۔ نگن پر درم مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک روشنی آفتاب سے دور ہو یعنی رات ہوجانے اور رات کے وقت ستارے دکھائی دیں اور یہ بات قیامت تک رہیگی

تا لگنِ آسماں مشعلہ دار شب است

دودِ چراغ تو بادِ شمع سرائے قدم
حاسدِ بد مہر باد در تپ و لرزہ چو مہر
در تنِ خود کشد روز دق و شب ورم

مشعلہ مراد چاند سے ہے۔ دق ایک قسم کی تپ اندرونی کا نام ہے جس سے مریض روز بروز لاغر اندام ہوتا جاتا ہے۔ دق و ورم سے مراد کمی و بیشی ہے۔ یعنی جبتک روز و شب میں کمی و بیشی رہیگی۔ یعنی قیامت تک تیرا حاسد بدخلق آفتاب کی مانند تپاں و لرزاں رہیگا +

قصیدہ ممدوح کے علم و سخاوت میں اور اسپ خوش قدم کی تعریف میں

کہ دید شستی بادی میانِ آب روان
کہ ہشت ماہ مسافت رود بیک دو قدم

شستی مخفف نشستی۔ بادی میں یائے عظمت یا توصیفی ہے۔ آب رواں باعتبار تیزی اور یکساں روی اور ہموار رفتاری کے کہا۔ ہشت ماہ مراد مسافت دو قدم سے ہے۔ کیونکہ نقش نعل گھوڑے سے صورت ماہ کی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ممدوح کے گھوڑے کو باعتبار تیز رفتاری کے ہوا کہنا چاہئے۔ اور بباعث ہمواری رفتار کے آب میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا گھوڑا تو کسی نے بھی نہیں دیکھا جو دو قدم میں مسافت ہشت ماہ کو طے کرے اور شصت کے معنی ساٹھ ہیں اور عدد حرف سین کے بھی ساٹھ عدد ہوتے ہیں پس جب حرف سین کو آب میں داخل کرینگے تو آسب ہو جائیگا

زہے سکندرِ دارا غلام سام حسام
زہے محمد موسیٰ کف و مسیحا دم

یعنی ہمارا ممدوح عجب بادشاہ ہے کہ تمام بادشاہوں سے زیادہ ہے کیونکہ اُس میں معجزات نبیوں کی بزرگی اور عظمت بادشاہوں کی سی دونوں موجود ہیں +

زہے سرائے تو ایوانِ کبریائے ازل۔
زہے درِ تو حریم سُرادقاتِ قدم

بعض نسخوں میں بجائے ایوان کے خانور پایا جاتا ہے مگر ایوان بہت درست ہے۔ خانور

ایک موضع ہے ترکستان میں خوب اور نفیس یعنی تیرا خانہ عجیب ایوان بزرگی کا ہے کہ اُسمیں ہمیشہ بزرگی رہتی ہے اور عجب دروازہ چار دیواری سراپردۂ صفات حق تعالےٰ کا ہے یعنی صفات حقتعالیٰ کی ہمیشہ اُسمیں مقیم رہتی ہے +

چو دید دولتِ بیدار از جہاں بگریخت
گرفتہ دستِ برادر اجل بخیل و حشم
نہ فتنہ ماند و تعدّی نہ ظلم ماند و جفا
نہ سقم ماند و تکبّر نہ جور ماند و ستم

فاعل گریخت و گرفتہ کا اجل ہے اور برادر اجل خواب ہے ہوجب اسکے النوم اخ الموت خیل کے معنی گروہ سواروں کے یہاں خیل وحشم مراد تابعین سے ہے یعنی جب اجل نے تیری دولت بیدار دیکھی اپنے بھائی خواب کا ہاتھ پکڑ کے مع لواحقین کے بھاگ گئی +

الم نہ دید ز نطقت زبانِ استفہام
کز آں الم خبرے نیست مبتدا را ہم

یعنی اے ممدوح تیرے زمانہ فرحت انجام میں رنج والم اُٹھانا تو ایک بڑا امر عظیم ہے الفاظِ رنج والم گفت وشنید یعنی بات چیت تک میں بھی نہیں آتے - الم لفظ مفرد رنج وغم کے معنی میں ہے اور لفظ مرکب میں ہمزہ استفہام کا ہے اور لم نفی جحد بلم جو اکثر شروع کلام میں آتا ہے اور استفہام کے واسطے بولا جاتا ہے اُسکی صورت اور الم مفرد کی صورت ایک ہی ہے اسیواسطے زمانہ میں الم میں صدر کلام سے کہ مبتدا ہے خبر وآگاہی نہیں +

بکار خانۂ گردوں ز رفعتِ درِ تست
کہ رخت بختِ خرد مشتری بہ بیع سلم

خرد کے معنی میخرد صیغہ حال کا ہے مشتری نام ستارے کا ہے جو آسمان ششم پر قاضی آسمان کا ہے جسکو سعد اکبر کہتے ہیں - بیع سلم ایک قسم کی بیع ہے جو قیمت شے کی بائع کو پہلے تیاری شے سے دی جاوے اُسمیں سات چیزوں کی شرط ہوتی ہے - اول جنس - دوم نوع سوم قدر چہارم وصفت - پنجم وعدہ - ششم جاے تسلیم - ہفتم راس المال یعنی تعداد مبلغات قیمت یعنی

آسمان پر بباعث تیرے دروازہ کی بلندی کے یہ امر مقرر ہوا اور مانا گیا ہے کہ مشتری باوجودیکہ سعادت رکھتا ہے لیکن اپنے بخت سعادت کا اسباب تیرے دروازہ سے حاصل کرتا ہے اور تیار کرتا ہے

بر آستانِ تو یک حج فداش صد عمرہ است
کہ پایگاہِ تو آمد چو پیشگاہِ حرم

عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں کہ حاجی جو احرام باندھکر مکہ سے تنعیم میں جو تین کوس مکہ سے ہی اور وہاں جاکر نفل ادا کرتے ہیں عمرہ کہتے ہیں یعنی اے ممدوح تیرا آستانہ جو قبلہ گاہ حقیقی ہے ایک حج ادا کیا جائے تو اس حج کے سو عمرے اس پر فدا ہیں کسواسطے کہ تیرا ادنی مرتبہ اعلے مرتبہ کعبۃ اللہ کی برابر ہے یہ بات معاذ اللہ کفر شدید ہے مگر بموجب اسکے یجوز للشاعر ولا یجوز لغیرہ

لوائے فتح ترا آں چناں نصب کردند
کہ افسرِ سرِ غول است طاسکِ پرچم

کردند کا فاعل ملازم و خادم یا کارکنندگان قضا و قدر ہیں۔ سرغول نام ستارہ کا ہے جو دلو کا سر ہاتھ میں لئے ہوئے انسان کی صورت آٹھویں آسمان پر واقع ہے۔ طاسک چھوٹا طاس یعنی تھالی جو نیزوں کے سر پر ہوتی ہے۔ پرچم دم گاؤ کوہی کو کہتے ہیں اور ایک دستہ بالوں کا یا ابریشم سیاہ کا نیزوں کے سر پر لگاتے ہیں۔ ہندی میں اسکو جھبرہ کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تو نے نیزہ فتح کا ایسا قایم کیا ہے کہ وہ نیزہ فلک ہشتم پر پہنچا اور طاسک پرچم اسکا سرغول کا بھی افسر ہو گیا اور اس سے بھی بلند ہو گیا یا افسر غول بذات خود اس نیزہ کا طاسک پرچم ہو گیا +

چو ترک امردِ مہ شد سوار بر ادہم
سپہر بر سرش افشاند طشتہاے درم

ترک امرد مراد چاند سے ہے ادہم سیاہ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یہاں مراد آسمان یا شب سے ہے۔ طشتہاے درم مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چاند نکل آیا اور تارے بھی طلوع ہوئے +

کلاہ نقرۂ خامش باختران مرصوع

قبائے اطلس سبزش بجھکستان مُعلم

خام کے معنی خالص کے ہیں۔ کلاہ نقرہ خام مراد قمر سے ہے۔ مرصوع کی جڑاؤ قبائے اطلس سبز
مراد آسمان سبز رنگ سے ہے۔ معلم کے معنی منقش معنی شعر ظاہر +

ردائے عودی او از ترنج زر ناشی
ضیائے چہرۂ او از طلوع صبح دژم

عودی کے معنی سیاہ چوب عود کی مانند۔ ردائے عودی مراد شب سے ہے۔ اور دونوں ضمیریں
ماہ کی طرف پھرتے ہیں۔ ترنج زر مراد آفتاب سے ہے اور ترنج ایک قسم کا بوٹا کلابتون کا جو انگرکھ
وغیرہ پر لگاتے ہیں ناشی یعنی پیدا ہونے والا۔ دژم کے معنی مغموم یہاں کنایہ سیاہ سے ہے
یعنی چادر سیاہ ماہ کی جو شب سے تجاوز کرنے اور غروب ہونے آفتاب سے پیدا ہوتی ہے +

کشاد تابش او تنگہائے کیسۂ زر
کشاد بر سر او شام سایبانِ ظلم

دونوں ضمیریں ماہ کی طرف پھرتی ہیں۔ تنگ زر دیول و تنگہائے کیسۂ زر اشارہ کواکب کی طرف
ہے۔ ظلم مراد شب سے ہے یعنی روشنی قمر نے ستاروں کو ظاہر کیا یعنی جسوقت چاند نکلا اور تارے
طلوع ہوئے شام نے قمر کے سر پر سایبان تاریکی کا ڈال دیا +

چو چنگ میشود از قرب دف و لیکِ رباب
فزوں تر است ز ہردو باتفاق اُمم

چو چنگ یعنی خمیدہ میشود کا فاعل ماہ ہے۔ دف مراد آفتاب سے ہے اور چاند مہینے کے اول اور
آخر تاریخوں میں آفتاب کے قرب سے ہلال کی صورت بنجاتا ہے۔ رباب نام ایک ساز کا ہے جسپر
ہرن کا چمڑا لگاتے ہیں اور عربی میں ابر سفید کو کہتے ہیں۔ یہاں ابر سے ہی مراد ہے۔ خلاصہ
یہ ہے کہ اگرچہ چاند قرب آفتاب سے خمیدہ ہوتا ہے لیکن مخلوقات کا اسپر اتفاق ہے کہ ابر دونوں
سے نیچے ہوتا ہے اور اُسکا نیچے ہونا ظاہر ہے۔ یہ معنی فروتر ہونے کی صورت میں ہونگے
جیساکہ اکثر نسخوں میں پایا جاتا ہے مگر فزوں تر کی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ابر آفتاب و مہتاب
ہر دو سے غالب ہے کیونکہ ابر دونوں کو پوشیدہ کرتا ہے +

گہے شود چو کماں گہے سپر گہے تیر
چو روے و ابروی و زلف زرہ نگار صنم

شود کا فاعل وہی چاند ہے جو بصورت کمان یعنی ہلال اول اور آخر تاریخوں میں ہوتا ہے۔ سپر گویا بدر جو چودھویں تاریخ میں ہوتا ہے۔ زرہ نگار یعنی پیچدار یہاں زلف کے بال سے مراد ہے تیر چاند کے باریک ہونے سے مراد ہے جو مثل بال معشوق کے باریک اور خمیدہ ہوتا ہے معنی شعر ظاہر ہیں۔

چو ماہ من کشد از ہند گرد ترک حشم
ز ملک سینہ بر آرد دمار لشکر غم

ہند مراد زلف یا خط سے ہے۔ ترک اشارہ رخسارہ کی طرف ہے بعضے مراد چشم سے لیتے ہیں حشم کے معنی لشکر کے ہیں۔ دمار کے معنی ہلاکت کے ہیں یعنی جسوقت میرا معشوق زلف کو رخسارہ کے گرد لٹکاتا ہے ایسی خوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سینہ عشاق سے لشکر غم کو ہلاک کر دیتا ہے +

شفق مثال بخونابِ دل کنم مرقوم
کتابہاے غمش را کتابہاے علم

بعض نسخوں میں کتبہائے پایا جاتا ہے یعنی کتبہ بروزن نصیبہ معنی لشکر اور قلعہ خیبر کا نام ہے۔ کتبہائے غم میں اضافت تشبیہی ہے۔ ہجوم و تاریکی غم و لشکر میں باندھتے ہیں کتابہ بکسر جلی خط سے جو مسجدوں اور قبروں پر لکھتے ہیں یعنی زیادتی عشق سے شفق کی مانند اپنے دل کے خون جگر سے کتابی نیزہ پر اُس معشوق کے غم عشق میں لکھتا ہوں اور قاعدہ ہے کہ نیزہ کی چادر پر آیات فتح کی لکھدیتے ہیں۔ نصر من اللہ و فتح قریب +

زہے لبت گہرِ تر نشاندہ در یاقوت
خطت ز غالیہ زنجیر بست گرد بقم

گہر تر مراد دنداں سے۔ یاقوت مراد لب سرخ یا دہن۔ بقم کے معنی مجیٹھ کے ہیں مراد رخسارہ ہے یعنی اے معشوق عجب تیرے لب ہیں کہ گہر آبدار کو یاقوت میں بٹھایا ہے اور عجیب تیرا خط ہے کہ غالیہ کی زنجیر بقم کے گرد باندھی ہے +

بجز دہان تو اے آفتاب مہر انگیز

که در به ذره که پروین درو بود مدغم

مدغم کے معنی درج کیا گیا اور پوشیدہ ادغام گھوڑے کے منہ میں لگام دینے کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے دہن کے سوائے پروین کو ذرہ میں پوشیدہ کس نے دیکھا ہی یعنی نہیں دیکھا

چو کلک خسرو ملک ست خط سبز لبت
که هر دو بر ورق ماه میکشد و رقم

ماہ کنایہ کاغذ سے اور چہرۂ مطلوب سے۔ ہر دو کا اشارہ ملک و خط کی طرف ہے معنی ظاہر ہیں

خدایگان سلاطین محمد تغلق
گزیده خلفا بوالمجاهد اعظم

بوالمجاہد کنیت ممدوح کی ہے یعنی وہ بادشاہ جس کا ہیں نے ذکر کیا خداوندگار بادشاہوں کا محمد بن تغلق ہے جو خلاصہ خلفاء مسند نشین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

اگر سحاب کف تو نمی نمیداد نم
ثمر سمر نشدے از نہال کرم کرم

نم بمعنی آب کرم بروزن نرم بمعنی درخت انگور و کرم ثانی بمعنی بخشش یعنی اگر درخت انگور تیری سخاوت کا ابر کی سی طراوت نہ دیتا میوہ درخت انگور سخاوت کا مشہور ہوتا +

جہاں ز آتش تیغ تو گرد ظلم انداخت
که روے آب نگردد ز سیر باد دژم

دژم کے معنی مغموم کے ہیں اور مراد چیں بر جبیں ہونے سے ہے۔ گرد ظلم انداختن ظلم کو نیست و نابود کر دینا اور سیر کے معنی رفتار کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے انصاف کی تلوار سے ظلم جہاں سے معدوم ہو گیا کہ حرکت و رفتار باد سے روے آب پر چین نہیں پڑتی غمگین کے چہرے پر چین پڑتی ہے اسواسطے چین کو غم سے تعلق ہے۔ شاعر نے اس شعر میں اربعہ عناصر یعنی گرد باد آب آتش جمع کئے ہیں +

مباد آئنہ عمر تو دمے تیره
اگرچه صورت بیکار صد برآرد دم

صورت بیچارصد میں تعمیہ اسم صور کا نکلتا ہے کیونکہ لفظ صورت میں حرف (ت) کے چار سو عدد ہوتے ہیں جب (ت) کو دور کیا تو صور حاصل ہوا جو قیامت کے دن پھکیگا یعنی اگرچہ قیامت ہوجاوے اور صور آواز کرے لیکن تیری عمر کا آئینہ ایک دم تیرہ اور مکدر نہووے یعنی تو ہمیشہ زندہ و سلامت رہے +

قصیدہ صبح اور شب کے خیالات میں اور قلم کی تعریف میں مدح ممدوح کی طرف گریز

باز کبود ہست چرخ بال زناں در ہوا
مار سفید ہست صبح مہرۂ زر در قفا

بال زناں یعنی اُڑنیوالا صبح کو مار سفید باعتبار خط طویل صبح کاذب کی کہا۔ مہرہ زر مراد آفتاب سے ہے خلاصہ یہ ہے یعنی آسمان ایک نیلے رنگ کا ٹکڑا ہے کہ مار صبح کو دیکھکر کھانے کو دوڑا ہے +

مرغ سر انداز شد بلبلہ دمساز شد
زاغ سیہ باز شد در قفس انزوا

یعنی صبح ہوگئی اور مرغ آواز لگانے لگے مرغا آواز بانگ کرتے ہوئے سر جھکا لیتا ہے اور قلقل صراحی کی آواز مرغ کے موافق ہوگی اور ظاہر ہے کہ صراحی شراب سے بھری ہوئی قلقل کرتی ہے

گرگ سحر نوک دم بر سگ جبّار زد
کاہووے زرد اسد ابرہ شد در چرا

جبار ایک شکل ستاروں کی ہے اس طرح ہے کہ ایک شخص عصا ہاتھ میں لئے ہوئے اور شمشیر حمائل کئے ہوئے دو کرسیوں پر کھڑا ہے اُسکے نزدیک ایک اور ستارہ ہے جسکو کلب جبار یعنی سگ جبار کہتے ہیں۔ اسد کے معنی شیر کے ہیں اور ایک برج ہے آسمان پر اور برہ برج حمل کو کہتے ہیں۔ گرگ سحر اشارہ صبح کاذب کی طرف ہے۔ نوک دم خط طولانی جو صبح میں ہوتا ہے آہووے زرد مراد آفتاب سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

پستہ لبے رافشان در لبِ بادام چنگ

تا دہد ابریشمش فندقِ تر را نوا

ابریشم ساز کے تاروں کو کہتے ہیں۔ فندق ایک ولایتی میوہ ہے سرخ رنگ کا۔ یہاں مراد لب معشوق اور انگشتِ حنا بستہ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی لپتہ لب کو چنگ بجانے کے واسطے بٹھاتا کہ اُسکی اُنگلیاں تارِ ساز کو بجائیں +

سوے مہ چاردہ پنج مہِ نو فرست
تا سوے پرویں برد از شفق تر عطا

پنج مہ اشارہ انگلیوں کی طرف ہے۔ مہ چاردہ کنایہ جام نقرہ کی طرف شفق تر شراب سرخ سے مراد ہے یعنی بھرا ہوا پیالہ شراب کا ہاتھ میں لے اور مُنہ کی طرف لیجا +

سہ ختنی شب روند آئینہا در قفا
سیم طلب درمیاں زنگی زریں قبا

سہ ختنی مراد تین اُنگلیوں سے ہے۔ شب رو چور کو کہتے ہیں یہاں سیاہی پر چلنے والے سے مراد ہے جو کہ قلم ہے۔ آئینہا مراد ناخن مصفا سے ہے۔ زریں قبا اِس اعتبار سے کہا کہ بادشاہوں کے قلم ورق طلا سے لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی اُنگلیاں سیاہ قلم کو لیکر لکھتی ہیں۔ اور آئینہا اپنی پشت پر رکھتے ہیں۔ شب روسے مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ قلم سیاہی حروف پر چلتی ہے یا سیاہی دوات کی طرف جاتی ہے +

گہہ برخِ قیرگوں فرق کشد بر قمر
گاہ کند سر نگوں در برِ بحرِ آشنا

قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں جو اونٹوں کی پشت پر ملا جاتا ہے۔ آشنا بمعنی شناور یعنی تیرنے والا اور قمر مراد کاغذ سے ہے۔ رخ قیرگوں مراد سیاہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم اپنے سر سیاہی آلود کو کاغذ پر لگاتی ہے اور کبھی ممدوح کی بحر دست میں شناوری کرتی ہے یعنی لکھتے ہوئے اپنے سر کو کاغذ پر نگوں کر دیتی ہے — اور کبھی بحر دوات میں شناوری کرتی ہے +

زردۂ شمشادوش سرکش سہ تن غلام
آب خورِ او دہند تا غلغلش بر خطا

یعنی قلم ایک اسپ سرکش ہے کہ تین باگیں رکھتی ہے اور بلور بدستہ عنان ہونے کے اُسکے آب خور

کی جگہ ہندوستان یعنی دوات میں ہے اور اُسکا دوڑنا کاغذ پر ہے - بہ معنی سہ عنان ہونے کی صورت میں ہیں اور در صورت سہ تن غلام کے معنی سہ انگشتان کے ہیں - اگرچہ سہ عناں بھی اشارہ انگشتان کی طرف ہے - خطا کنایہ کاغذ سے ہے اور ہند مراد دوات سے ہے +

سلسلہ بندد ز شام بر سحر این ماہِ نو
غالیہ ساید مدام علاج بدین کہربا

شام مراد سیاہی سے ہے - سحر اشارہ کاغذ کی طرف - ماہِ نو قلم کہربا بھی کنایہ قلم سے ہے یعنی قلم جو کہ ہلال ہے سیاہی سے کاغذ پر سطور و حروف پیچیدہ لکھتی ہے اور عاج یعنی کاغذ قلم سے غالیہ سائی کرتا ہے +

اول او مال دو نیمہ پنجہ دوم
سوم او چاردہ ہست برین چل گواہ

مال بمعنی مجذور - نیمہ بمعنی نصف دوسی مراد دس عدد ہیں اس طرح سے کہ حرف دال کے چار اور حرف واو کے چھ مجموعہ دس ہوا - دس کا مجذور سو ہیں - اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں - پنجہ کے عدد بحساب ابجد ساٹھ ہوتے ہیں اور اُسکا نصف تیس ہوئے - اور حرف لام کے تیس ہوتے ہیں - چاردہ یعنی دہ کو چار بار لیا تو چالیس ہوئے اور چالیس (م) کے ہوتے ہیں پس مجموعہ ہر سہ حروف سے قلم حاصل ہوتا ہے +

از صد و ہفتاد او گر فگنی اندکے
باقی او را تواں خواند یکے بے ریا

اعداد قلم کے ایک سو ستر ہوتے ہیں جب اُسمیں قل گرادو جو بمعنی اندکے کے ہے تو یکے رہتا ہے اور یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور چالیس میم کے ہیں پس قلم ہو گیا +

از شش و یکِ نکتہ سنج باز یکے زن بہ پنج
پس بی سوادش بر قلب یکے از دوتا

سواد بمعنی سیاہی - قلب کے معنی دل کے ہیں - واژگوں کردن یعنی جا بجا بیجانا - مصرعہ اول سے قلم نکالا ہے اور مصرعہ ثانی سے دوات - لفظِ شش کے چھ سو ہوتے ہیں - اور چھ سو حرف خا کے ہوتے ہیں اور الف کا ایک ہوتا ہے پس خا ہو گیا اور لفظ یکے کے چالیس ہوتے ہیں اُس سے میم لیا

اور یا پنج ہا سے ہوز کے ہوتے ہیں پس اس طرح سے خامہ ہو گیا اور یکجے سے الف لیا کیونکہ قلب پوشیدہ ہوتا ہے اور یکجے میں الف پوشیدہ ہے اُس سے ایک لیا - دو تا میں سے ایک کو یعنی تا کو واژگوں کیا یعنی اُلٹایا پس دوات ہو گئی +

تخت گہہ ماہ را خسروِ شیریں سخن
دستگہہ شاہ را نو خطِ فرماں روا

یعنی اگرچہ قلم ماہ یعنی کاغذ پر ایک بادشاہ شیریں کلام ہے مگر ممدوح کی دست گہہ کے واسطے ایک معشوق فرمانبردار ہے +

مارِ سیاہ ہست مرا مورچہٗ زرد کرد
داد من آخر دہد شاہِ سلیمان لوا

مورچہ زرد یعنی لاغر و ضعیف کر دیا - مورچہ نہایت کمزور اور چھوٹے سے چھوٹے کو کہتے ہیں معنی ظاہر

آنکہ ز فیضِ عطاش آز گدا شد غنی
وآنکہ ز فرط سخاش بحرِ غنا شد گدا

یعنی ممدوح کے فیضِ عطا سے حرص جو فقیر تھی غنی اور دولتمند ہو گئی اور اُسکی فرط سخا سے بحر جو غنی اور تونگر تھا باعث نکلجانے دُر و گوہر کے گدا ہو گیا +

شاہ فلک آستاں ماہ ملک آستیں
مہدیٔ موسےٰ جبیں عیسےٰ جم اعتلا

یعنی وہ بادشاہ ہمارا آسمان کی سی چوکھٹ والا ماہ تلک آستیں ہے ہدایت کرنیوالا اور عیسے کے سے دبدبہ والا ہے موسیٰ سلیمان کے رتبہ والا ہے +

کفش گدائے درش چوں فگند میخ نعل
خاتم دستش کند حاتمِ دستِ سخا

چونکہ اُنگلی میں انگوٹھی کا ہونا سند ہے اسواسطے کہتا ہے کہ اُس میخ نعل کو حاتم وقت سخاوت کی سند اپنی سخاوت کی کرتا ہے - دستش کی (ش) خود کے معنی میں مستعمل ہے - دوم یہ کہ حاتم باوجودیکہ سخاوت میں مشہور ہے پھر بھی اگر بادشاہ کے دروازہ کے فقیر کی جوتی کا ایک نعل

اگر پڑے تو حاتم اپنی تمام سخاوت اور بخشش سے اُس کو زیادہ جانکر اپنی ہاتھ کی انگوٹھی بنالے

گرمیٔ خورشید تو ژالہ فشاں ابر شد خنجر خوں ریز تو لالہ فشاں گندنا	

بعض نسخوں میں بجائے لفظ خورشید کے شبدیز پایا جاتا ہے۔شبدیز کے معنی شبرنگ کے ہیں اور خان آرزو کا قول ہے کہ شبدیز نام گھوڑے خسرو پرویز کا ہے جسکا رنگ سیاہ تھا اور شبدیز لفظ مرکب ہے شب اور دیز سے کیونکہ دیز کے معنی رنگ کے ہیں۔سنتے ہیں کہ شبدیز تمام جہان کے گھوڑوں سے چار بالشت بڑا تھا۔گندنا ایک قسم کی نباتات میں سے ہے مثلاً سیر یعنی لہسن۔شبدیز اسپ شکیں یا قلم سے مراد ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرا گھوڑا باعتبار تیزروی کے مثل ابر کی ہے جو اولے برساتا ہے اور تیرا خنجر باعتبار سبزی کے مثل سیر کی ہے جو دشمن کی خونریزی کرتا ہے اور حقیقت میں فولادی ہے۔لالہ فشاں باعتبار خون کے قطرات ٹپکانے کے کہا +

قصیدہ نگر کوٹ کی فتح اور اُس کی تعریف میں

چو شاہِ شرق جہاں گیر عالمِ بالا بفروخانہ سرو وزیر شد تنہا	

شاہ مشرق مراد آفتاب سے ہے۔فروخانہ سرو مراد برج سرطان سے ہے۔نجومیوں کے نزدیک آفتاب اور چاند کے واسطے ایک خانہ ہے اور ستاروں کے واسطے دو دو خانے ہیں اور سرطان برج آبی ہے اسواسطے سرد کہا یعنی آفتاب برج سرطان میں کہ شروع ماہ سالوں کا ہے گیا۔وزیر مراد ماہ سے ہی +

چو بام چشم بلند ست و باز مردم چشم ازآں سواد وے آمد میانۂ دریا	

سواد کے معنی طرفیں و بام چشم مراد ابرو سے ہے۔دریا عبارت دریائے حقیقی سے ہے یا مراد خندق سے ہے جو قلعوں کے گرداگرد ہوتی ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ قلعہ ابرو کی مانند بلند ہے اور باعتبار سفیدی اور سیاہی گچ چونہ کے مثل مردم چشم کی ہی دوسرے یہ کہ قلعہ سیاہ اور سنگین کہ اندرون دریا میں جسکا پانی سفید ہے گویا مانند مردم چشم کے واقع ہوا ہے +

صفے کہ چوں مژہ در پیش حاجباں میرفت
ہزار کوکبہ بر کوکبہ ہزار لوا +

حاجباں بمعنی نقیب ورقیب وچوبدار۔ کوکبہ بمعنی سپاہ وانبوہ۔ چونکہ سو آدمیوں میں ایک علم ہوتا ہے پس ہزار علم ایک لاکھ آدمیوں میں ہونگے۔ پس اسی قیاس پر تعداد اور فوج کو بھی دریافت کرلو

ز دود مشعلہا مے نوشت بر مہ تیر
سواد آیت اسرےٰ لعبدہ لیلا

تیر کے معنی عطارد کے ہیں جو دبیر فلک اور فاعل نوشت کا ہے اور سواد کے معنی مضمون یہ آیت

کلام مجید میں اس طرح واقع ہوئی ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو لیگیا اپنے بندہ کو رات کی رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں تاکہ دکھاویں اسکو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قلعہ میں ممدوح کا جانا برابر ہے جناب رسول مقبول کے معراج اور آسمان پر تشریف لیجانے کے مشعلوں کی دھوئیں سے عطارد یعنی محرر فلک یہ مضمون لکھتا تھا +

ابو الربیع سلیمان عہد مستکفی
مدار شرع بنی شمع دودۂ خلفا

ابو الربیع کنیت خلیفہ کی اور نام وزیر حضرت سلیمان۔ مستکفی بمعنی کفایت کنندہ اور نام خلیفۂ روم کا بھی مستکفی باللہ یعنی وہ خلیفہ جسکا بیت سابق میں ذکر ہوچکا ہے + ابو الربیع ہے سلیمان وقت کا اور کفایت کنندہ امور دارین کا ہے +

قصیدہ سلطان محمد تغلق کی تعریف اور ستاروں کی توصیف میں

بر سر چاہ زہرہ بیں آہوئے زرنگار را
میل سوے کماں نگر ترک سناں گذار را

چاہ زہرہ مراد برج عقرب سے ہے۔ ترک سناں گداز آہوے زرنگار سے مراد آفتاب سے ہے۔ یعنی

آفتاب کو کنارہ اور آخر برج عقرب مین دیکھ اور اُسکی رغبت کمان یعنی برج قوس کی طرف دیکھ کہ قریب ہے برج قوس میں داخل ہوجائیگا خلاصہ یہ ہے کہ موسم جاڑے کا ہے +

بر سر طاس آبگوں سوے سراے مشتری رقص کناں رواں نگر ساغر زرنگار را	

طاس آب گوں مراد آسمان سے ہے۔ مشتری ایک ستارہ کا نام ہے جسے قاضی فلک کہتے ہیں سرای مشتری برج قوس سے مراد ہے۔ ساغر زرنگار مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

رومی روز را ز سر رفت کلاہِ زر چو شد صدرہ تیج یک شبہ شاہد زنگبار را	

زنگبار مراد شب سے ہے اور نام ملک کا ہے۔ صدرہ بمعنی سینہ پوش۔ رومی اشارہ دن کی طرف کلاہ زر یعنی آفتاب۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شب کے واسطے سینہ پوش تسبیح یک شبہ کا حاصل ہوگیا یعنی جب اول شب میں چاند نکل آیا تو اُسکے سر پر سے کلاہ زر یعنی آفتاب جاتا رہا یعنی غروب ہوگیا +

خیز کہ لالہ زار شد سبزہ جہان نسترن رو تو ز لالہ بر فگن سنبل تابدار را	

نسترن گل سیوتی کو کہتے ہیں جو خوشبودار ہوتا ہے۔ لالہ زار شفق سے مراد ہے جہان نسترن مراد کواکب سے ہے یعنی جہان نسترن سے مالامال ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق تو بھی لالہ رخسار سے سنبل یعنی زلف تابدار کو اُٹھا لے اور آراستگی کر +

بدر پُر از شفق کند این دو ستارہ راز غم گر تو شکر فشاں کنی لعلِ ستارہ بار را	

مصرعہ اول میں دو ستارہ مراد ہر دو چشم سے ہے۔ مصرعہ ثانی میں لعل ستارہ بار مراد لب یار سے یعنی اے معشوق جسوقت تم اپنے لبِ شیریں کو حرکت دوگے اور حال میری جدائی کی تکلیفوں کا پوچھوگے مَیں اپنی دونوں آنکھیں سرخ آنسوؤں سے بھر لاؤنگا اور اشک سرخ اسبات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیری جدائی میں میرے دل کا خون ہوگیا۔ دوم یہ کہ اگر رقیب سے گفتگو کروگے تو بھی ویسا ہی کچھ کرونگا۔ سوم یہ کہ اگر رقیب کے سامنے ہنسوگے تو میں اِس بدگمانی سے کہ

حال پُرملال پر ہنستے ہو سرخ آنسو بہاؤنگا +

ہشتم ہفت خوان چو شد کاسۂ خوان مجلست
شیرِ ہیوں نگوں کند حاسدِ گرگ سار را

ہشتم سے مراد فلک الافلاک یعنی عرش ہے ہفتخوان سے مراد ہفت منازلِ رستم سے ہے — شیر ہیوں مراد شیر موت سے ہے یعنی اے ممدوح جہان کے قیصر ساں چونکہ تیرے خوان بزم کا کاسہ فلک الافلاک تک پہنچایا ہے تیرا دشمن جو مظلوموں پر خاصیتِ گرگ کی رکھتا ہے اُب اسکو موت ہلاک کرتی ہے اِس بیت میں ہلاک کرنا قبیلۂ یقین سے ہے یعنی یقین ہے کہ جنگ موت سے ہی ہوگی

شب ز سرِ ہلالیت از سلسلہ بر سحر نہد
مہ ز قصبِ اماں دہد چادرِ مستعار را

شب مراد سیاہی سے ہے۔ سرِ ہلال مراد قلم یا انگشتان سے ہے۔ سلسلہ مراد حروف سے ہے۔ سحر کنایہ کاغذ سے ہے۔ چادرِ مستعار چاندنی یعنی اے ممدوح باوجودیکہ کتاں ہمیشہ سے مغلوبِ ماہ کا ہے لیکن اگر تو علویت کا کاغذ کتاں کے نام لکھدے تو کتاں اسقدر غالب ہو جائے کہ چاند اپنی چادر نور کو پھٹ جانے کے خوف سے کتاں کے ہاتھوں سے بچا کر دور رکھے۔ اِس شعر میں بادشاہ کے انصاف کا بیان ہے +

قہرِ تو خواص را منع کند کجا بود
سیل برادرِ اجل زادۂ کوکنار را

کوکنار پوست خشخاش کو کہتے ہیں۔ برادرِ اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے النّوم اخ الموت زادۂ کوکنار مراد افیون سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

در برِ بحر جاے ہیں زنگی زرد جامہ را
سیم بزیرِ پاے ہیں ترک سیہ عذار را

بعض نسخوں میں بجاے لفظ عذار کے ازار پایا گیا ہے۔ اِس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ ازار بمعنی دستار۔ بر بمعنی آغوش و خشکی۔ بحر مراد کفِ ممدوح سے ہے۔ زنگی زرد جامہ مراد قلم سے ہے۔ سیم اشارہ کاغذ کی طرف۔ ترک سیہ ازار کنایہ قلم۔ بحر مراد دوات سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

تا کہ خزاں سوے رزاں وردہد آبِ زعفراں
پُر زر دستِ زر کند دامن سبزہ زار را

خزاں از خزیدن بمعنی گھسنا چونکہ بوسم خزاں میں مکان میں گھسکر بیٹھتے ہیں اسواسطے خزاں کہا یا یہ کہ خز بمعنی جامہ ریشمی جو موسم سرما میں پہنتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جبتک موسم خزاں درختان انگور کو زرد کر دے اور جبتک زرد پتّے دامن سبزہ زار کو دینار سے پُر کر دیویں اور یہ بات قیامت تک رہیگی - خبر اور نتیجہ شعر دعائیہ کا اشعار ذیل میں واضح ہے +

تا بجبال در تموز ابر چو بحرِ شعرِ من
رشتۂ پُر دُرر کند سوزن نوک خارہ را
باد رہیں بہ تیغ تو ملک سراے ملکِ دیں
تا بہ خلیطِ شارعاں منع کنند جار را

یعنی جبتک پہاڑوں میں موسم گرما میں ابر نوک خار کو کہ مثل سوزن کے ہے مثل بحر کلام موزوں میرے کے دُرہاے مینی سے پُر دُر کرے اور جبتک اربابِ شرع کے نزدیک ہمسایہ کے لوگوں کو بوقت فروخت مکان کے زیادہ شریک و برادران سے سمجھنا جایز نہو ملک و شہر تیرے قبضہ میں رہیے - خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک تو ممالک و امصار پر قابض رہے - خلیط بمعنی شریک و انبا حقوق ملک میں ظاہر ہے کہ شارعان ہمسایہ کے لوگوں کو ورثہ میں شریک نہیں کرتے +

قصیدہ بادشاہ ہند کی تعریف میں متضمن چرخیات

غرابے کز دہن انداخت دوش آں بیضہاے زر
ربودش از قفا ناگہہ عقابِ آتشیں شہپر

غراب بمعنی زاغ و کوا مراد شب سے ہے - بیضہاے زر مراد کواکب سے ہے - عقابِ آتشیں شہپر مرادِ آفتاب سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلا تارے غائب ہوگئے +

خروس آنگہ خروشاں شد کہ این نہ بال طوطی را
نہاں شد باز طاؤس از نہیبِ بازِ زریں پر

نہ بال طوطی عبارت افلاک سے ہے - بال طاوس مراد شب سے ہے باعتبار کواکب کے یعنی جسوقت آفتاب نکل آیا مرغ آواز دینے لگا رات جاتی رہی +

درونِ بلبلہ خوں شد مرا ایخواجہ در بندش
کہ آں مرغیست فردوسی کہ دارد در دہاں کوثر

بلبلہ مراد صراحی سے ہے یعنی اے ساقی صراحی باعتبار اشتیاق میکشوں کے خون ہنگی ہے پس تو اُس صراحی کو کہ مرغ بہشتی ہے قید نہ کر +

سپیدۂ جامِ زردی را ازآں بر طاس سبز آرد
کہ از دستِ سیہ چشماں بلب گیری مےِ احمر

سفیدہ مراد صبح سے ہے - جام زرد مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

زفرق زنگیِ گریاں فتد دستارِ سیمابی
چو باز آں رومیِ خنداں نہد بر سر کلاہِ زر

زنگی گریاں مراد شب سے ہے باعتبار کواکب کے - دستار سیمابی مراد مہتاب سے ہے - رومی خنداں مراد دن سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب نکلتا ہے چاند معدوم ہوجاتا ہے +

برائے شوری بختم لبش پستہ دُر بستہ
برائے تلخی عمرم نباتش رستہ از شکر

یعنی میری بدبختی کے واسطے وہ معشوق خندہ زنی نہیں کرتا اور میری غیرینی عمر کو تلخ کرنے کے لئے خط اُسکے لبوں پر نکل آیا ہے + پستہ مراد دہن سے ہے اور دُر کنایہ لب +

زہے صبح جبینت را دو اختر در دو ماہِ نو
خہے باغ عذارت را دو لالہ در دو نیلوفر

دو اختر عبارت دو چشم سے ہے - دو ماہ نو مراد دو ابرو سے ہے - دو لالہ کنایہ ہر دو رخسار کی طرف دو نیلوفر دونوں زلفوں سے مراد ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

زہے ترکِ کماں ابرو کہ چشمت راست پیوستہ
ستاں ہا گرد بر گرد و ہندو طفلِ بازیگر

پیوستہ بمعنی مدام۔ سناں ہا مراد دو مژگاں سے ہے۔ دو ہندو مراد مردمک چشم سے ہے جو سیاہ ہوتی ہیں یعنی اے معشوق تو عجب کمان کی سی ابرو والا ہے کہ تیری آنکھوں کے واسطے دو طفل ہندو کہ سناں اپنے گرداگرد رکھتے ہیں اور بازی گر ہیں دستیاب ہو گئے +

تو آں سروی کہ داری سی و دو نسرین بیک غنچہ
من آں ابرم کہ میبارم دو صد نسرین ز دو عبہر

نسرین اول مراد دندان سے ہے۔ غنچہ کنایہ دہانِ خرد سے ہے۔ نسرین ثانی مراد اشک سفید سے ہے۔ دو صد مراد کثرت سے ہے۔ عبہر مراد دو چشم عاشق سے ہے جو ہمیشہ زرد ہوتی ہے بعض نسخوں میں بجائے ابر کی بال یعنی تار باریک جو قلم میں سے نکلتا ہے دیکھا گیا ہے یہاں مراد تن لاغر عاشق سے ہے جو بباعث ضعف و ناتوانی کے مثل بال کی لاغر اندام ہو گیا ہے معنی شعر ظاہر

لبت را در شفق پروین و بدر از مہر او ہر دم
ہمہ رو اشک چوں پروین ہمہ تن چشم چوں ساغر

شفق مراد لب سے ہے۔ پروین مراد دنداں سے ہے۔ و در لب بودن دنداں تبسم کرنے سے مراد ہے یعنی اے معشوق تو مدے نہ ہنستا ہے اور نہ سخن گوئی کرتا ہے اور بدر تیری محبت کے مارے ہر وقت روتا رہتا ہے

چہ بحر است آنکہ در آبِ رواں موجش زند آذر
کنارش در میاں سر میانش مسکنِ اژدر

آذر بمعنی آتش۔ اژدر بمعنی اژدہا ئے بزرگ۔ چہ استفہام کے واسطے۔ بحر کنایہ تلوار سے ہے باعتبار روانی اور صفائی کے۔ آب رواں دشمنوں کی جان یا دستِ ممدوح سے مراد ہے + موج مراد چمک تلوار یا خود تلوار سے ہے کہ بصورت موج کے ہے۔ آذر زدن نیست و نابود کر دینا و کنار بمعنی کنارہ سر مراد قبضہ سے ہے و میان بمعنی نیام اور اژدر مراد ذات تلوار سے ہے وہ کونسا دریا ہے کہ دشمن کی جان میں آگ لگا دیتا اور اُسے معدوم کر دیتا ہے وہ دریا ئے تلوار ہے جس کا سر قبضہ ہے اور اُسکا نیام مسکن اژدر ہے یعنی اُسکے میان میں اژدہا رہتا ہے +

محیطِ بحر شاخ از وے بر دیک قطرۂ آں ہر دم
کہ خواہد از رخ عالم بشوید گردِ شور و شر

محیط پنج شاخ کنایہ دست ممدوح محیط باعتبار سخاوت کے۔ پنج شاخ باعتبار پنج انگشت کے۔ قطرۂ آب کنایہ تلوار سے۔ دم بمعنی وقت اور رعایت تلوار کی کہ بمعنی خون اور دھار تلوار کے مستعمل ہے یعنی تیرا ہاتھ تلوار کو جسوقت پکڑتا ہے شور و شر کو جہان سے رفع کر دیتا ہے +

زباں کردار چوں سویم بہ بوی خوں زراندودہ
مژہ دیدار چوں چشمم ہمہ رویش پر از گوہر

تلوار کو زبان سے باعتبار تاثیر یا باعث ہمصورت ہونے کے تشبیہ دی اور اپنے جسم کو زراندودہ باعتبار زردی کے کہا جو عشاق کے چہرہ پر ہوتی ہے اور سر مراد قبضۂ تلوار سے ہے جو زراندودہ ہوتا ہے اور دیدار کے معنی صورت کے ہیں۔ تیغ کو مژہ سے باعتبار کجی اور خمداری کے مشابہ کیا اور اپنے چہرہ کو پر از گوہر باعتبار روانی اشک کے کہا اور تلوار کے بھی چہرہ پر جوہر ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ بجز پلکوں کی مانند خمیدہ ہے اور میری آنکھوں کی مانند اُسکا چہرہ پر از جوہر ہے

ز ہجرش سنگ بگداز د بوصلش زر ہمے نازد
اگر بہ وزے سر افراز د ربایدہ از ملوک افسر

قاعدہ ہے کہ پتھر کو گلا کر یا پگھلا کر لوہا نکالتے ہیں اور تلوار لوہے سے بنتی ہی ہے یا سنگ سے مراد سان لگانے کی پتھر سے ہو۔ یعنی چونکہ تیری تلوار میں سان لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اسواسطے سان لگانے کا پتھر اُسکی جدائی میں پگھلا جاتا ہے اور زر کا وصال اس اعتبار سے ہے کہ قبضہ شمشیر کا زراندودہ ہوتا ہے۔ اور سر افراختن مراد تلوار کھینچنے سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اُس چیز کی جدائی سے پتھر پگھلا جاتا ہے اور اُسکے وصال سے زر فخر کرتا ہے اور اگر وہ سرکشی کرے تو پادشاہوں کے سر سے تاج اُتار دیتی ہے +

فروزد لالہا آندم کہ در برگِ چنار آید
دہد بر مردم دیدہ خیالش برگِ بیدِ تر

لالہ افروختن بمعنی خونریزی کرنا۔ آندم بمعنی اُسوقت اور دم بمعنی خون کے بھی آیا ہے۔ برگ چنار کنایہ ہاتھ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت وہ چیز ہاتھ میں آتی ہے خونریزی کرتی ہے اور مردم چشم پر تصور یا تصویر برگ بید تر کی معلوم ہوتی ہے +

زِ چرخ ار تابشے دارد ہمہ رویش پر اختر بین
بہ ہندار نسبتے دارد ز زنگش تیرہ دل ۔ بنگر

چرخ کے معنی آسمان کے ہیں اور سان لگانے کی چرخی کو بھی کہتے ہیں ۔ اختر مراد تلوار ہیں جو جوہر ہوتے ہیں اُنسے ہے ۔ زنگ بمعنی زنگار اور ایک ملک کا نام ہے ۔ چونکہ چرخ کینہ پروری میں مشہور ہے اور وہ چیز بھی چرخی فسان سے روشنی حاصل کرتی ہے اسی واسطے مارے حسرت وغیرت کے اُسکو چہرہ اشک اختر جوہر سے پُر ہے اور چونکہ وہ تلوار ہندوستان سے منسوب ہے اور ہند پر زحل ستارہ کا عمل ہے اور وہ ستارہ منحوس ہے اور اُس ستارے کا رنگ سیاہ بتلاتے ہیں اسی سبب سے غم کے مارے تلوار کا دل سیاہ ہوگیا ہے اور ظاہر ہے کہ تلوار آہن سے بنتی ہے اور وہ سیاہ ہوتا ہی ہے ✦

سہ حرف ہست نام آن طوطی سلب کز تن زبان دارد
دو بلبل زیر پر دارد کہ اورا چارصد شد سر

طوطی سبز لباس ہوتی ہے اور شمشیر کو باعتبار فولاد کے سبز لباس کہا کہ اکثر نیلگوں ہوتا ہے اس شعر سے تعمیہ کے طور پر تیغ کا نام نکلتا ہے ۔ ت ی غ یعنی وہ سبز لباس جس کا تن صورت میں مثل زبان کے ہے اور اُسکے نام میں تین حرف ہیں دو بلبل یعنی یا وغین اپنے پروں کے نیچے رکھتی ہے اور اُسکے چارسو سر ہیں باعتبار حرف تا کے جسکے بحساب ابجد چارسو عدد ہوتے ہیں اور حساب جمل سے دو کے دس ہوتے ہیں اور دس عدد حرف ی کے ہیں ۔ فارسی میں بلبل کو ہزار داستاں کہتے ہیں اور ہزار عدد غین کے ہوتے ہیں اور چارسو عدد حرف تا کے ہوتے ہیں جو اسکا سر یعنی حرف ابتدائی ہے پس ہر دو صورت سے تیغ حاصل ہوا ✦

چہ برق است آنکہ برف خشک مے پوشد با بر تر
چہ فرقست آنکہ سر در مشک دارد چون خورد خنجر

برق مراد قلم سے ہے باعتبار تیز روی کے ۔ برف خشک مراد کاغذ سے ۔ ابر تر کنایہ سیاہی سے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ باوجودیکہ مشک سے زخم بڑھجاتا ہے لیکن وہ بعد تلوار کھانے کے یا بعد زخم حاصل کرنے کے مشک میں سر ڈالدیتا ہے ظاہر کہ قلم کو بعد بنانے اور درست کرنے کے سیاہی میں ڈالتے ہیں اور اُسکے سر میں سیاہی ہوتی ہے ✦

چو شمع ار سر برندش برتیغ سیم ہر ساعت
ازار عنبریں پوشد نگار کہربا پیکر

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ شمع کی مانند اسکا سر کاٹ ڈالو لیکن وہ معشوق کہربائی کرتا جامۂ عنبریں پہننے سے باز نہیں آتا +

بریزد بر عذار صبح ماہِ نو شبِ تیرہ
فشاند بر گلِ بادام شاخ زعفراں عنبر

عذار بالکسر بمعنی رخسارہ اور عذار صبح اور گل بادام جو سفید ہوتے ہیں ہر دو سے مراد کاغذ ہے وماہِ نو وشاخ زعفران عبارت قلم سے ہے۔ شب تیرہ و عنبر مراد سیاہی دوات سے ہے +

بزنگستاں رود از چیں چو مفلس گردد آں رومی
خراماں میرود درچیں بکشتاں دریائے خور مجر

زنگستاں مراد دوات سے ہے۔ چین مراد کاغذ سے ہے۔ مفلس گشتن سیاہی کے نہ رہنے سے غرض ہے۔ رومی مراد قلم سے ہے۔ مجر مراد حرف سیاہ سے ہے معنی شعر ظاہر +

مثلث باشدش نام و مثلث راست در مرکز
چو از مرکز بروں آید مربع گیردش در بر

چونکہ اُسکے نام میں تین حرف ہوتے ہیں اسواسطے مثلث کہا کیونکہ مثلث کے معنی سہ کردہ شدہ اور مثلث ثانی سے مراد تین اُنگلیاں ہیں۔ مربع و مستطیل مراد قلمدان سے ہے کیونکہ اُسکی صورت مربع اور مستطیل کی سی ہوتی ہے +

یکے دال حرف آخر را دوم را نیمۂ پنجہ
ولیکن حرفِ اول را ابجز مجذور دو شمر

اِس شعر سے بطریق تعمیہ کے اسمِ قلم نکلتا ہے۔ کیونکہ لفظ قلم میں تین حرف ہیں اور آخر کا حرف میم ہے اور لفظ یکے کے حرف برابر ہیں۔ لفظِ پنجہ کے بحساب ابجد ساٹھ عدد ہوتے ہیں اور اُسکا نصف تیس ہوا جو عدد حرف لام کے ہیں۔ لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اُسکا مجذور سو ہوا اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں پس قلم حاصل ہوا +

پشنگ شنگ قدر خان و وارا راسے و آرش رش
سیاوش وش مؤید تہمتن تن مظفر فر

پشنگ بروزن پلنگ نام افراسیاب کے باپ کا ہے۔ شنگ بمعنی شاہد شوخ و نیک و زیبا۔ یہاں مراد چالاک سے ہے۔ قدر خاں نام بادشاہ چین کا ہے۔ آرش ایک ایرانی پہلوان کا نام ہے جو منوچہر کے لشکر میں تیراندازی کے فن میں بےمثل تھا۔ سیاوش کیکاؤس کے بیٹے کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ ممدوح جرأت و دلیری میں خاصیت تمام بادشاہان مذکور کی اپنی ذات میں موجود رکھتا ہے

تن یکران رزمش را قدم لاقح بود لائق
کف ساقی و بزمش را پیالہ خور بود درخور

لاقح ایک قسم کی ہوا ہوتی ہے جس سے درخت بارور ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کے گھوڑے کے واسطے ہوا کا سا قدم ہونا اور اُسکے ساقی کے ہاتھ کے واسطے آفتاب کا جام ہونا لازم ہے

بسوے صدرش از سدرہ ملک صد سال رہبر شد
بجشمش سیر میلے بود از و تا آستان در

صدر بمعنی مسند۔ ملک مراد جبرئیل سے ہے۔ بر بمعنی بالا۔ یعنی حضرت جبرئیل مقام سدرہ سے ممدوح کی مسند کی طرف بلندی پر چڑھ کے سو سال میں پہنچے پس ابتک چشم حضرت میں وہ بلندروی مقام سدرہ سے آستانہ تک مسافت و فرق ایک کوس کا معلوم ہوتا ہے +

درش عرش و عدو قاروں کفش دریا قلم موسیٰ
دلش مریم کرم نخل و دمش عیسےٰ سرش عاذر

عدو بمعنی دشمن اور دشمن کو قاروں باعتبار نہونے فائدے کے اور زمین میں غرق ہوجانے کے کہا۔ قلم بادشاہ کو موسیٰ باعتبار عصا کے کہا اور بادشاہ کے دل کو باعتبار پاکی اور مضامین پیدا کرنے کے مریم کہا یعنی کرم جو شل درخت کے خشک ہوگیا تھا برکت ممدوح سے سرسبز اور پُرزرق ہوگیا۔ دوم جاں بخشی میں عالم کا ممدوح خود عیسےٰ ہے عاذر نام ایک شخص کا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوا تھا اور اُنپر ایمان لایا تھا اِسی طرح تیرے دم نے ہنر کو زندہ کردیا ہے +

تبسم کرد جامِ او پراز دُر شد عقیق آرے
بوقتِ خندہ مہرویاں نمایند از شفق اختر

عقیق مراد شراب گلگوں سے ہے۔ شفق مراد لب سے ہے۔ اختر کنایہ دنداں کی طرف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جام ممدوح شراب سے پُر ہے اور یہ پُر ہونا ٹھیک ٹھیک مشابہ ہے اسلئے کہ ماہرو ہنسنے کے وقت شفق لب سے اختر دنداں ظاہر کرتے ہیں +

عدو حشو یست پس بارز زو محترا و بروں آرش
کہ مجلس بے نوا بہتر چو مطرب را شود دف تر

حشو ایک چیز زائد و بیکار کو کہتے ہیں بارز ظاہر و آشکارا یعنی جسوقت مطرب کی دف نم دار ہوجاتی ہے اُسکی آواز نہیں نکلتی۔ مجلس کا بے نغمہ ہونا اور دف کا مجلس سے دور کرنا اس صورت میں چونکہ مناسب ہے۔ اسی طرح دشمن بیکار ہے اُسکو دفتر سے نکالدینا اور ہلاک کردینا لازم ہے +

کسے کو روے گل بیند نظر بر طرف خار آرد
کسے کو توتیا یابد کشد در دیدہ خاکستر

بعض نسخوں میں بجاے نظر بر طرف آرد کے بطرفا طرف انداز دیا پایا جاتا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ طرفا درخت گز یعنی جھاؤ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیدار گل میسر ہو وہ گوشۂ چشم کو درخت جھاؤ کی طرف کبھی نہ ڈالیگا اور جسکو سرمہ میسر ہو وہ خاکستر آنکھ میں کبھی نہ لگائیگا

مگر صبح دوم زال رو جبنیت دار خاصت شد
کہ ہترا سے زر اندودہ نہد بر صہوۂ اشقر

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے۔ ہترا بمعنی سونے کی گولی مراد آفتاب سے ہے۔ صہوہ پشتہ اسپ وغیرہ معنی شعر ظاہر +

عروسِ زہرہ تا از مہر چنگ سیم گوں مہ
دفِ زریں کند پنہاں بزیر نیلگوں چادر
ترا بادا بنزم ملک جامِ خوشدلی بر کف
کلاہِ سلطنت بر سر دو آج مفخرت در بر

دُو آج بمعنی قبا - عروس زہرہ یعنی خود زہرہ - چنگ سیم گوں مہ اضافت تشبیہی ہے - نیلگوں بیاد مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبوقت تک عروس زہرہ محبت ماہ سے خورشید کو فلاک کی چادر میں پوشیدہ کر دیتی ہے یعنی قیامت تک - پس قیامت تک تیرے ملک میں جام خوش دلی کا ہر شخص کے ہاتھ میں رہے اور کلاہ سلطنت کی تیرے سر پر اور بزرگی کی قبا تیری بغل میں رہے اِس قطعہ میں چنگ سیم گوں ہلال سے مراد ہے +

قصیدہ پادشاہ کے جام و بادہ کی تعریف میں

آں بدر شفق خور ببیں پروین ہمہ رخسارش
در پنج مہِ نو بیں ہر لحظہ گرفتارش

بدر مراد جام سے ہے - شفق مراد شراب سے ہے - خور بمعنی خورندہ - پروین کنایہ حباب یا قطرات شراب - پنج مہ نو مراد پانچ اُنگلیوں سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جائے تعجب ہے کہ بدر کھانے والا شفق کا پروین کے رخسارہ والا ہمیشہ پانچ ماہ نو میں گرفتار رہتا ہے اور بیشک گرفتار ہونا بدر کا پانچ ماہ نو میں جائے تعجب ہے +

آں زورقِ دریا دل تا جز سوئے لب نرود
ماہی بچگاں باشند ہر سوئے نگہدارش

زورقِ دریا دل مراد جام پُر شراب سے ہے - دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور دل کو قلب کہتے ہیں یم کو قلب کیا تو مے ہوا - ماہی بچگاں مراد انگلیوں سے ہے یعنی جام پر شراب کے محافظ انگلیاں ہیں تاکہ لب کے سوا اور کہیں نہ جانے دیں +

مرغیست کش از دیدہ کا ورسۂ زر ریزد
زاں روئے چکاں بینی خوں از سر منقارش

مرغ مراد صراحی سے ہے اور یہاں صراحی ٹونٹی دار سے مراد ہے جو مرغ کی صورت ہوتی ہے کاورسہ ہندی میں جسے چینا کہتے ہیں مگر یہاں شراب کے زعفرانی قطرات سے مراد ہے - زر روئے بمعنی سبب خون بمعنی شراب - منقار مراد ٹونٹی سے ہے - ضمیر شین کی مرغ کی طرف پھرتی ہے

اکاورسہ ایک بیماری کا بھی نام ہے جو آنکھوں سے قطرات گرنے لگتے ہیں +

موجِ دلِ صد قلزم یک قطرہ ز تاثیرش
شمعِ لگن چارم یک ذرّہ ز انوارش

لگن طشت بے آفتابہ وہ ایک طبق دیوار دار ہوتا ہے جسمیں ہاتھ دھوتے ہیں۔ لگن چہارم مراد فلک چہارم سے ہے اور اُسکی شمع آفتاب ہے۔ ضمیر ہر دوشین شراب کی طرف پھرتی ہے یعنی اُسکے تاثیر بے مقابل میں ایک قلزم بلکہ سو قلزم حکم ایک قطرہ کا رکھتے ہیں اور اُسکے نور کے سامنے آفتاب ایک ذرہ کا حکم رکھتا ہے

از غایتِ بے آبی از دست رود ہر دم
باآنکہ نباشد خود جز آب کشتی کارش

بے آب مراد بے رونق و بے طراوت۔ یہاں مراد جام کا شراب سے خالی ہو جانا۔ واز دست رفتن بمعنی بیخود ہونا یہاں رکھا جاتا جام کا ہاتھ سے یعنی جسوقت جام بے شراب ہوتا ہے خالی ہو کر ہاتھ سے جاتا ہی باوجودیکہ آب کشتی اُنکی ضرور ہے اور حقیقت میں جو شخص تشنہ ہوتا ہے بیخود ہو کر ہاتھ سے جاتا ہے

از نرگس چشم باصد نسترن افروزد
زان گل کہ در خت عقل ہے بر بود از خارش

نرگس چشم خود چشم سے مراد ہے۔ نسترن گل سفید خوشبو دار کو کہتے ہیں یہاں مراد اشکوں سے ہے۔ گل مراد شراب سے ہے۔ خار کنایہ نشہ یا درد شراب کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس شراب کا پینا یا وہ شراب نوشی ہماری آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور اُسکا درد ہماری عقل کو کھوتا ہے +

سہ حرف کہ نامش راست از جذر دہ ہست اول
برگیر یکے از وے کہ با چار بود جارش

ضمیر شین اول راجع ہے لعمیہ کی طرف اور لعمیہ اس شعر سے اسم جام اور اسم قدح کا نکلتا ہے کہ لفظ دہ کے نو عدد ہوتے ہیں اور جذر نو کا تین ہے اور تین عدد حرف جیم کے ہوتے ہیں یکے یعنی ایک عدد حرف الف کا ہوتا ہے اور اُسکے دہ یعنی دس کو چار مرتبہ لیا تو چالیس ہو گئے اور چالیس عدد حرف میم کے ہوتے ہیں پس جام ہو گیا یعنی اُس چیز کے نام میں تین حرف ہیں اول حرف مجذور دس کا یعنی سو ہے اور ایک حرف عدد چار کے برابر یعنی دال ہے اور تیسرا حرف حائے حطی یعنی آٹھ ہے۔ یا ضمیر پھرتی ہے دہ کی طرف یعنی ایک حرف دہ میں سے دال لی جو چار ہیں پہلے چار کو جمع کیا تو آٹھ ہوئے اور آٹھ عدد حائے حطی کے ہوتے ہیں پس اسطرح لفظ قدح حاصل ہو گیا

تا غنچۂ پُر نسریں با لالہ قریں گردد
چوں سرو خراماں شود در برگِ چنار آرش

غنچۂ پر نسرین مراد دہن سے ہے۔ لالہ مراد پیالۂ پُر شراب سے ہے۔ برگ چنار مراد ہاتھ سے ہے ضمیر شین کی لالہ کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے مخاطب جبتک دہن پیالہ کے نزدیک ہو اُسکو ہاتھ میں لے اور مانند سرو کے خراماں رہو۔ سرو کا خرام باعتبار جنبش کے ہے

ہرچند میاں خلق آبست مدام اورا
در مجلس شہ آرے بے ما نبود بارش

میاں بمعنی درمیاں۔ آب کے معنی عزت اور آبرو کے ہیں۔ ضمیر اوا ور شین کی پیالہ کی طرف پھرتی ہے آرے کلمہ ایجاب وقبولیت کا ہے۔ بار بمعنی دخل معنی شعر ظاہر ہے

از نرگسِ بے خوابی آب بقم افشانم
گر سبزہ دمد روزے بر صفحۂ گلنارش

بقم نام ایک سرخ لکڑی کا ہے جسے ہندی میں مجیٹھ کہتے ہیں۔ آب بقم اشکِ خونی سے مراد ہے صفحہ گلنار چہرۂ سرخ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس روز چہرۂ معشوق پر خط نکلیگا اپنی آنکھوں سے آنسو خوب بہاؤنگا +

چوں فرق سرِ شانہ صد شاخ کنم دل را
گر یک سرِ مو بینم از وے شدہ بیزارش

شاخ بمعنی پارہ ضمیر وے سے معشوق کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک بال کی برابر بھی اپنے معشوق کا دل اپنے سے آزردہ پاؤنگا اپنے دل کو صد پارہ کرلونگا +

بر آئینۂ مہ ہیں آشفتہ صفِ مورش
پیچیدہ بر آتش ہیں از دودِ سیہ مارش

آئینہ مہ مراد چہرہ سے ہے۔ صف مور اشارہ خط کی طرف۔ آتش مراد رخ سے ہے۔ دود سیاہ اشارہ خط یا زلف کی طرف ہے۔ ضمیر ہر دو شین کی معشوق کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ معشوق کے آئینہ یا چاند سے رخسارہ پر خط نہیں بلکہ ایک صف مور آشفتہ کی ہے اور

اُسکی آگ سے چہرہ پر خط و زلف نہیں ہے بلکہ سانپ دودِ سیاہ سے لپٹا ہوا ہے +

آہے کہ زنم چوں صبح آلودہ بخوں باشد
آندم کہ پدید آید بر آئینہ زنگارش

آئینہ مراد چہرہ سے ہے - زنگار مراد خط سے ہے ضمیر شین معشوق کی طرف پھرتی ہے - آلودہ بودن
صبح بخون باعتبار شفق صبح کے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق جبوقت تیرا خط نکلیگا میں ایک
آہ سرد کھینچونگا جو صبح کی طرح آلودہ بخوں ہوگی +

دانم نشود چوں سرو از بندِ خود آزادہ
گر سنبلِ تر روید بر طرفِ سمن زارش

نشود کا فاعل معشوق ہے - بند خود بمعنی بند خودی یعنی متکبر و مغرور - سنبل تر خط سے مراد ہے -
طرف بمعنی گوشہ - سمن زار مراد چہرہ سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اگر معشوق کا خط نکل آئیگا تو میں
خوب جانتا ہوں بسبب زیادتی حسن کے غرور زیادہ ہو جائیگا جیساکہ سرو آزاد ہے وہ بند
خودی سے آزاد نہ ہوگا +

زلفش بسیہ روئی شد خصم شہِ عالم
کز کنگرۂ خورشید آویختہ نگوں سارش

یعنی چونکہ زلف معشوق کی خود بادشاہ کی دشمن تھی اسی سبب سے معشوق نے اُس زلف کو
اوندھا لٹکا رکھا ہے +

بر بادِ سلیماں را آں روز تواں دیدن
کورا جولاں باشد بر مرکبِ رہوارش

چونکہ بادشاہ کا گھوڑا تیز رفتاری میں ایک ہوا ہے اور بادشاہ باعتبار عالی رتبہ کے سلیمان ہے
پس جس روز وہ گھوڑے تیز رفتار پر سوار ہوتا ہے دیکھنے والوں کی نظروں میں ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ سلیمان ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے - دوم یہ کہ جسدن ممدوح سوار ہوتا ہے سلیمان کم رتبہ معلوم ہوتا ہے

اے خسرو شیریں خط لیلے صفت سر کلکت
مجنوں بزنجیر است ماہ از غم زنارش

خسرو مراد ممدوح سے ہے۔ شیریں خط مراد خط مرغوب سے ہے۔ سر کلک کو باعتبار سیاہی آلود کے لیلی کہا۔ جرم قمر کا کلف سے سیاہی آلود ہے اُسکو زنجیر سے تشبیہ دی۔ یعنی نوشتہ تیری قلم کا آسمان تک پہنچا اور ماہ اُسکا مسخر ہوا۔ دوم یہ کہ ماہ مراد کاغذ سے ہے۔ زنجیر مراد سطروں سے ہے۔ غم یہاں مراد عشق سے ہے +

وجہے کہ عدو دارد این ست ز نقدِ عین
گز جزع عقیق افتد بر روے چو دینارش

نقدِ عین مراد اشک سے ہے۔ جزع دانۂ سلیمانی مراد چشم سے ہے۔ عقیق کنایہ اشک سرخ ہی سے ہے یعنی روزینہ تیرے دشمن کا یہ ہے کہ اشک سرخ جو اُسکے رخ زرد سے گرتے ہیں بجاے نقدی دینار اور اشرفی کے ہیں +

بسیار بروز آرد شب ماه سرِ کلکم
تا شاہدِ مدح تو شد محرم اسرارش

یعنی جسوقت سے تیری مدح میں مصروف ہوا ہوں بہت سی راتوں کو میری قلم نے دن کردیا ہے یعنی تمام رات تیری مدح کی تحریر میں صرف کیا ہے۔ دوم یہ کہ بسیار بمعنی بسیار بار۔ روز مراد کاغذ سے ہے۔ شب مراد سیاہی سے ہے +

تا شیشۂ مینا را در دود سیاہ شب
صد شمع بر افروزد از ثابت و سیارش
صد مشعلہ میخواہم افروختہ روز و شب
در دودۂ اقبالت از حضرتِ جبارش

یعنی جبتک آسمان میں ستارے نکلتے رہیں اور یہ دن قیامت تک رہیگا میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تمہارے خاندان اقبال میں مشعلہ فرزندان سے ہمیشہ روشنی رہے۔ مشعلہ مراد فرزندان سے ہے +

قصیدہ مدح ممدوح جرخیات اور معشوق کی تعریف میں

قطب زاں کرد عزیمت سوے خط محور
کاژدہا لیست برو باسی و یک مہرہ زر

قطب ایک میخ آہنی کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور سید سالار قوم کو بھی کہتے ہیں اور ہیئت والوں کی اصطلاح میں تمام خط محور کے یا خط محور کے انجاموں میں دو نقطے مقابل ہیں اور یہاں ستارۂ قطب شمالی مراد ہے۔ اژدہا تنین فلک کو کہتے ہیں اور اکتیس مہرۂ زر مراد اُن ستاروں سے ہے جنسے مار فلک مرکب ہے خلاصہ یہ ہے کہ قطب نے خط محور کی طرف اس سبب سے ارادہ کیا ہے کہ اُس خط محور پر ایک اژدہا ہے اکتیس مہروں زر کا پس قطب نے مہروں زر کے لالچ میں یہ ارادہ کیا ہے +

قطب فیروزہ ردا بر سر خط رفتہ ز ہوش
راقص زرد قبا خفتہ بکام اژدر

قطب کو فیروزہ ردا اس باعث سے کہا کہ قطب کے نام پر ولایت ہوتی ہے اور ولی چادر سبز پہنتے ہی ہیں۔ قطب میں حرکت نہونے کے باعث از ہوش رفتہ کہا۔ راقص ایک ستارہ کا نام ہے جسکا رنگ زردی مائل ہے اور مار فلک کے مُنہ میں واقع ہے۔ خط سے مراد خط محور ہے۔ زرد قبا کنایہ طالب زر اور آرایش دوست سے یعنی قطب جو ایک پارسا شخص ہے خط محور کے گوشۂ فلک پر بیہوش پڑا ہے اور راقص طالب زر اژدہا کے دہن میں گرفتار ہے +

مار در جنبش و قطب از حرکت خالی است
نعش زاں چرخ زناں گرد سر سہ دختر

قطب ستارۂ جدی اور نعش چار ستاروں بنات النعش سے غرض ہے جنکی صورت مثل چارپایے کے ہے۔ چرخ زناں مراد گردش کرنیوالا۔ سہ دختر مراد اُسی بنات النعش سے ہی جو نعش اور قطب کی درمیان واقع ہے۔ خلاصہ یہ ہے اگرچہ قطب مرد پارسا ثابت قدم ہے لیکن طلب زر کے واسطے سہ دختر و مار ہر دو مضطرب اور متحرک ہیں اِسی سبب سے نعش گرد سر سہ دختران کی بطور محافظ کے چرخ زن ہے۔ دوسرے یہ کہ نعش مراد موت سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے چونکہ دختران کی طلب کے واسطے مار فلک اور قطب دونوں بیقرار ہیں پس موت کے ہاتھوں

اُنکی نجات نہو گی کیونکہ موت اُنکے سر کے گرد پھرتی ہے +

درمیانِ ہمہ سر حلقۂ این طائفہ قطب
لیکن از وے نبود تیرہ ترے یک پیکر

خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کا حال ایسا ابتر ہے کہ جو لوگ سب کے سر گروہ ہین اُنکا حال سب سے ابتر ہے سیاہ دل ہین اور روشنی ایمان سے بے بہرہ ہین +

حارسِ صومعہ او شب و روز ند دو خروس
دور تر اکبر و نزدیک تر او اصغر

حارس بمعنی پاسبان - صومعہ بمعنی عبادت خانہ ترسایان و نصارا - خرس ریچھ کو کہتے ہین اور دو خرس مراد دُب اکبر دُب صغر سے ہے اور یہ دو شکلین ستارون سے مرکب قطب شمالی کے قریب واقع ہین یعنی اول کلان دوم کوچک ایک کو انمین سے بنات النعش صغری اور دوسری کو بنات النعش کبرے کہتے ہین - دوسرا قطب سے بہ نسبت پہلے کے دور تر ہے اور پہلا یعنی دُب صغر بہت قریب ہے اور یہ بیت فقیران زمانہ کی خباثت مین بیان کرتا ہے یعنی جو قطب ہے اُسکے مزاج مین اس درجہ کی خباثت ہے کہ دو ریچھ اپنی خدمت مین رکھتا ہے +

بر درِ بارگہہ عزتِ او کیکاوس
ہمچو چاوش نہادہست کلاہِ بر سر

او کی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے - کیکاوس بمعنی عادل اصیل و نجیب - کیکاوس اشکال شمالی مین سے ایک شکل کا نام ہے جو ایک بڑی مثلث کی صورت ہے - چاوش بمعنی نقیب خلاصہ یہ ہے جو لوگ اپنے آپ کو قطب کہلاتے ہین ایسی دنیادار ہین کہ کیکاوس اُنکے دروازہ کا نقیب ہے +

بر درِ مطبخ خاصش بکفِ برساوس
سر غول ست و بغایت کرہٗ زشتِ نظر

برساوس اشکال شمالی مین سے ایک شکل کا نام ہے - عربی مین جسکو حامل راس غول کہتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ قطب ایسا جلاد و خونخوار ہے کہ سر غول جو نہایت بدصورت اور بدشکل ہے اُسکے دروازہ پر باورچی خانہ کے بکف برساوش ہے گویا قطب کے طعام کو صاف کرتا ہے +

پیشِ او پیر جدی راہ نماے قبلہ عابدے راکہ سوے کعبہ نباشد رہبر	

اوکی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے۔ جدی نام ایک برج کا ہے اور پیر ایک ستارہ قریب قطب شمالی توران کے ہے۔ نمازی کو اُس ستارہ کا خیال ایران و توران میں راست کندھے پر کرنیا چاہیے اور ہندوستان میں بازوے راست پر کرنا چاہیئے خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کی عقل اور سمجھ کا ایسا خراب حال ہے کہ پیر جدی جو نیک مرد آدمی اور قبلہ کا رہنما ہے اُس قطب بدکار قتال کی خدمت میں کھڑا

گرد سر حلقۂ خود جملہ مریداں زاخلاص گشتہ رقاص رواشاں ز پلاس اخضر	

سر حلقہ بمعنی سردار و سرگروہ کہ مراد مرشد سے ہے یہاں استارہ قطب کی طرف ہے اور مریداں سے غرض اُنھی ستاروں سے ہے یضمیر شاں مریداں کی طرف پھرتی ہے۔ رقاص مرید جو قصود وجد کیا کرتے ہیں یعنی جاے تامل ہے کہ باوجود یکہ کیفیت بدکاری قطب کی ظاہر امعائنہ کرتے ہیں پھر اُسی کو مرشد قرار دیا در آں حالیکہ آسمان کی چادر اُن کے سر پر ہے پھر بھی از راہ اخلاص اُسکے سر کے گرد پھرتے ہیں +

گر سرِ زلفِ تو زنجیر نہ بستے بر ماہ بہ تسلسل نہ کشیدے بجہاں دورِ قمر	

یعنی اے معشوق اگر تیری زلف قمر پر نہ بندھتی اور اُس کو محکم نہ کرتی تو دور قمر انجام کو نہ پہنچتا اور تسلسل و درازی نہ کھینچتا +

پر ستارہ شود آں روز رخ بدر ز مہر کہ برآید شب آشفتہ ترا گرد سحر	

یعنی اُس دن میرا چہرہ غم والم کے اشکوں سے پُر ہوگا تیرے رخ پر خط سیاہ نکلیگا کیونکہ خط کا نکلنا باعث زوال حسن کا ہے +

لعلِ مل نوش تو ہمچوں لب خسرو شیریں مشک گل پوش تو چوں خامہ شہ ماہ سپہر	

خسرو بمعنی معشوق اور عاشق شیریں کا نام ہے اور یہاں شیریں معنی لذیذ کے ہیں۔ مشک مراد خط سے ہے۔ گل کنایہ چہرہ یعنی اے معشوق تیرے لب مے نوش مانند لب خسرو کے کہ بادشاہ جلیل القدر ہے لذیذ ہیں اور تیرا خط یا زلف گل پوش مانند قلم ممدوح کے ماہ کا طے کرنیوالا ہے یعنی جیسا کہ قلم ممدوح کی ماہ کاغذ کو طے کرتی ہے ایسا ہی تیری زلف ماہ رخ کو طے کرتی ہے

شام درکار گہش ہندوے گل زیر قبا
صبح در بار گہش رومیٔ زریں مغفر

ہندو بمعنی غلام۔ گل زیر قبا باعتبار منقش ہونے شام کے کواکب سے زریں مغفر باعتبار آفتاب کے یعنی صبح کے ظاہر ہیں +

بادشاہے کہ بجز تخت و سریرش نبود
بر سر عرش اگر جلوہ کند روزے خور

یعنی وہ ممدوح ایسا عالی مراتب ہے جو خورشید اب آسمان پر ہے یہ اسکے تخت و سریر کے لائق نہیں ہے اگر بالفرض کسی دن عرش پر چمکے اور جلوہ کرے تو اسے تخت و سریر بادشاہ کے سوا اور کچھ نہ سمجھنا چاہئے یعنی اگرچہ عرش پر خورشید طلوع ہو تو یہی تخت و سریر چتر و تاج ممدوح کے سوا اور کچھ نہ ہوگا +

آفتابیکہ بجز رائے وزیرش نبود
گر سہے را شب چاردہ بینی انور

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند جسکو ہم چودھویں تاریخ کی رات کو دیکھتے ہیں حقیقت میں وہ شب چہاردہم کا چاند نہیں بلکہ اسکے وزیر کی رائے منیر ہوگی +

کامگاریکہ بجز کلک دبیرش نبود
کز نبات شکر آلود چکاند عنبر

خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبات شکر آلود سے عنبر ٹپکے تو وہ نبات ممدوح کے منشی کی قلم کے سوا نہ ہوگا یعنی منشی ممدوح کی قلم بباعث مضامین شیریں لکھنے کے نیشکر ہوگئی ہے +

اے چو خورشید سرادق زدہ بر اوج شرف

وے چو شمشیر زدہ بحر کفت موجِ گہر

یعنی آفتاب کی طرح تونے پردہ وخیمہ اوج شرف پر لگا رکھے ہیں اور جیسا کہ شمشیر موج گہر جو مراد جوہر شمشیر سے ہے لگاتی ہے اِسی طرح تیرا ہاتھ موج گہر ریزی کی لگاتا ہے +

اندریں دم کہ زجورِ فلکِ شیشہ نہاد
ہمچو جام اند بخوں غرق مدام اہلِ ہنر

دم بمعنی زمانہ فلک کو شیشہ نہاد بباعث نہونے اُستواری عہد وپیمان کے کہا۔ مدام بمعنی شراب۔ یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اِسکی خبر ہے +

بدو دیدہ نتوانند رخِ عیسےٰ دید
چار گشتہ ہمہ را گوش سوے نغمۂ خر

بدو دیدہ نتوانند مراد کم توجہی سے ہے۔ عیسےٰ مراد مرد نیک اور فاضل سے ہے۔ چار گشتن بمعنی منتظر رہنا۔ نغمہ خر گدھے کی آواز سے مراد ہے جو سب جانوروں میں بدتر ہے۔ اور خر ایک لکڑی کا نام ہے جو چنگ میں تاروں کے نیچے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات گدھوں کے نغمہ اور آواز کے منتظر ہیں اور فاضل اور نیک بخت کی طرف جو مثل عیسی ہو کوئی بھی توجہ نہیں کرتا

عمر گر از زدنِ زید بمیرد ہرگز
مبتدا را نکند از سرِ آنحال خبر

یعنی یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کو مار ڈالے تو حاکم تک اُسکی اطلاع بھی نہیں کرتے

قصیدہ سلطان محمد تغلق کی مدح اور بہار اور معشوق کی تعریف میں

چوں رفت سوے ماہی از دلو چشمۂ خور
در آب خشک ما را پیش آر آتشِ تر +

ماہی مراد برج حوت سے ہے۔ برج حوت میں آفتاب ماہِ چیت میں آجاتا ہے اور بہار کا موسم ہو جاتا ہے اور آفتاب کا برج دلو میں جانا آخر موسم خزاں کا وقت ہوتا ہے۔ چشمۂ خور آفتاب مراد ہے۔ آب خشک کنایہ جامِ شفاف بلوریں۔ آتش تر مراد شراب سرخ سے ہے۔ لفظِ سو

ترکی میں معنی آب میں مستعمل ہے یہ لفظ دو کے واسطے مناسب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موسم بہار کا آگیا ہے اب جام بلوریں میں ہمارے واسطے شراب سرخ لاؤ ✦

زاں پیش کہ آسماں را خیاطِ صبح دوزد
بر خرقۂ کبودش یک پارۂ معصفر

معصفر بالضم میم و فتح عین وہ چیز جسکو گل کے چہرہ سے رنگ کریں کیونکہ عصفر گل کا چہرہ ہے جسکو ہندی میں کسم کہتے ہیں۔ خیاط بمعنی درزی۔ پارۂ معصفر مراد آفتاب سے ہے پہلے اس سے کہ دن ہو شراب دے کیونکہ شراب کا لطف شب کو ہے ✦

زاں پیش کآسماں را طباخ چرخ بنہد
در صحنِ خواں گردوں یک طاسکِ مزعفر

طاسک مزعفر مراد آفتاب سے ہے۔ طباخ بمعنی باورچی۔ طاسک اسم تصغیر ہے طاس کا۔ خواں بمعنی دسترخوان۔ الفاظ طاس خوان طباخ مناسب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ آفتاب نکلے ✦

خورکہ یار سیاہ چشماں وقت سپیدہ جامے
کز جرعۂ خاک مجلس پوشد لباس احمر

یعنی صبح کے وقت معشوق کے ساتھ اسقدر شراب پی کہ جرعہ ریزی سے خاک سرخ ہو جائے

دریا میان زورق چندانکہ موج خواہد
ریغت نیابد ایش یک دم سہیل احمر

دریا مراد شراب سے ہے کیونکہ دریا کو عقل میں حکم ہے یعنی عقل کو مغلوب کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ زورق کے معنی کشتی کے ہیں یہاں مراد جام سے ہے گلگوں شراب کے اعتبار سے موج خواہد کہا۔ یا یہ مراد انگشتان بجائے کشتی شراب کا پیالا بھر کر اے معشوق ایکبار اسکو ہاتھ میں لیکر بہوں کی طرح لیجا۔ دریا بمعنی کشتی موج سہیل الفاظ مناسب ہیں ✦

آنچہ سوسن زآتش رنگ چو جولان آمدہ ...
کہ فر خنک گردوں ... مشک ... بر ... بر

آبرو سے تشبیہ کنایہ آفتاب ابر در برج حوت ملا ہے کہ آفتاب [illegible] دن کمی ہے و جو کہ بعد
سے اشارہ شب کی طرف ظاہر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جب برج حمل میں چلا جاتا ہے رات
اور دن برابر ہو جاتے ہیں

	شب زنگیست گریان آئینہ [illegible]	
	صبح است ترک خندان [illegible]	

شب کو زنگی باعتبار تاریکی کے اور گریان باعتبار کواکب کے کہا آئینہ سے مراد قمر ہے اور صبح کو
شعاعی خطوط کے اعتبار سے خندان کہا۔ [illegible] سے مراد ہے۔ خلاصہ
یہ ہے کہ عجب ماجرا ہے کہ جو شخص روتا ہے آئینہ نہیں دیکھتا [illegible] آئینہ کا دیکھنا لوازمات عیش
میں سے اور رات باوجود کہ گریان ہے [illegible]

	بگر [illegible] شب زرین پلنگ [illegible]	
	چون [illegible]	

[illegible] سیاہ کو کہتے ہیں [illegible]
زرین پلنگ کہا [illegible] زمین اور آسمان کو کہتے
ہیں۔ [illegible] مراد ہے [illegible] اور آسمان یا [illegible]
ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہوا اور رات چلی گئی

	اے زلف عنبرینت [illegible]	
	عتاب شکرینت لعل [illegible]	

شمشاد کنایہ قد سے ہے۔ لالہ اشارہ چہرہ کی طرف۔ عتاب [illegible] لبوں [illegible]
کنایہ دندان و لب۔ یعنی اے معشوق تیری زلف [illegible] خوش اور [illegible]

	[illegible] عنبر تو [illegible]	
	[illegible] غنچہ [illegible]	

عنبر کنایہ زلف یا خط کی طرف ہے [illegible] کو کہتے
ہیں اور بعض کہتے [illegible] مراد ہے

لولو کنایہ دنداں - غنچہ مراد دہن - یخچہ اولہ وتگرگ کو کہتے ہیں - یہاں مراد دنداں سے ہے -
آذر بمعنی آتش یہاں لب سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

روزے کہ سر بر آرد شب از کنار ماہت
بر روے بدر بینی غلطاں ہزار اختر

شب مراد خط یا زلف سے ہے - ماہ مراد چہرہ سے ہے - اختر کنایہ اشک خلاصہ یہ ہے کہ
جسدن تیرے چہرہ پر خط نکل آئیگا بدر تیرے زوال حسن کے خیال سے خوب آنسو بہائیگا +

آں سر شکستہ زنگی از سرکشی بچیں شد
بر گرد روم صف زد از زنگبار لشکر

زنگی سر شکستہ مراد زلف سے ہے - بچیں شدن یعنی چیں بجبیں یا خشمگیں ہونا - روم مراد رخ گلگون
سے ہے - لشکر زنگبار مراد خط سے ہے - یعنی جسوقت زنگی سرکشی سے چین میں چلا گیا اور خشمگین
ہو گیا گویا لشکر زنگبار نے روم کے گرد چڑھائی کی بعضی زنگی سر شکستہ سے مراد قلم لیتے ہیں اور
چین اور روم مراد کاغذ سے ہے اور لشکر زنگبار سے مراد حروف لیتے ہیں لیکن یہاں موقع و مقام دلالت نہیں کرتا

سرحد نیمروز ہست شام خط تو بر چیں
خورشید نیمروز است رویت چو رائے داور

نیمروز وقت دوپہر کو کہتے ہیں اور اسوقت آفتاب خط نصف النہار پر ہوتا ہے اور ولایت سیستان
کو بھی کہتے ہیں - وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان وہاں پہنچے تو ولایت مذکور کو پانی سے
بھرا ہوا پایا پس حضرت نے دیووں کو حکم دیکر نیمروز میں اسے خاک سے بھروا دیا اسیواسطے اسے
نیمروز کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیری زلفوں کی شام جو رخساروں کی ملک چین پر واقع ہے سرحد
اور انتہا چہرہ کی شہر نیمروز کی ہے اور جیسا کہ دوپہر کو آفتاب رائے ممدوح کی مانند تاباں و درخشاں
ہوتا ہے اسی طرح تیرا چہرہ چمکتا اور دمکتا رہتا ہے - چین مراد رخساروں سے ہے نیمروز چہرہ سے مراد ہے

بہرام نسل رستم ادریس فضل عیسے
اقلیم بخش احمد کشور کشائے حیدر

بہرام نام بادشاہ کا ہے باعتبار زور اور طاقت کے رستم ادریس نام ایک پیغمبر کا ہے جو آسمان پر

درس توحید کا کرتے ہیں۔ باعتبار جاں بخشی مُردگان افلاس کے عیسے کہا اور برعایت کثیر بخشی کے اقلیم بخش کہا اور باعتبار خوش خلقی کے احمد کہا۔ اس شعر کے فقرات میں ترکیب سقلوبی ہے یعنی حیدر کشور کشائی رستم بہرام نسل عیسی دربس فضل احمد اقلیم بخش وغیرہ +

	بر آستانِ جاہش جبریل خویشتن را	
	صد سالہ راہ دیدہ از کائنات برتر	

را بمعنی برائے جبرئیل جو ایک قدم اور ایک پر زدن میں پانسو سال راہ قطع کرتے ہیں ممدوح کی آستان جاہ کے لئے اپنی راہ روی کے واسطے موجودات سے بلند سو برس کا رستہ قرار دیا ہے یعنی تیرا آستانہ دنیا سے اسقدر بلند ہے کہ جبرئیل باوجود ایسی تیز روی کے سو سال میں پہنچ سکتا ہے بھلا کسی اور شخص کی تو کیا اصل ہے +

	اے ہفت طاق طارم بر آستانت مدغم	
	وے پنج شاخ دریا در آستینت مضمر	

مدغم بمعنی پیوستہ درج کیا گیا اور پوشیدہ۔ پنج شاخ دریا مراد دست ممدوح سے ہے باعتبار پانچ انگلیوں کے۔ مضمر بمعنی پوشیدہ کیا گیا۔ ہفت طاق طارم یعنی طارم ہفت طاق مراد عرش سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا آستانہ جاہ اسقدر بلند ہے کہ اسمیں عرش پوشیدہ ہو سکتا ہے اور سما سکتا ہے +

	اے بندۂ خلیفہ در پیش تخت بختت	
	نائب ہزار خاقاں حاجب ہزار قیصر	

بندہ بمعنی مطیع و فرمانبردار خلیفہ مراد پادشاہ روم سے ہے۔ خاقان بادشاہ چین کا خطاب ہے قیصر لقب بادشاہ روم کا ہے یہاں بادشاہ کلاں سے مراد ہے۔ شاعر اس شعر میں ممدوح کی طرف خطاب کرتا ہے صنعتِ التفات کے طریقہ پر یعنی اے بادشاہ تیرے تخت کے سامنے خاقان جیسے ہزاروں نائب ہیں اور قیصر جیسے بہت سے چوبدار ہیں +

	از خامۂ کمالت یک نم ہزار دریا	
	وز نامۂ جلالت یک خط ہزار دفتر	

یعنی ہزار دریا تیرے خانۂ کمال کے سامنے ایک قطرہ کے برابر ہیں اور تیرے مرتبہ کی کتاب میں سے ایک خط ہزار دفتر کی برابر ہے +

	در رزم تیغ بہرام با خنجر تو چوبین در بزم ساغر خور با ساقی تو درخور	

بہرام ایک ستارہ کا نام ہے جسے مریخ کہتے ہیں جو جلاد فلک ہے یا بہرام چوبین سے مراد ہے جو بڑا بہادر تھا یا بمعنی مقابل چوبین بمعنی بیکار کیونکہ تیغ چوبین نکمّی ہوتی ہے یعنی تیرے خنجر کی لڑائی کے مقابل میں بہرام کی تلوار بیکار ہے اور تیری بزم میں ساقی کے واسطے آفتاب کا پیالہ ہونا لایق ہے

	گر بر خط تفاوت تو دائرہ نہ گردد حک باد نقطۂ قطب از حرفِ خطِ محور	

محور اہل ریاضی کی اصطلاح میں ایک خط موہوم کا نام ہے جسکا ایک سرا قطب شمالی اور دوسرا سرا قطب جنوبی ہے۔ اُمور عالم کا انتظام ذاتِ قطب پر منحصر ہے اگر قطب معدوم ہو جاوے تو بیشک قیامت برپا ہو جاوے اور عالم تباہ ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ اگر آسمان تیرے خط فرمان کے موافق نہ پھرے اور تیرا تابعدار نہو تو نقطہ قطب کا دور ہو جائے اور مٹ جائے اور قیامت برپا ہو جائے یہ شعر گویا دعائیہ ہے +

	رایت چو رایت افراخت در شاہراہِ ہیجا مہ خاک کرد بر سر از دست آن تگاور	

یعنی تیرے رائے کے گھوڑے کی تیز رفتاری دیکھکر چاند نے جو نہایت تیز رفتار ہے حسرت سے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ صورتِ دوم یہ کہ تیز رفتاری سے اُس گھوڑے کی اسقدر خاک زمین پر اُڑی کہ چاند کے سر پر جم گئی تیسری صورت یہ ہے کہ چاند نے باوجود دعوی روشنی کے تیری رائے روشن کو دیکھکر رشک کے مارے اپنے سر پر خاک ڈال لی +

	آن ابر برق سیرت آن باد کوہ صورت آن نارہ بحر پرور آن آب خاک گستر	

نار باعتبار گرمی رفتار کے کہا۔ برق و باد باعتبار تند رفتار کی اور بباعث ہوا رفتاری کے نام

دریا کے کہا آب گرد گستر باعتبار فتنہ و فساد کے گرد و غبار اٹھا دینے کے کہا معنی شعر ظاہر +

یکران وزین خاصت آب روان و گلشن
پیل و در سرایت کوہ روان و محشر

یعنی تیرے گھوڑے کو باعتبار تیز رفتاری و ہموار رفتاری کے آب رواں کہنا چاہئے۔ اور زین کو باعتبار مرصع کاری و جواہر نگاری کے گلشن کہنا چاہئے تیرا ہاتھی باعتبار جسامت و روانگی کے کوہ رواں ہے اور تیرے گھر کا دروازہ باعتبار اژدحام ملازمان و خادمان کے گویا بذات خود محشر ہے +

گر عدل تو نبودے این پنج شوے سطرب
با قطب جمع گشتے با مرکز سہ خواہر

پنج شوے سطرب مراد زہرہ سے ہے اور پنج شوے یہ ہیں۔ زحل مشتری مریخ عطارد قمر سہ خواہر مراد بنات النعش سے ہے جو تین ستارے قطب کے قریب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا انصاف نہوتا تو زہرہ جو پانچ شوہر رکھتی ہے قطب کے ساتھ جو مرد یار رہا ہے حالت جماع میں ہو جاتے +

مقطع طلب نمودم سر پیش داشت خصمت
در شعر ہا کم افتد مقطع ازیں نکوتر

آخر شعر قصیدہ کو مقطع کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے جب میں نے اپنے قصیدہ کا مقطع چاہا دشمن جو جان سے بیزار تھا اپنے سر کو بجائے مقطع کے پیش کیا اور کہنے لگا اس سے بہتر کوئی اور مقطع نہوگا خوبی ظاہر +

تا ریز بال طوطی طاؤس شب ہما را
ہر صبح در ربائد عنقائے زرد شہپر
بادا چو طائر قدس در صید گاہ ہیجا
پروانہ باز چترت بالائے چرخ اخضر

طوطی مراد آسمان سے ہے طاؤس شب ہما مراد قمر سے ہے۔ طاؤس باعتبار گرداگرد کواکب ہونے کے کہا۔ عنقائے زرد شہپر مراد آفتاب سے ہے۔ طائر قدس مراد جبرئیل سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مانند تیرے چتر کے باز کو آسمان پر پرواز ہوتا رہے +

قصیدہ آفتاب کی تعریف میں

چو شاہ بازِ سحر باز کرد شہپر نور
بسوے غرب غراب ظلام کرد نفور

شاہباز سحر کنایہ آفتاب سے ہے۔ شہپر نور مراد آفتاب کی شعاعوں سے ہے۔ غرب بمعنی مغرب۔ غراب یعنی کوّا و زاغ۔ ظلام بمعنی تاریکی خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب نکل آیا تاریکی شب کی جاتی رہی

چو تیر تیرِ ظلام از کمانِ چرخ انداخت
ز ترس تُرس زر اندودہ تیغ یعنی ہور

تُرس ثانی بمعنی سپر و ڈھال مراد آفتاب سے ہے۔ زر اندودہ تیغ مراد خطوط شعاعی سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب کے خوف سے عطارد نے تاریکی شب کو کمان فلک سے بجلدی تمام تیر کی مانند گرادیا

درید زہرۂ زہرہ چو دہر دہرۂ زر
نمودہ جیش حبش را چو مغفرِ مغفور

دہرۂ زر بمعنی چھری۔ یہاں مراد شعاع خورشید سے ہے۔ جیش حبش مراد کواکب سے ہے مغفر خود آہنی یعنی جب زمانہ نے آفتاب کو خطوط شعاعی خورشید کے لشکر حبش کے دور کرنے کے واسطے ظاہر کئے اِس حال کے دیکھنے سے زہرہ اور دل ستارۂ زہرہ کا پھٹ گیا +

بہند راہِ فرارہ فرارہ زد شہ زنگ
چو قوقہ کلہ شاہ چیں نمود از دور

ہند مراد نیستی یا بمعنی جانب۔ فرارہ فرارہ بمعنی گریزاں گریزاں شہ زنگ اشارہ ماہ سے ہے قوقہ بمعنی تکمہ کلاہ و پیراہن شاہ چین مراد آفتاب سے ہے یعنی جسوقت آفتاب نے طلوع کیا چاند نے نیستی کا رستہ لیا دوم یہ کہ ہند مراد شب سے ہے یعنی چاند مع شب کے گریزاں گریزاں چلا گیا

ز سہم تیغ منوچہر چہر مہر گرفت
قبولِ رونق اقبال شام راہِ فتور

منوچہر بمعنی بہشت رو اور نام پسر ایرج کا ہے۔ سہم بمعنی خوف۔ فتور بمعنی سستی و شکستگی۔

شاہ شام مراد قمر سے ہے یعنی خوف خطوط شعاعی آفتاب کے تلوار سے رونق قمر نے شکستگی پائی ہے یعنی چاند کی روشنی جاتی رہی ؛

سپہر تیغ زر اندودہ میزند ہر صبح
ز مہر ماہِ سلاطین و آفتاب صدور

تیغ زر اندودہ مراد خطوط شعاعی سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان جو ہر صبح تلوار چمکاتا ہے صرف محبت ممدوح ہی کا باعث ہے ؛

قصیدہ کنیزک گل چہرہ کی تعریف اور انعام کی اُمید میں

خدنگِ غمزۂ او در خمِ کمان ابرو
ستارہ ایست کہ در ماہِ نو بکار آمد

خدنگ غمزہ مراد چشم سے ہے ستارہ اشارہ چشم کی طرف ماہ نو خمیدگی ابرو کی طرف اشارہ ہے معنے شعر کے ظاہر ہیں ؛

چو پستہ گشت دلِ شور بختِ من بریاں
کہ تنگ شکر او لعل در نثار آمد

شور بخت بمعنی بد نصیب چونکہ بعض ولایتوں میں پستہ کو بریاں اور نمک سود کرتے ہیں اسیواسطے پستہ سے تشبیہ دی تنگ شکر خروار شکر کو کہتے ہیں مگر یہاں دہن معشوق سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ میرا دل پستہ کی طرح بھنتا ہے کس واسطے کہ دہن معشوق کا ایک لعل ہے جو سب بر مروارید نثار کرتا ہے

چو شاخ مردی ما نرد امتحاں در باخت
بساطِ حسن ورا نقش دو سہ بار آمد

شاخ مردی مراد ہے دست مردی ہے اور عیاشوں کی اصطلاح میں آلتِ تناسل کو کہتے ہیں بساط بمعنی چھوٹا سا فرش جس پر بازی کھیلتے ہیں اور نقش مراد اُس نقشہ سے ہے جو پاسوں پر لگا ہوا ہوتا ہے اور پاسا کعب کو کہتے ہیں اور دو سہ بار سے مراد چھہ سے ہے جسکو چھکہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اُسکا برقع کھولا اور امتحاناً اُسکو دیکھا تو بساطِ حسن کے واسطے اُسکو چھکہ کا نقش یعنی کامل پایا دوسرے

معنی یہ ہیں کہ لفظ دو سہ بار سے کمی حاصل ہوتی ہے کیونکہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں اور جب دس کو تین بار لیا تو تیس ہوئے جسکو فارسی میں سی کہتے ہیں اور لفظ سی کے ستر عدد ہوتے ہیں اور لفظ کمی کے بھی ستر عدد ہوتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ اپنے خزانہ میں جو اُس کنیزک کی قیمت کا امتحان لیا تو بساط حسن کے واسطے اُس میں کمی ظاہر ہوئی تیسری صورت یہ ہے کہ دو کو تین بار لکھنے سے دو سو بائیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد لفظ بکر کے ہیں یعنی جب میں اپنے آلہ مردی یا عضو تناسل سے اُسکا امتحان لیا تو معلوم ہوا کہ بکر ہے ؛

قرار بیع بصد حیلہ گشت بر نہصد
اگرچہ قیمتِ آں ماہ صد ہزار آمد

لفظ ماہ کے اعداد بحساب ابجد چھیالیس ہوتے ہیں پس چھیالیس کو صد ہزار کے ساتھ لگایا تو چھیالیس لاکھ ہوگی ؛

ہوای وجہ زرم روے زرد گرد چناں
کہ نقدِ عین رواں گشت در کنار آمد

لفظ عین مراد اشک سے ہے معنی شعر کے ظاہر ہے ؛

نہاد افسرِ از شاہوار مروارید
کہ او بہ بندگی شاہ حلقہ دار آمد

یعنی جب کسی نے ہماری پادشاہ کی تابعداری اختیار کی اور غلامی پر کمر باندھی اُس کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا ؛

قصیدہ بے ثباتی جہان فانی کی اور رغبت جہانِ جاودانی کی طرف اور محمد شاہ کی تعریف میں

صبح عنقائیست سیمیں مرغ زریں در دہاں
شام ورقائیست مشکیں بیضہا در آشیاں

صبح مراد صبح صادق سے ہے مرغ زریں مراد آفتاب سے ہے ورقا مراد معنی کبوتر و فاختہ معنی شعر ظاہر ؛

عارضت دال زریں زر بر صبوہ شہباے روز

رخشِ ہمت زیں جہانِ بیوفا بیروں جہاں

زیں زر مراد آفتاب سے ہے صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اس جہان کی بے ثباتی دیکھ اور سمجھ کر اسے چھوڑ دے۔ بعض نسخوں میں بجائے شہبا کے یکراں ہے یکراں بمعنی گھوڑا اور شہبا بھی گھوڑے کے معنے میں ہے شاید اشہب سے یہ لفظ لیا ہوگا +

پیشدستی کن بگیر آئینہ ساغر بکف
صبح اینک در قفا آئینہ دارد در نہاں

یعنی صبح ابتک آفتاب کا آئینہ اپنے مونہہ میں رکھتی ہے اور ابھی تک اُسنے ظاہر نہیں کیا اب آفتاب نکل آیا تو بھی اسوقت پیش دستی کر اور محبت الٰہی کا ساغر اپنے ہاتھ میں لے یعنی عبادت کر +

جیبِ گل بر بوے مہرش صبح گل کردند چاک
ہر دو راز ایں برگریباں گوے زر بست آسماں

مہر بمعنی محبت و بو بمعنی اُمید ضمیر ش کی ساقی وحدت کی طرف پھرتی ہے چونکہ گل اور صبح نے اُسکی محبت میں اپنا پیراہن چاک کیا تھا اسواسطے گل کو ریزہ زر کہا اور صبح کو سنہری گولا یعنی آفتاب مرحمت کیا +

اے لواے قدرِ تو عنقاے گردوں اخنجہ
وے ہماے چترِ تو طاؤس سدرہ آشیاں

یعنی تیرے رتبہ کا نیزہ ایک عنقا ہے اور وہ ایسا بڑا ہے کہ فلک اُسکا ایک بازو ہے اور تیرا چتر ایک طاؤس ہے جو اسقدر بلند پرواز ہے کہ سدرہ اُسکا آشیانہ ہے +

قصیدہ پرہیزگاروں اور طالبان خدا کی تعریف میں

آسماں شیشہ ایست سر گرداں
کاندراں شیشہ بادۂ زبد است

زبد بمعنی روغن کف و جھاگ یہاں مراد ستاروں سے ہے معنی شعر ظاہر +

سببِ قولِ علت اولے

نہ قیاسی است بلکہ مجتہد است

علتِ اولیٰ اشارہ ہے جناب رسول مقبول محمد مصطفےٰ کی طرف یعنی باعث ہونے علت اولیٰ کا لفظ کُن کے فرمائے جانے سے قیاس نہیں ہے بلکہ عالموں کے اجتہاد سے ثابت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ذات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایجاد مخلوقات کے واسطے باعث اور وسیلہ کہنا یہ کچھ قیاسی نہیں ہے بلکہ مجتہد ہے +

چپ نہادند عقدِ نہصد را
راست گیریش نہصدت نود است

عقد بالفتح گرہ کو کہتے ہیں۔ چپ اُلٹے ہاتھ سے مراد ہے اور راست سیدھے ہاتھ سے مراد ہے لفظ گیری میں یائے خطاب کی ہے۔ نہصدت میں تا بمعنی تو۔ حساب عقدِ انامل میں قاعدہ ہے کہ دستِ راست سے نود تک کا حساب کرتے ہیں اور دستِ چپ سے نوسو تک کا کرتے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں گردش آسمانی سے اشرافوں اور اعلےٰ درجہ کے لوگوں کا حال ایسا بدتر ہو رہا ہے کہ جو رتبہ انسان کو حالت بدوضعی اور کمینہ پن سے حاصل ہو سکتا ہے وہ حالتِ شرافت میں نہیں ہو سکتا اسکا ثبوت یہی کافی ہے کہ حساب عقدِ انامل میں اعداد نوسو کو دستِ چپ میں جو کہ کمینہ ہے رکھا ہے اگر وہی دستِ راست میں رکھا جائے تو نوسو کے نوّے ہی رہجاتے ہیں +

از یکے ہم طلب یکے کہ یکے
از عدد نیست مبدء اعداد است

یکے مراد ذات خدا سے ہے جو واحد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلب اور خواہش خدا کی خدا سے ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ ممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ ابتدا موجودات کی اُسی سے ہے

ہست او با دو صفر و نصف دو چند
ثلث جذر یکہ شصت و پنج صد است

اس شعر سے تعمیہ کے طور پر اسم بدر کا نکلتا ہے کیونکہ مصرع ثانی میں لفظ شصت سے پنجہ نکلتا ہے اور لفظ پنجہ سے پانچ جس سے ہائے ہوز مراد ہے اور جب نون اور ہائے ہوز کو

ملاتے ہیں تو نُہ ہوتا ہے اور نُہ کو صد سے مرکب کرتے ہیں تو نُہ صد ہوتا ہے اور نہ صد کا جذر تیس ہے اور اُسکا تیسرا حصہ دس ہوتا ہے اور دس عدد لفظ دہ کے ہوتے ہیں پس حاصل مصرعۂ ثانی کا دو ہوا۔ مصرعۂ اول کا حاصل اس طرح سے ہوسکتا ہے کہ دو کے ہمراہ دو صفر لگاویں تو دو سو ہوگا جس سے (ر) حاصل ہوتی ہے جب دو کا دوچند کیا تو چار ہوئے جب پھر چار کا نصف کیا تو دو ہوئے پس عدد چار سے دال اور عدد دو سے (ب) حاصل ہوا پس مجموعہ تب دُر کا در ہوگیا

	هر یکے دانه زین طویلهٔ دُر درخور گوش شاهد خرد است	

طویلہ بمعنی رشتہ خلاصہ یہ ہے کہ اس رشتہ کا ہر ایک دانہ معشوق کی عقل کے کان میں ڈالے جانے کے قابل ہے +

	خونِ خصمش که مار رمحش ریخت خونِ ماهی شمر که بے قود است	

رمح بمعنی نیزہ - خون ریختن مراد ہلاک کرنے سے ہے - قود بمعنی قصاص - خونِ ماہی کنایہ گرفتار کرلینا ماہی کا - معنی شعر ظاہر +

	تا بود لعل پارهٔ وقتِ سحر پارهٔ آتشے که در برد است کمترین بندهٔ شہنشه باد + هر کجا حاکمے که بر سند است	

لعل پارہ شفق صبح سے مراد ہے پارہ آتشی اشارہ آفتاب کی طرف ہے - برد عبارت آن ستاروں سے ہے جو صبح کے وقت افق شرق میں نمودار ہوتے ہیں - آفتاب انکے نیچے ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبتک آفتاب بردکواکب میں پوشیدہ رہے اور جبتک صبح کو شفق نکلتی رہے یعنی قیامت تک پس قیامت تک ہر ایک بادشاہ جہاں کہیں حکمراں ہو تیرا غلام ہی رہے - سند تکیہ گاہ کو کہتے ہیں

قطعہ ممدوح کی تعریف میں

سلطانِ چار بالش ششش روزہ سپہر
اے سایۂ ز چترِ سیاہ تو آفتاب

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو ایسا اعلیٰ رتبہ والا ہے کہ آفتاب جو بادشاہ مسند نشین ششش گو فلک کا ہے حقیقت میں تیرے چترِ سیاہ کا ایک سایہ ہے - دوم یہ کہ تیرے چترِ سیاہ کا سایہ ایسا روشن ہے کہ ایک آفتاب بنگیا ہے +

از دودۂ چراغ تو یک ذرہ ہفت شمع
از بحرِ پنج شاخِ تو نہ چرخ چون حباب

ہفت شمع سبعہ سیارہ سے مراد ہے - بحرِ پنج شاخ دستِ ممدوح سے مراد ہے باعتبار پانچ اُنگلیوں کے معنی شعر ظاہر ہیں +

عالم ز جامِ عدلِ تو نوعی شدہ ست مست
کان مست را بعمر نہ بیند کسے خراب

بعمر یعنی مدت مدید اور عرصۂ دراز - خراب بمعنی ویران وتباہ - خلاصہ یہ ہے کہ جہان تیرے جامِ انصاف سے اِس قسم کا مست ہوا ہے کہ مدت دراز میں کبھی کوئی اُسکو خراب اور اُجڑا ہوا نہ دیکھے +

خاکِ جزیرہ در دہنِ بحرِ تلخ باد
گر از یمِ کفِ تو کند شور و اضطراب

بحرِ تلخ دریاے شور یا سمندر سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر بحرِ تلخ تیرے ہاتھ کی سخاوت دیکھکر مارے اشکِ حسرت کے شور و غل مچائیگا تو خدا کے فضل سے اِس حاسد کے مُنہ میں خاک ہی پڑیگی اور وہی صورت جزیرے کی ہے +

تاثیرِ انتقامِ جلالِ تو جبر کرد
تا زعفران غم آرد و شادی برد شراب

جبر بستن کے معنی ہیں زور سے کام پر لگانا یعنی اے ممدوح تیرے انتقام کی تاثیر ایک ایسی امر جلالی ہے کہ زعفران اور شراب جنکا کام شادی اور خوشی پیدا کرنے کا تھا اب تیرے جبر سے انکی خاصیت بھی بدل گئی کہ زعفران تو غم پیدا کرنے لگی اور شراب خوشی کو دور کرنے لگی یعنی

نسخوں میں بجائے شرابک کے شدّاب بمعنی زوبخی لکھا ہے مگر اس صورت میں مخالفت شعر ظاہر ہے +

در قصر بہرِ فرش غلامت ز مہرِ خویش
در کارگاہِ خویش قصب باف ماہتاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے انصاف کے زمانہ میں ظالموں نے اپنا ظلم چھوڑ دیا ہے بلکہ مظلوموں سے محبت کرتے ہیں چنانچہ چاند جو کتان کا دشمن جانی تھا اب وہی چاند تیرے غلاموں کے فرش کے واسطے کتان بُنتا ہے +

شاہا دو حاجب اند کہ پیوستہ کردہ اند
ترکانِ مست را خمِ محراب جائے خواب

دو حاجب دو ابرو سے مراد ہے - پیوستہ کے معنی ہمیشہ - ترکانِ مست مراد ہر دو چشم سے ہے خم محراب خمیدگی ابرو کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے زمانہ میں تمام بدعتیں جاتی رہیں لیکن یہ دونو حاجب یا دونوں ابروا مور مذکورہ کرتی ہیں +

ناراستی کہ آں دو سیہ روے میکنند
بر مردمیکہ نورِ بصر را دہند آب
دادِ فسادِ شاں نہ دہد ہیچ قاضئے
اِلّا زبانِ خنجرِ سلطانِ کامیاب

دو سیہ روے مراد اُن ہی ہر دو ابرو سے ہے - بصر را آب دادن مراد روشنے سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ناراستی اور دراز دستی جو یہ ہر دو سیہ رو مردمانِ چشم پر کرتی ہیں انکا انصاف دینے والا اور بات پوچھنے والا زبان تیغ ممدوح کے سوا کوئی نہیں ہے - ناراستی ابرو کی جو مردمکِ چشم سے اُوپر ہے ظاہر ہے - دوم سیہ روی مراد دو چشم سے ہے اور مردمک مردمی مراد عاشقاں سے ہے - اس صورت میں معنی ظاہر ہیں +

قصیدہ معشوق کی خط کی تعریف میں

بیا کہ شکرت رستہ شد نبات اے حور

دمیدہ مشکِ سیاہت ز گوشۂ کافور

شکر مراد لب سے ہے - نبات روئیدگی کو کہتے ہیں - یہاں مراد خطوط سے ہے - مشک سیاہ خطوط کی طرف اشارہ ہے - کافور کنایہ چہرہ معنی شعر ظاہر ہیں +

ازآں ز مہر تو ہر صبح میزنم دمِ سرد
کہ چرخ بر فنک عارضت کشیدہ سمور

فنک نام ایک جانور کا ہے جسکے اُوپر بہت سے بال ہوتے ہیں - سمور بھی ایک پوستین کو کہتے یعنی اسی سبب سے تیری محبت میں ٹھنڈے سانس بھرتا ہوں کہ آسمان نے تیرے چہرے پر خط جو باعث زوال حسن کا ہے نمودار کردیا +

ز عدلش از دہنِ مار در اماں راقص
ز لطفش از سرطان معتدل مزاج عبور

مصرعہ اول میں از بمعنی در کے ہے - مار مراد طنین سے ہے اور راقص ایک ستارہ کا نام ہے جو طنین کے مُنہ میں واقع ہے - سرطان برج چہارم کا نام ہے - عبور ایک ستارۂ آتشی کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کے انصاف کے باعث راقص ستارہ دہن مار میں واقع ہے تاہم اُسکو سانپ گزند اور تکلیف نہیں پہنچاتا اور لطف عنایت کے باعث مزاج عبور ستارہ کا برج سرطان میں جو مقام تبدیل کا ہے اصلاح واعتدال پر ہے +

ز آستانِ تو موئیست در نظر تا عرش
بچشم خصم تو میلے است درمیاں تا نور

موسے مراد اندک یعنی تھوڑا سا خلاصہ یہ ہے کہ تیری چوکھٹ اور عرش میں بہت تھوڑا سا فرق ہے اور تیرے دشمن کی آنکھ اور روشنی میں کوس بھر کا فرق ہے + یعنی اندھا ہے +

صفاتِ ذات تو بر تخت اے ہمائے شرف
چو ظلِ مرغ تجلی ست در نشیمن طور

یعنی اے ممدوح تو ہمائے شرف ہے اور تیرے ذاتی صفات اپنے تخت پر اُس روشنی اور نورانیت کے مشابہ ہیں جیسا کہ کوہ طور پر ذات باری کی تجلی میں تھی +

چو نصب شد علَم فتح رفع قدر ترا
بجسم حادسه ضم گشت حاسدِ مجرور

یعنی جسوقت تیری بلندی کے واسطے فتح کا نیزہ قائم ہوا تیرا حاسد مجرور بدخواہ شکست یا بیخواہ زمانہ سے ملگیا +

بدستِ خازن اقبال جاودان تو داد
عروس ملک کلیدِ درِ سراچۂ سور

سور کے معنی خوشی کے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ عروس ملک نے خوشی کے گھر کی کنجی تیرے دائمی خزانچی اقبال کے ہاتھ میں دیدی ہے +

زخاک شاید اگر زر زریر وار دہد
کہ جودِ جودِ تو دایم چو دیمہ شد منصور

زریر ایک قسم کی گھانس ہوتی ہے جس سے کپڑے رنگتے ہیں - جود بمعنی باراں لبسیار جود بالضم بمعنی بخشش لبسیار + دیمہ بروزن نیمہ چہرہ اور رخسارہ کو کہتے ہیں و بفتح اول بمعنی روشنی و باراں - خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاک میں سے زر مثل گھانس کے پیدا ہونے لگے تو سزاوار اور ممکن ہے کسواسطے کہ تیری بخشش کا دیمہ مثل باراں کے برستا ہے +

بدستِ تست یکے رومی سیہ دستار
کہ در ممالک معنی است این زمان دستور

اِس بیت میں لبطور چیستان کے نام قلم کا نکالا ہے - رومی مراد قلم سے ہے سیہ دستار با عتبار سر سیاہ ہونے کے کہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا قلم ایک رومی سیہ دستار ہے جو مسند ملک ہا کے معنی کا صاحب ور آقا ہے +

جہاں پناہا یک نکتہ از رہی لبشنو
کہ در رد خرد آثارِ آں شود مشہور
سرے بدہ سقطے را کہ فرق می بکند
چرا ز راز شرار و سرور را ز شرور

رہی بمعنی بندہ و غلام سقط کمینہ کو کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو بیوے وغیرہ کو کرے

میں لنگاگر گلی گلی کوچہ بکوچہ چھپنی پھرتی ہیں ایسے آدمی کو ذلیل اور ساقط الاعتبار کہتے ہیں - سری بمعنی سرداری - سرار اور شرار میں صرف نقاط کا فرق ہے ایسا ہی شرور و سرور ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ کمینوں کو جو شرار اور سرار شرور و سرور میں فرق نہیں کر سکتے حاکم نہ بنا +

نہادہ دیگِ تہی بر سر و زبے نانی
درونِ او ہمہ آتش گرفتہ ہمچو تنور

دیگِ تہی بر سر نہادن مفلسی کی علامت ہے - بجائے لفظ بے نانی کے اکثر نسخوں میں بے برگی بی آبی بے تابی دیکھا گیا ہے لیکن بے نانی تنور کے واسطے مناسب ہے - یہ شعر بھی کمینوں کے بارہ میں لکھا ہے یعنی خالی دیگ سر پر رکھے راہ بے سامانی سے تنور کی طرح اسکے دل میں آگ لگی ہوئی ہے

قصیدہ سلطان محمد شاہ کی تعریف میں اور خیالات چرخیات و محبوبان میں

چو سبز خوانِ فلک زر نہاں کند در قیر
میانِ لای سیہ رود چو کاسۂ شیر

بعض نسخوں میں بجائے فلک کے طبق پایا جاتا ہے اِس صورت میں یہ معنی ہونگے - طبق زر مراد آفتاب سے ہے - قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں یہاں سیاہی سے مراد ہے - لائی کے معنی مٹی اور گِل کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب آسمان آفتاب کو غروب کرے اور رات کا وقت ہو جاوے تو رات کے درمیان چاند پیالۂ شیر کی مانند ظاہر ہوگا +

ز مہر زورقِ سیمینِ ماہ بر جو شد
ہزار چشمۂ سیماب زین کبود غدیر

غدیر کے معنی تالاب کے ہیں - کبود غدیر آسمان سے مراد ہے - ہزار چشمۂ سیماب ستاروں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ چاند کی محبت سے بہت سے ستارے آسمان سے ظاہر ہوتے ہیں +

ز تابِ این سپر آتشین تیغ زنست
کہ شبروان را در چشم ینماید تیر

یعنی گرمی وحرارت کے باعث یہ آتشیں سپر غضب تیغ زنی کرتی ہے کہ چوروں کی آنکھ میں تیر کی مانند خلش کرتی ہے اور حقیقت میں آفتاب چوروں کی آنکھ میں تیر کی مانند چبھتا ہے کیونکہ دزدی کا مانع ہے +

دراز شد زرۂ عنبرین شب پے آں
کہ مے رود سپر زرد در کمان چوں تیر

زرۂ عنبریں رات کی طرف اشارہ ہے۔ سپر زرد مراد آفتاب سے ہے کمان مراد برج قوس سے ہے اور جب آفتاب برج قوس میں ہوتا ہے تو راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رات اسی سبب سے دراز ہو گئی ہے کہ آفتاب تیر کی مانند برج قوس میں چلا گیا ہے +

خہے سپر کہ ہمہ روے او بود پُر تیغ
زہے کماں کہ یکے نیمہ زو بود از تیر

سپر آفتاب سے مراد ہے اور تیغ اشارہ خطوط شعاعی کی طرف ہے کمان کنایہ برج قوس۔ تیر عبارت عطارد سے ہے۔ نجومیوں کے نزدیک قوس کی علامت حرف (ح) ہے جسکے آٹھ عدد ہوتے ہیں اور عطارد کی علامت حرف (د) ہے جسکے چار عدد ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ عجب کمان ہے جسکا نصف تیر ہوتا ہے +

بوقتِ صبح کہ در پیشگاہِ خیمۂ سبز
شب سیاہ قبا زد ز زر سرخ بزیر

خیمۂ سبز آسمان سے مراد ہے۔ قبا سیاہ زدن میں زدن بمعنی نہادن کے ہیں۔ اِس شعر کی خبر آئندہ نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

ببوے مجمر زرین آفتاب منیر
کشادہ قافلہ سالار صبح تنگ عبیر

عبیر خوشبو کا نام ہے جو کافور اور زعفران اور صندل سے مرکب ہے۔ تنگ عبیر سے مراد صبح کی نسیم سے ہے یا سفیدی صبح صادق سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ سردار قافلہ صبح نے تنگ خوشبو کی امید سے آفتاب کی سنہری انگیٹھی کھول رکھی ہے یعنی اُسے پھیلا دیا ہے +

تدرو جام بخونِ خروس شوید روے
درآن چمن کہ زند عندلیب چنگِ صفیر

تدرو جام خود جام سے مراد ہے۔ خون خروس شراب سرخ کی طرف اشارہ ہے۔ چمن کنایہ مجلس
عندلیب مراد مطرب سے ہے معنی شعر ظاہر +

توآن مہی کہ یکے چین زلفت اندازد
زسایہ بر طرف آفتاب صد زنجیر

چین بمعنی شکن طرف بمعنی کنارہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ سایہ کا جانا آفتاب کی طرف محال ہے لیکن
تیری زلف نے تیرے حسن کی زبردستی سے ایک چین و شکن سے کنارہ آفتاب رخسارہ یا آفتاب
فلک پر سایہ ڈالکر اسکو مسخر کرلیا ہے +

عروس صبح بر انداخت زلفِ شب از روی
تو نیز سلسلۂ عنبریں ز سہ بر گیر

عروس صبح مراد آفتاب سے ہے۔ سلسلہ عنبریں مراد زلفوں سے ہے۔ یہ اشارہ چہرہ کی طرف ہے
خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہوگئی تو بھی آرائش کر اور زلفوں کو چہرہ پر سے اُٹھالے +

شہنشہے کہ بروے حمل سر مریخ
بدوخت قوسِ ہلالش زدہ بگوشۂ تیر

اس شعر میں تعمیہ کے طور پر اسم محمد نکلتا ہے اِس طرح سے کہ روے حمل سے حا حطی لیا اور سرِ
مریخ سے میم لیا۔ قوس ہلال خود ہلال سے مراد ہے جزو سے مراد کل یعنی ہلال سے مراد ماہ لی
پس قوس ہلال سے میم مراد لیا جو میم ثانی ہے۔ گوشۂ عطارد مراد دال سے ہے یعنی ایسا بادشاہ
ہے جس نے سر مریخ یعنی میم کو روے حمل یعنی حا حطی پر لگادیا اور قوس ہلال یعنی میم ثانی کو
گوشۂ عطارد یعنی دال سے ملایا پس مجموعہ ہر دو میم و حا و دال کا محمد ہوا +

بکل عالم مانندِ او کدام بود
کہ تخت لعل فشانش بود چو عرش منیر

یعنی تمام دنیا میں ممدوح کی مانند کوئی ایسا نہیں ہوا جسکا تخت عرش منیر کی مانند لعل فشاں ہو

خدایگانِ سلاطین محمدِ تغلق
سپہرِ تیر دبیر آفتاب ماہ وزیر

یعنی وہ شاہنشاہ خدایگاں شاہانِ زماں کا محمد شاہ بن تغلق ہے اور وہ محمد شاہ گویا سپہر ہے جسکا منشی عطارد ہے اور وہ ایک آفتاب ہے جسکا وزیر خود چاند ہے۔ دوم یہ کہ اُسکا منشی عطارد کی مانند ہے اور اُسکا وزیر بموجب اسکے نور القمر مستفاد من نور الشمس) چاند ہے +

زہے محیط کہ در جنب جیب قوسِ درت
چو نقطہ دائرۂ آسماں نمودہ حقیر

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو عجب دریائے شور و سمندر ہے کہ تیرے دروازہ کے نصف دائرہ کے مقابل میں دائرہ آسمان کا باوجود اسقدر وسعت و بلندی کے نقطہ کی طرح حقیر و ادنےٰ معلوم ہوتا ہے،

قیاس گنبدِ مائل بحلقۂ درِ تو
چنانکہ در ثخنِ حامل آمدہ تدویر

یہاں قیاس کے معنی مجازاً نسبت کے ہیں + ثخن بالکسر حجم اور مٹاپے کو کہتے ہیں جسے ہندی میں دل کہتے ہیں۔ فلک قمر چار اجزا سے مرکب ہے۔ اوّل مائل دوم حامل۔ سوم تدویر۔ چہارم جوزہر۔ خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبہ کے دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ گنبد حامل آسمان کے اُس حلقہ کے درمیان میں ایسے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حامل کی سخن میں تدویر ہے۔ صورت یہ ہے

غبار لشکر آفاق گرد حیثیت ترا
بسے دوید و نہ دریافت چرخِ باد مسیر

چرخ باد مسیر یعنی آسمان جو ہوا کی سی چال والا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری شہرت اِس درجہ کو پہنچی ہے کہ آسمان ہوا کی سی چال والا بھی اُسکے گرد نہیں پہنچ سکتا بھلا اُسکے ذات کے قریب پہنچنا کس کی طاقت ہے +

ملازم است کہ بر خصم کار دشوار است
دلیلش آنکہ علی الکافرین غیر یسیر

یعنی ضرور لازم ہے کہ تیرے دشمن پر کام دشوار و تنگ ہو جاوے اور میرے دعوے کی صداقت کی

واسطے یہ دلیل کافی ہے کہ کافروں کے واسطے قیامت کے دن دشواری ہوگی - بموجب اسکے علی الکافرین غیر یسیر +

کجا درد ورع آہنی چو خنجر بید کجا برد زرہ چرخ سہم تیر حصیر	

حصیر بمعنی بوریہ - سہم کے معنی دہشت اور تیر کے ہیں خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایک زرہ آہنی کی مانند ہے اور آسمان زرہ کا ہے اور تیرا دشمن خنجر بید اور تیر حصیر ہے - پھلا تیرے زرہ کی قطع وبرید اس خنجر و تیر سے کیونکر ہو سکتی ہے +

ز قدر اول ہر شانزدہ کواکب را سُم سمند تو کردہ بچار سہ تسخیر +	

جاننا چاہیے کہ تمام ستارے چبوترہ کے طور پر ہیں اور تعداد میں ایک ہزار چھبیس ہیں انہی فشکلیں برجوں وغیرہ کی بنی ہیں - ستارے باعتبار کلانی اور کوچکی کے مختلف ہیں اور انکی چھ قسمیں قرار پائی ہیں ہر قسم کی علیحدہ علیحدہ قدر ہے پس کواکب قدر اول کے سولہ ہیں خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے گھوڑے کے سم نے بسبب تیری قدر کے چار مہینے میں سولہ کواکب کو مسخر کرلیا ہے اسی قیاس پر مقادیر دیگر کو سمجھنا چاہیے یعنی قدر اول کے سولہ کواکب کو تیرے سُم اسپ نے اپنے چار نعلوں میں قائم مقام سولہ میخ آہنی ثابت کیا ہے +

ز آب تیغ تو ایمن شدست از دوراں مقعر فلک ماہ از مساس اثیر	

اس شعر میں حادثہ اور آفت محذوف ہے - فلک ماہ فلک اول سے مراد ہے - مساس کے معنی ہاتھ لگانا اور جمع کرنا - اثیر بمعنی اعلےٰ اور بلند اور کرہ نار کو بھی کہتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ تیرے انصاف کے سبب سے تلوار کی آب زمانہ میں فتنہ کی آگ بجھانے کو آئی ہے - ماہ فلک کرہ نار کے ملنے سے امن وچین میں ہے اگر ایسا نہ ہوتا اور پانی آگ کو نہ بجھاتا تو آگ جہان کو جلا دیتی +

ہمیشہ تا کہ درین نہ چراغ خوارہ سپہر چراغ ماہ بود از دم سحرگہ تیر	

شموع مجلسِ اقبال پادشاہِ جہاں	
زنور مشعلۂ قدس باد عکس پذیر	

چراغوارہ یعنی قندیل یا وہ برتن جس میں چراغ رکھتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے اور نہ بجھے نہ چراغوارۂ سبز مراد نو آسمانوں سے ہے جو چراغدان کواکب کے ہیں۔ دم سحر صبح کی روشنی سے مراد ہے۔ تیر یعنی تاریک و سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک نو آسمان میں صبح کے طلوع ہونے سے چاند بے نور ہوتا رہے یعنی قیامت تک بس قیامت تک بزم ممدوح کی شمعیں نور الٰہی سے نور پذیر ہوتی رہیں +

قصیدہ خط کی شکایت میں

مہچۂ زریں نمود جبہۂ صبح اے نگار	
خیز زمہ برفگن سلسلۂ مشکبار	

مہچۂ زریں سر نیزہ کو کہتے ہیں اور وہ سونے یا چاندی کی ایک مدور چیز صیقل زدہ ہوتی ہے جسکو جھنڈی کے سر پر قائم کرتے ہیں لیکن یہاں مراد آفتاب سے ہے۔ مہ اشارہ چہرہ کی طرف ہے۔ سلسلۂ مشکبار کنایہ زلف۔ جبہ منازل قمر کا نام بمقام لطافت میں آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے معشوق صبح ہو گئی۔ آفتاب نکل آیا تو بھی بیدار ہو اور زلف کو چہرہ پر سے ہٹا دے بعض نسخوں میں بجائے جبہہ کے خیمہ پایا گیا ہے اِس صورت میں نمود کا فاعل خیمۂ صبح ہوگا

ترک تو گر یک نظر افگند آید پدید	
زیں دو عروسِ حبش بچۂ رومی ہزار	

ترک چشم سے مراد ہے دو عروس حبش ہر دو مردمک چشم کی طرف اشارہ ہے۔ بچۂ رومی کنایہ اشکِ خونی۔ خلاصہ یہ ہے اگر تیری چشم کسی پر ایک نظر ڈالے تو مارے رشک و حسرت کے میری مردمک چشم سے اشکِ خونی جاری ہو جائیں +

مردم دیدہ تو لئے دور ز چشم مرو	
آب ز رویم مریز ہر نفسے اشکبار	

آب بمعنی ابرو اشکبار بمعنی آنسو بہانا خلاصہ یہ ہے تو میری آنکھوں کی پتلی ہے تو میری سامنے سے دور نہ جا تیرے چلے جانے سے میری رونق و آبرو جاتی رہیگی +

جزع مرا لعلِ تر بر زبر طشت زر
لعلِ ترا در شکر عقد دُر آبدار

جزع مہرۂ سلیمانی کو کہتے ہیں جس میں سیاہ اور سفید سے خط ہوتے ہیں مگر یہاں مراد چشم سے ہے ۔ لعل تر اشک کی طرف اشارہ ہے ۔ طشت زر عاشق کے زرد چہرہ سے مراد ہے لعل و شکر کنایہ لب عقد دُر یعنی موتیوں کی لڑی عبارت دنداں سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق میں تیرے غم میں روتا بیٹھتا ہوں اور تو خندہ اور تبسم کرتا ہے +

ہیچ کماں دیدہ گوشۂ تیر اے نگار
کز سپر زر بود خانۂ او خوں نگار

لفظ ہیچ پر سے ظرف محذوف ہے ۔ کماں مراد برج قوس سے ہے ۔ تیر مراد عطارد سے ہے جسکی علامت نجومیوں کے نزدیک (دال) ہے پس گوشہ دال کا لام ہوا جسکے تیس عدد ہیں سپر زر اشارہ آفتاب کی طرف ہے ۔ او کی ضمیر کماں کی طرف پھرتی ہے ۔ خوں بمعنی رنگین خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق تم نے کوئی کمان دیکھی ہے جس کمان کا خانہ تیس دن آفتاب سے رنگین ہو +

فرق سحر دیر یافت شانۂ زریں از انکہ
سر بدرازی کشید شب چو سر زلف یار

آفتاب جب برج قوس میں جاتا ہے تو رات بڑی ہو جاتی ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو آفتاب اس سبب سے دیر میں ہاتھ لگتا ہے کہ رات زلف یار کی مانند دراز ہوگئی ہے کیونکہ آفتاب برج قوس میں چلا گیا ہے +

صبح دوم تیغ زد یکدمہ ازآں خوں طلب
گو ببرد در دمِ ز آئینہ دل غبار

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے ۔ تیغ زدن صبح یعنی خطوط شعاعی کا نکلنا خون شراب سے ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو تو بھی شراب کا پیالہ پی لے کیونکہ شراب کے پینے سے دل کی کدو

جاتی رہتی ہے +	آتش تر ز آبِ خشک سوے شکر بر کہ ہست خشک و تر این جہاں ہمچو جہاں بے مدار	

آتش تر شراب سرخ سے مراد ہے - آبِ خشک جامِ بلوریں کی طرف اشارہ ہے - شکر مراد لبیں سے ہے - خشک و تر جہان کی بُرائی و بھلائی سے غرض ہے - خلاصہ یہ ہے کہ پیالۂ بلوریں شراب کا بھرا ہوا لبوں پر لیجا کیونکہ جہان کی بُرائیاں بھلائیاں سب ناپائدار ہیں لیں جو دم کہ موجود ہے عیش و خوشی اور مے نوشی میں بسر کرنا چاہئے +

	سر ز خطِ مے مگیر کآیت او روشن است تا نہ شوی چوں قلم سرزدۂ روزگار	

سر از خط گرفتن کے معنی انکار کرنا اور منحرف ہونا - خلاصہ یہ ہے کہ مے نوشی سے انکار نہ کر کیونکہ اُسکے فائدوں کی نشانی جہان پر آفتاب سے روشن زیادہ ہے اور اُس سے انکار کرنا دونوں جہان سے مردود ہونا ہے +

	ہست جہاں بر گزر بیں کہ ازیں روے صبح کشتی زر میکشد بر لبِ دریاے قار	

کشتی زر مراد آفتاب سے ہے - گزر ناپائداری جہان سے مراد ہے قار ترکی لفظ ہے جسکے معنی سفید و سیاہ کے ہیں اور برف کو بھی کہتے ہیں - دریاے قار مراد آسمان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جہان ناپائدار ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ صبح ہمیشہ آفتاب کی کشتی جہان سے عبور کرنے کے لئے کھینچتی ہے یا کشتی زر جام مرصع سے مراد ہے اور جام کشتی بمعنی جام نوشی یعنی صبح جہان کو ناپائدار سمجھ کر مستعد مے نوشی کی ہے بس تو بھی مے نوشی کر +

قصیدہ ممدوح کی مدح اور اُس کی قلم کی تعریف میں

	پنج مہِ نو نگر حاملِ یک زرد مار مورچہ آشفتہ بیں در پے او صد ہزار	

پنج مہ نو اُنگلیوں سے مراد ہے - زرد مار اشارہ قلم کی طرف ہے - مورچہ آشفتہ کنایہ حروف معنی تعر ظاہر

بوسہ دہد ماہ را ہندوے زریں لباس
سجدہ کند سیم را رومی عودی ازار

ماہ و سیم مراد کاغذ سے ہے - ازار بمعنی شلوار - ہندوے زریں لباس و رومی و عودی ازار دونوں سے مراد قلم ہے - قلم کا بوسہ دینا اور سجدہ کرنا حالت تحریر میں سرنگونی سے روشن ہے معنی شعر ظاہر

طفل لسبودا سے شیر گریہ کند باک نیست
شب چو بروز آورد زرد شود ہم نزار

طفل مراد قلم سے ہے - سودا بمعنی سیاہی مراد محبت سے - گریہ اشارہ تحریر کی طرف ہے - شب مراد سیاہی و دوات سے ہے - شیر مراد کاغذ معنی و لطافت شعر ظاہر +

در لیس مجذور دو نیمہ پنجہ شمر
سوم او خود یکے است یعنی ز دو چار بار

اس شعر سے قلم کا نام نکلتا ہے اس طرح سے کہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں اور اسکے مجذور یعنی سو سے قاف مراد لی اور نیمہ پنجہ مراد حرف لام سے ہے کیونکہ پنجہ کے ساٹھ عدد ہوتے ہیں اسکا نصف تیس ہوا جو عدد حرف لام کے ہیں - لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور یہی عدد حرف میم کے ہیں دوسرے مصرعہ میں تفسیر ہے کہ یکے سے مراد یہ ہے کہ لفظ دو جسکی دس عدد ہوتے ہیں چار بار تو یس ظاہر ہے کہ چالیس حاصل ہوا جسے حرف میم مراد ہے پس مجموعہ ق ل م کا قلم ہو گیا +

مہر منوچہر چہر ارش ابرش سپہر
جعفر فغفور فر حیدر احمد شعار

منوچہر ایک ایرانی شہزادہ کا نام ہے جو فریدوں کی نسل سے ہے ارش ایک پہلوان کا نام جو تیر اندازی کی صفت رکھتا تھا ابرش سرخ و سفید اور مخالف نقطوں والی گھوڑے کو کہتے ہیں جعفر ایک سخی شخص کا نام ہے فغفور بادشاہ چین کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح مثل آفتاب کے ہے جسکا چہرہ منوچہر کی مانند تاباں ہے اور ممدوح ایک پہلوان ہے جسکا گھوڑا آسمان ہے اور وہ ممدوح جعفر ہے جسکی فغفور کی سی شان ہے اور حیدر ہے جسکا طریقہ احمد کا ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا ہے +

	شاہ محمد لقب حیدرِ احمد لنسب زآں باامامِ زماں بیعتِ او اُستوار	

چونکہ ممدوح کا نام محمد ہے اور احمد و محمد وح ایک ہی ہیں اسیواسطے ممدوح کو احمد کہا اور باعتبار شجاعت کے حیدر کہا یا اس رعایت سے کہ ممدوح سادات میں سے ہے۔ امام زماں خلیفہ روم سے مراد ہے۔ بیعت کے معنے اخلاص و فرمانبرداری اور مرید کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ محمد لقب اور حیدر لنسب ہے اسی سبب سے امام روم سے اُس کی اطاعت اور اخلاص محکم ہے اگر ایسا نہوتا تو اُسکا اخلاص ہی اُستوار نہوتا +

	دولتِ بیدارِ او بردل زر حملہ کرد + دستِ برادر گرفت کرد ز عالم فرار	

دل مرادف قلب کا ہے اور قلب کے معنے اُلٹانا ہے زر بمعنی کرم اور اسکا قلب مرگ ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی دولت بیدار نے موت کے دفع کرنے کی غرض سے حملہ کیا پس موت اپنی بھائی خواب غفلت کا ہاتھ پکڑ جہان سے بھاگ لے یعنے تیرے انصاف کی دولت کی بیداری کے سبب سے مرگ غفلت جہان میں نہیں ہے اور خواب کو برادر بموجب النوم اخ الموت کے کہا +

	خلق تو قدر تواں حسن و ایں علی دستِ تو تیغ تواں یم و آں ذوالفقار	

یم دریا و محیط کو کہتے ہیں باعتبار بخشش کے ہاتھ سے تشبیہ دی ذوالفقار تلوار کا نام ہے خلق حضرت امام حسینؑ اور قدر یعنی مرتبہ حضرت علیؑ پر ختم ہے معنے شعر ظاہر +

	گر قصب از فرقِ تو یابد موے مدد از سرِ مہ برکشد پیرہن مستعار	

قصب کتاں کو کہتے ہیں اور وہ ایک ریشمی کپڑا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو ماہ سے پارہ پارہ ہوجاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر کتاں کو تیرے سر سے مدد ملجاوے تو وہ ایسا طاقتور ہوجاے کہ چاند سے انتقام کے طور پر چادر چھین لے +

در حرم آباد ملک مادح و خصم تو اند
این ز سخا تاجدار و آن ز سخط تاجدار

یعنی تیرے ملک میں تیرا مادح سخاوت کے باعث پادشاہ ہے اور تیرا دشمن غصہ کے باعث سر دار پر ہے
ہر دو لفظ متجانس یعنی تاج دار میں تجنیس ناقص ہے ٭

ایکہ تہی جیب بود دامن جودت گرفت
چوں علم آستیں یافت ز دستت یسار

یسار دولتمند اور دست چپ کو کہتے ہیں علم آستین خود آستین سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبکہ تونگری نے تیری استین کہلی پائی یعنی جب دوبارہ تو بخشش کے واسطے تیار اور بخشش کا لباس پہن لیا تو جو شخص مفلس تہے انہوں نے تیری بخشش کا دامن پکڑ لیا خلاصہ یہہ کہ تو محتاجوں اور مفلسوں پر زیادہ بخشش کرتا ہے ٭

ساغرِ مے برکف آر خندہ زناں ہمچو صبح
یاد وفاتِ نگار پیش بخاطر میار

وفات نگار مجازاً فرزند یا زوجہ یا اور کوئی چیز پسندیدہ جو فوت ہوگئی ہو ساغر صبح مراد آفتاب سے ہے خلاصہ یہ ہے ای ممدوح ۔ شراب پی لے اور مطلوب و مرغوب فوت شدہ کا غم زیادہ نکر ٭

بر سرِ گورش ہنوز سبز لباساں چو سرو
از غم دل میکند لالہ بفندق فگار

لالہ مراد رخسارہ سے ہے فندق سرخ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں یہاں مراد انگلیوں سے ہے سبز لباساں مراد فرشتگاں سے ہے معنی شعر ظاہر ٭

پیش درین خاکداں جمع شدن روے نیست
خاطرِ خود را چو زلف ہیچ پریشاں مدار

یعنی دنیا میں جمع ہونے کے واسطے کوئی ایسا باعث نہیں ہے جو زندگی کو اپنی عمر مقررہ سے زیادہ کر دے پس باوجود اس نقصان عمر کے اپنے دلکو اس سے زیادہ زلف معشوق کی مانند پریشان نکر ۔ جمع شدن سے مراد اپنے دوستوں اور عزیز و اقربا کے ساتھ مل بیٹھنے سے ہے

تا بحساب جمل یمنہ نیم است گل
ماہ بنور است شب گل بہ نثار ست خار

حرف تا انتہا کے واسطے ہے جمل حساب اعداد کو کہتے ہیں اور لفظ نیم کے اعداد بحساب ابجد سو ہوتے ہیں اور لفظ ماہ کے چھالیس عدد ہوتے ہیں اسیطرح نور کے اعداد دو سو چھپن ہوتے ہیں پس مجموعہ معہ لفظ شب کے اعداد اور گل بہ نثار کے اعداد کے آٹھ سو ایک ہوا اور یہی اعداد لفظ خار کے ہیں اس شعر کو شعر آیندہ سے ربط اور تعلق ہے ظاہر ابر عکسی و بے انتظامی جہاں پر دلالت کرتا ہے اور اپنے ممدوح کو بباعث انقلاب زمانہ کے عیش کی طرف رجوع ہونے کے لئے سمجھاتا ہے کہ ای ممدوح حال جہان کا انقلاب پذیر ہے چنانچہ حساب جمل میں کل اس جہان میں نصف نیم ہے اور چاند کہ مع نور ہے اور از روی قیاس کے باوجودیکہ تابانی رکھتا ہے شب ہے اور گل باوجود نثار کے اچھا ہے اور اُسکی خوبیاں ظاہر ہیں از روی اعداد کے خار ہے پس تو بھی انقلابات زمانہ کو دیکھکر عیش و سرور اختیار کرے ؛

تا سوے جیش حبش حملہ برد یک تنہ
با سپر آتشین رومی خنجر گداز
باد بتائید حق پرچم منجوق تو
زلف عروسان فتح در تتق کارزار

حبش ایک ملک کا نام ہے جہاں کے لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں یہاں مراد شام سے ہے جیش بمعنی لشکر یہاں مراد کواکب سے ہے یک تنہ بمعنی تنہا سپر آتشیں مراد آفتاب سے ہے اور رومی خنجر گداز باعتبار خطوط شعاعی کی یا رومی سے مراد صبح باعتبار طولانی خطوط کی پرچم دم گاو بحری کو کہتے ہیں جسکو سر نیزہ پر باندہ دیتے ہیں منجوق ماہچہ علم کو کہتے ہیں چونکہ عروس کی زینت زلف سے ہوتی ہے اسواسطے عروس کہا خلاصہ یہ ہے کہ ای ممدوح قیامت تک اللہ تعالی کی مدد سے مقام جنگ میں تیری ماہچہ نیزہ کا پرچم زلف عروساں فتح سے لگا یا جاوے یعنی فتح کی رونق تیری نیزہ پرچم سے ہوتی رہے ؛

گرچہ درین بحر شعر یافت بسے عقد دُر
شاہد معنی نیافت بہتر ازین گوشوار

خلاصہ یہ ہے اگرچہ اسی بحر میں بہت سے اشعار اور سخنان لطیف پائی گئی ہیں لیکن معشوقہ معنی کے واسطے اس سے عمدہ زیور نہو گا یعنی سننے اور دیکھنے کے لایق یہی قصیدہ ہے +

قصیدہ سلطان محمد شاہ بن تغلق کی تعریف اور اُسکے اسپ وقلم کی تعریف میں

محو شد نقطۂ زر دائرہ مینا را
خبر خط جام میار ازپے عشرت مارا

خط جام مراد اُن خطوں سے ہے جو پیالہ پر اندازہ شرابخواری کے واسطے نشان ہوتے ہیں اور یہ بھی کنایہ ہفت خطوط جام جمشید کیطرف ہے جو کہ خط جور خط بغداد خط بصرہ خط ازرق خط ورشکر خط کاسہ گر خط مرد دینہ ہیں مینا آبگینہ کو کہتے ہیں۔ آسمان اکثر لاجوردی ہی ہوتا ہے نقطہ زر مراد آفتاب سے ہے اور دایرہ مینا مراد آسمان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ نقطۂ زر یعنے افتاب غروب ہوگیا یعنی رات ہوگئی پس ای مخاطب ہمدی عیش کے واسطے جام کے ماسوا کوئی غیر چیز نہ لا +

نسترن زار فلک کرد نہاں لالہ زرد
روز بہ برفگن آں سنبل گل فرسارا

سنبل مراد زلف سے ہے نسترن گل سفید خوشبودار کو کہتے ہیں اور نسترن زار سطح ثریہ کواکب سے مراد ہے لالہ زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے گل عبارت رخ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق رات کا وقت آپہنچا ہے اب تو بھی بے حجابی کر اور زلف کو رخسار پر سے اُٹھالے +

روے مہ را ندہد نور ز آئینہ خویش
گر بخورشید کنی عرض رخ زیبا را

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اپنے رخ زیبا کو آفتاب کے سامنے کرے تو افتاب ایسا بے نور ہو جاوےکہ ماہتاب کو بھی اپنے آئینہ میں سے روشنی ولو نہ دے سکے +

ترک مست تو کہ پیوستہ کماں بر سر اوست

	جان خود ساختہ زنگی بچہ ترسا را	

ترک مست مراد چشم سے ہے اور کمان اشارہ ابرو کی طرف ہے زنگی بچہ مراد مردمک چشم سے ہے
ترسا نصرانی آتش پرست کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیری آنکھ جو ہمیشہ سے ابرو کی کمان سر بر رکھتی
ہے اُس نے مردمک چشم کو اپنی جان یا معشوق بنا رکھا ہے یا پیوستہ کے معنے پیوند کردہ شدہ کے
لئے جاویں جو صفت مقدم کمان کی ہوگی ؛

	شور بخت آن نفسے شد دل بریاں کہ نہاد پستۂ لعل تو بر دُرّ شکر گویا را	

شور بخت کے معنے بدنصیب کے ہیں پستہ و لعل مراد دہن و لب سے ہے اور دُر مراد دندان شکر گویا
اشارہ لبوں کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے عاشق بدبخت کا دل اُسوقت سے کباب ہو رہا
ہے جب سے تو نے مہر خاموشی کے لبوں پر لگائی ہے ؛

	چرخ از خطِ تو در تاب شد آندم کہ کشید گرد مہ دام صفت مشک ترسا را	

تر بمعنی تر و تازہ سارا بروزن خارا بمعنی خالص مہ مراد چہرہ سے ہے مشک ترسا خط سے مراد ہے

معنی شعر ظاہر ؛	وآں کہ بے امر جنیبت کش او از زرِ سرخ صبح بر صہوۂ اشہب نہ نہد ہرّا را	

صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں ہرّا چاندی اور سونے کی گولیوں کو کہتے ہیں اشقر اُس سرخ رنگ کے
گھوڑے کو کہتے ہیں جسکا رنگ زردی مائل ہو اور اسپ سمرنگ کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں دن سے
مراد ہے اور ہرّا مراد آفتاب سے ہے معنے شعر ظاہر ؛

	تیر مینا سپر از رفعتِ قوس درِ او در ثری دید سپر طارمِ او ادنے را	

تیر مراد عطارد سے ہے مینا بمعنی سبز مینا سپر صفت عطارد کی ہے کیونکہ آسمان اُسکی سپر ہے
قوس کے معنے کمان کے ہیں لیکن یہاں دروازہ ممدوح کی خمیدگی محراب سے مراد ہے او ادنی
اشارہ ہے قاب قوسین او ادنی کی طرف جو سب سے اعلے درجہ کا مقام ہے خلاصہ یہ ہے کہ عطارد

نے اُسکی محراب در کی بلندی کے مقابل میں مقام او ادنیٰ کو جو اعلےٰ درجہ کا مقام ہے تحت الثریٰ میں پایا *

تیغ کُہ برق سر خنجرِ او دید از مہر	
چاک زد بر تن خود پیرہن خارا را	

کہ مخفف کوہ تیغ کوہ سر کوہ اور بلندی کوہ سے مراد ہے خارا سخت پتھر کو کہتے ہیں اور ایک قسم کے بافتہ ریشمی کو کہتے ہیں قاعدہ ہے کہ کمال عشق کی حالت میں اپنا پیرہن چاک کر لیا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب پہاڑ کی تلوار نے تیرا خنجر دیکھا از راہ تعشق کے پیرہن خارا کو جو اُسکے تن پر تھا ٹکڑے ٹکڑے کر لیا یعنے تیری تلوار کو دیکھکر بیچارہ دشمن کے واسطے دریدگی سامنے آجاتی ہے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ تیری تلوار کے دیکھتے ہی محبت کی حالت میں پہاڑ نے اپنے کپڑے پہاڑ لئے بہلا قہر کی صورت میں تو خبر نہیں کیا ہوگا *

ایکہ از نعل سمندِ تو فلک ہر سر ماہ	
حلقہ در گوش کند ابلہ رو لالا را	

خلاصہ یہ ہے کہ ای ممدوح تو ایسا ہے کہ ہر مہینے کی شروع میں ماہ ہلال جو آسمان پر نمایاں ہوتا ہے اُسکو ہلال نہ کہنا چاہیے بلکہ تیرا غلام ابلہ رو آسمان غلامی کا حلقہ اپنے کان میں ڈالتا ہے *

ایکہ گر گردِ براقت سوے چرخ ارد رو	
نور بخشد دُبران مردمکِ اعمیٰ را	

دبران منازل قمر میں سے چوتھی منزل کا نام ہے اور وہ ایک سرخ رنگ کا بڑا روشن اور چمکدار ستارہ ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا شریف اور نحوست کا دفع کرنے والا ہے کہ اگر تیرے گھوڑے کے گرد آسمان پر چلی جائے تو دبران کی نحوست شرف سے ایسی بدل جاوے جیساکہ اعمی یعنی کور مادر زاد کا بینا ہو جانا جو کہ تمام عقلمندوں کے نزدیک محال اور ناممکن ہے دبران کا خاصہ کہ اندہے کو بینا بنا دیتا ہے *

آں قمر جبہ و شب پیکر و خورشید سیر	
کہ در امروز پس پشت کند فردا را	

یہ شعر گھوڑے کی تعریف میں لکھا ہے۔ جبہہ کے معنے پیشانی کے ہیں اور نیز منازل قمر میں سے ایک منزل کا نام ہے اور وہ چار ستارے ہیں۔ شب پیکر مراد مشکی سے ہے۔ علم ہیئت میں لکھا ہے کہ آفتاب شب و روز میں اپنی خاص حرکت سے گیارہ لاکھ ستتر ہزار کوس فاصلہ طے کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ گھوڑا روشن جبہہ ہے اور آفتاب کی مانند تیز رو ہے جو آج ہی کے دن میں انجام فردا کو طے کر دیتا ہے اگر فردا کے معنے قیامت کے لئے جاویں تو بہت مبالغہ ہو جائیگا +

تیز گامی کہ بمشرق اگر ش ہا گوے
جز بمغرب الف وصل نیفتد ہا را

ہا ایک کلمہ ہے جو تنبیہ کے واسطے آتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہے کہ اگر مشرق کی زمین میں اُس پر سوار ہو کر تنبیہاً کلمہ ہا کہدو تو مغرب میں ایسا تیزی سے پہنچ جاویگا اور صرف اتنی دیر لگے گی کہ تم الف ہا کو ہ سے ملاؤ یعنی جتنی دیر اور عرصہ میں ہ کو الف سے ملاؤ گے وہ جھٹ اتنی دیر میں مغرب میں پہنچ جائیگا +

قلم کامروائیست زبانت کہ لطوع
جُز در اثباتِ شہادت نہ نویسد لا را

طوع کے معنی رغبت کے ہیں اور اطاعت کرنے کو کہتے ہیں شہادت کے معنی گواہی اور کبھی کلمہ شہادت سے مراد لیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیری قلم عجب کامروا ہے مخلوقات کے کہ کوئی شخص کلمہ شہادت یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ میں سے لفظ لا جو معنی منفی میں مستعمل ہے اور سخاوت کے برخلاف ہے نہیں لکھتا

کفت آں بحر کہ از غایتِ ندماہی زر
پیش بانون نکند ضم لبسخن دریا را

ند کے معنی زیادتی کے ہیں اور عربی میں ہمتا اور مانند کو کہتے ہیں لیکن یہاں مشابہت کے معنے ہیں ہے پیش کے معنے اسکے بعد نون کے معنے مچھلی کے ہیں اور کلمہ نفی کا ہے ضم کے معنے مِلانا ماہی زر قلم سے مراد ہے جو سونے کے ورقوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ فاعل فعل کا ماہی زر ہے یا مرا دیا ئی مسمے سے ہے اور نون کو یا سے ملا دینے سے نے کلمۂ نفی۔ حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرا ہاتھ باعتبار سخاوت کے ایسا بحر و دریا ہے کہ قلم اُسکی بعد نون کو بیان و گفتگو میں یا سے نہیں مِلاتا کیونکہ صورت نے کی پیدا ہوتی ہے جو کلمہ نفی کا ہے اور یہ برخلاف سخاوت کی ہے۔ خوبی بحر و

نون و ماہی وغیرہ ظاہر ہے ؛

ماہی کلک ترا بود عظمت کہ نہاد
آسماں بر خط محور سر اژدرہا ہوا

محور ایک خط موہومی کا نام ہے جسکا ایک سر قطب شمالی اور دوسرا سر قطب جنوبی سے ملا ہوا ہے اژدر ایک صورت سانپ کی آسمان پر ہے اور وہ مجموعہ بہت سے ستاروں کا ہے اور اُسکا سر محور پر رکھا ہوا ہے خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اژدہے نے دریائے مچھلیاں کہاتا تھا اور یہ تیری انصاف کے برخلاف تھا بس تیری ماہی علم نے عیوض لینے کا ارادہ کیا جب آسمان اس ارادہ سے آگاہ ہوا اُسے اپنی جان کا خوف پڑا اُسنے فوراً اژدہا کی سر کو تابعداری کے لئے محور پر رکھدیا ؛

قصیدہ سلطان محمد شاہ بن تغلق کی تعریف اور قلعۂ دہلی کی توصیف میں

چہ قلعہ الیست کہ قوسے ز حلقۂ درِ او
محیط نہ ربض ہفت طارم اعلے است

قوس نصف حلقہ اور نصف دائرہ کو کہتے ہیں حلقۂ در حلقۂ آہنی سے مراد ہے ربض شہر پناہ کو کہتے ہیں ہفت طارم ہفت آسمان سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ نصف حلقہ اُسکے دروازہ کا ساتوں آسمانوں کا گھیرے ہوئے ہے ؛

بہ پیشِ بحر سوادش زبسکہ موزون است
ز روے معنی ہر بیت او پر از شعرا است

اسکے معنے تین طرح سے ہو سکتے ہیں اول یہہ کہ اُسکے گرداگرد نہایت موزوں دریا ہے حقیقت میں ہر بیت و خانہ اُس بحر کا جو مراد کشتی سے ہے پر شعرا یا مردمان جمیل سے ہے جو سیر دریا و کشتی کے واسطے بیٹھے ہیں دوسرے یہ کہ اُس قلعہ کی طرفیں جو بمثل دریا کے سیراب و تازگی بخش ہیں حقیقت میں اُسکا ہر خانہ مردمان حسین سے پر ہے تیسرے یہ کہ اُسکا ہر ایک گھر اسقدر بلند ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا ہے اور شعری ستارہ نے اپنا گھر اُس میں کرلیا ہے ؛

کمند زلفِ تو با آفتاب با وجہ است

خط سیاہ تو بر طرف ماہ با معنی است

با وجہ بمعنی مُدلّل یہاں مراد صحیح اور درست سے ہے یا بمعنی خوشنما آفتاب مراد چہرہ معشوق سے ہے ماہ مراد رخسارہ سے ہے معنے شعر ظاہر ؛

کتابۂ علم رایتے کہ رایت زد
سواد آیت اقبال و سورہ بشر است

کِتابہ بالکسر اُس خط کو کہتے ہیں جو قلم جلی سے کاغذ یا جامہ باریک پر لکھتے ہیں مگر یہاں اُس نقش و نگار سے مراد ہے جو بانچہ علم پر ہوتا ہے علم بمعنی علامت رایت نیزہ کو کہتے ہیں سواد کے معنے منظم کے ہیں ایت اقبال اس آیت کی طرف اشارہ ہے ، نصر من اللہ و فتح قریب اور سورہ بشر سے اشارہ ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا کی طرف خلاصہ یہ ہے کہ نقش و نگار اُس نشان کی علامات کی جو تیری رائے نے قایم کئے ہیں آیۃ اقبال و سورہ بشری ہے کہ بہر صورت تجھے فتح حاصل ہو گی ؛

نبی مثال از آں فایقے تو در عالم
کہ ذہن پاک تو کشاف معضلات بناست

نبی نبوّ سے مشتق ہے جسکے معنے بلندی کے ہیں اور نبی تمام مخلوقات سے بلند اور غالب ہوتا ہے کشاف مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی نہایت کھولنے والا معضلات کے معنی مشکلات کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح تو جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اس واسطے سب سے غالب ہے کہ تیرے ذہن نے تمام مشکلات قرانی کو کہولدیا ہے اور حل کر دیا ہے ؛

فلک ز مہر تو ہر صبح چاک زد خرقہ
ببیں کہ پارۂ او را ترنج زر درو است

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان نے تیری محبت سے اپنا خرقہ چاک کر لیا ہے اُسکی طرف دیکھنے کہ اُس خرقہ کا ٹکڑا ترنج زر اُس میں لٹک رہا ہے یعنی خرقہ آسمان پر جو ترنج زر لگا ہوا تھا اب وہ چاک ہو جانے کے سبب سے لٹک پڑا ہے ؛

بہ پیش قصر ہمایون تو رواق مسیح
چو حبس خانۂ قارون فرود قعر ثری است

رواق محل دیوان کو کہتے ہیں رواق مسیح فلک چہارم سے مراد ہے جو مسکن عیسے علیہ السلام کا ہے
ثری زمین کے نیچے کی خاک نمناک کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

ازینکہ ہندوے شب جوہری پر سوداست
برائے پیشکشت منہ زمشتری بشر است

یعنی چونکہ ہندوی شب ایک جوہری پر سودا اور بڑا بھاری سوداگر ہے پس اُسی ماہ کو نذرانہ کے لئے
خرید لیا ہے تاکہ تیری نذر کر دیوے اور یہی نذر تیری لائق اور قابل ہے +

در انتظام تراکیب گوہر عالم +
نفاذ امر تو چوں فیض علت اولی ست

گوہر عالم اربع عناصر کی طرف اشارہ ہے علت اولی مراد عقل اول سے ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے
جسے اللہ تعالی نے سب سے پہلے پیدا کیا اور تمام مخلوقات اُسکی فیضان سے وجود میں آئے
خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان نے تیرے باعث سے ہی درستی حاصل کی ہے علت اولی اہل شرع
نے جناب پیغمبر صاحب سے مراد لی ہے بعض نے جبرئیلؑ سے مراد لی ہے +

دلیل قافلہ سالار شرع رائے تو باد
کہ نور خاطر تو شمع رہنمای ہدی است

قافلہ گروہ کو کہتے ہیں ہدا راستے کو کہتے ہیں یہاں دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
قافلہ سالار میں اضافت مقلوبی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری رائے فاضلوں اور عالموں کے واسطے
رہنما ہوئی کیونکہ تیرے دل کی روشنی راہ راست شریعت کے واسطے شمع ہے +

قصیدہ اُس جشن کی تعریف میں جو محمد شاہ نے دہلی میں کیا تھا

در ملک مصر یوسف موسے جہاں بست
بر قصر دیں محمد جبریل چاکر است

مصر ایک شہر کا نام ہے لیکن یہاں مراد تختگاہ ممدوح سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ نے اپنے
مصر جیسے ملک میں یوسف کا سا بندوبست کر رکھا ہے اور اُسکی شان و شوکت موسے کی سی ہے

اور دین و ہدایت کی قصر پر ممدوح مثل جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جبکا نوکر از روے پرہیزگاری جبرئیل جیسا ہے یا یہہ کہ خود جبرئیل ہے ؛

زآں چار گوشۂ مجمر زرین میان صحن
کز بوے او مشام ملائک معطر ست

چار گوشہ مجمر زریں اُس انگیٹھی سے مراد ہے جو بادشاہ کے صحن سرائے میں روشن ہوتی ہے معنی شعر ظاہر ؛

پیل ست کوہ سائر و شیہ است نفخ صور
درگاہِ شہ نمونہ صحراے محشر است

شیہ بالکسر آواز و صدائی اسپ کو کہتے ہیں اور عربی میں اُسے صہیل کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ درگاہ پادشاہ کا ہاتھی مثل کوہ رواں کے ہے اور اسپ پادشاہ کی آواز مثل نفخ صور کے ہے گویا درگاہ شہ صحرائی قیامت ہے ؛

خاتون نوبہار شدہ پاے کوب جشن
موے سیہ بقدر سپیدش برابر است

پائی کوب کے معنے رقص کنندہ و سماع کنندہ موی سپید دن سے مراد ہے موئے سیاہ کنایہ شب معنے شعر ظاہر ؛

آں سرورے کہ پشتِ ہدے راز روی فخر
نعل تگاورِ تو بہ از تاج سنجر است

پشت بمعنی مددگاری و استعانت خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا سردار ہے کہ راستی کی مدد کے لئے از راہ فخر تیرے گھوڑے کا نعل شاہ سنجر کے تاج سے بہتر ہے ؛

نہ سقف بے ستون کہ کشبش ور شد تمام
در گوشۂ ہزار ستونِ تو مضمر است

نہ سقف بے ستون مراد افلاک سے ہے ستش روز اشارہ حدیث شریف ان اللہ خلق سبعہ سماوات والارض فی ستۃ ایام کیطرف ہزار ستون خیمہ ممدوح سے مراد ہے معنے شعر ظاہر ؛

ہر آیتِ کمال کہ پیش از تو حکم یافت
آں حکم منتسخ شد و آں نسخہ ابتر است

خلاصہ یہ ہے کہ جو کمال تجھ سے پہلے رواج پا چکا حقیقت میں وہ مردود و خراب ہے کیونکہ کمال وہی ہے

جو اہل کمال کے سامنے ہو ورنہ جاہل کے سامنے ہر ایک چیز ہیں ہے کمال ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ممدوح کی برابر اُس سے پہلے کوئی صاحب کمال نہیں ہوا +

آنکس کہ چوں قلم ننہد بر خطِ تو سر
در دستمالِ حادثہ مانند مسطر است

سر بر خط نہادن و داشتن تابعداری و اطاعت کرنے سے اشارہ ہے اور دستمال رومال کو کہتے ہیں یا جس سے ہاتھ ملیں لیکن یہاں گرفتاری اور اسیری و عاجزی سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جیسا کہ قلم تیری تابعدار ہے پس جو شخص قلم کی مانند تیری اطاعت نہ کرے تو حادثوں کی دستمالی میں مسطر کی طرح وہ شخص ہیگا +

بر سمتِ اختیار تو بادا مدارِ چرخ +
تا قطب را مکان طرف خط محور است

سمت راہ راست کو کہتے ہیں مدار یہاں گردش کے معنی میں ہے اور قطب ایک مشہور ستارہ کا نام ہے محور صیغہ اسم آلہ کا ہے حور سے بمعنی آلہ گردشتن اور تیر چرخ کو بھی کہتے ہیں جس سے دولاب چرخ پھرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبتک قطب کا مقام کنارہ محور پر ہے اور یہ بات قیامت تک رہے گی پس قیامت تک آسمان تیرے طریق و اختیار پر رہے +

قصیدہ محمد شاہ کی تعریف اور اپنے ضعف و بیماری کے حال میں

زلاغری مژہ را ماند وجو مردم چشم
درون خانۂ خود ہم بحیلہ گردان است

خلاصہ یہ ہے کہ وہ بار لاغری کے باعث پلکوں کی مانند ایسا ضعیف و نحیف ہو گیا ہے کہ اپنے گھر میں بھی مردمک دیدہ کی طرح چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو گیا ہے اور مردمک چشم سے صرف پھرنے میں تشبیہ دی ہے +

ضعیف تر شدہ زاں موے دیدہ کہ ز درد
در آب دیدۂ خود خوار و زار و پنہان است

ضعیف سست و ناتوان کو کہتے ہیں موئے دیدہ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو اندرون پلک میں پیدا ہو جاتے ہیں اُسے ہندی میں پربال کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

زمردمک کم و چوں مردم ار ردا پوشد
زیک پر مگسش ہفت تاے خفتانست

خلاصہ یہ ہے کہ میں اسقدر ضعیف و نحیف ہوگیا ہوں کہ مردمک چشم سے بھی صغیر و حقیر زیادہ ہوں پس اگر مردم کی طرح چادر پہنوں تو ایک مکھی کے پر سے سات تہہ کا چلتہ تیار ہوسکتا ہے +

چو بوئیش از سبکیہا بخود بخواہد برد
بہر کجا کہ صبا را ہوائے جولان است

یعنی میں اسقدر دبلا پتلا ہوگیا ہوں کہ ہوا مجھے بوئے گل کی طرح جہاں جاتی ہے ساتھ لیجاتی ہے

بدستِ برہمہ فراشۂ محاسن بدرہ
کہ او ز قلب اسد خاکروب دربانست

فراشہ جمع فراش بمعنی خدمتگار محاسن بمعنی ڈاڑھی و ریش اسد بمعنی ببر اور شیر کا قلب ریش ہی معنی شعر ظاہر +

قصیدہ آفتاب و دن کی تعریف میں

آں روے خنداں نگر دستار زریں بر سرش
خضر سے مبارک دم ببین دیباے کحلی در برش

روی خنداں مراد دن سے ہے دستار زریں مراد آفتاب سے ہے خضر مبارک دم مراد صبح سے ہے دیبائی کحلی تاریکی شب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ دن ایک روی خنداں ہے جسکے سر پر دستار زریں بندھی ہوئی ہے اور صبح کو ایک خضر مبارک دم کہنا چاہئے جو دیبائی سرمہ رنگ پہنے ہوئی ہے +

صبح است خضر خوش لقا خور چشمۂ آب بقا
یکدم بخور از بادہ اش ظلمت بروں شد از سرا

خلاصہ یہ ہے کہ ای مخاطب صبح ایک خوب صورت خضر جیسی ہے اور آفتاب آب بقا کا چشمہ ہے پس تو بھی ایک شراب کا گھونٹ پی کر دل میں سے کدورتیں نکالتا ہے +

زآں روے کائنہ است صبح اسکندر آئین ست صبح
بل خسرو چین است صبح از زر کلاہے بر سرش

باعتبار روشنی ذاتی کے صبح کو آئینہ کہا اور سکندر آئین اسواسطے کہا کہ خود صبح میں آئینہ موجود ہے اور اسکندر کی مانند تسخیر جہان کی خود صبح کرتی ہے۔ معنی شعر ظاہر +

زاغ سیہ با بیضہا میکرد بازی در ہوا
بربود ناگہہ از فضا سیمرغ زریں شہپرش

خلاصہ یہ ہے کہ شب جو مع ستاروں کے موجود تھی طلوع آفتاب سے معدوم ہوگئی

برداشت گردوں تیغ زر زد کہکشاں را بر کمر
کز چار زنگاری سپر بگذشت نوکِ خنجرش

تیغ زر آفتاب سے مراد ہے۔ چار زنگاری سپر مراد چار آسمانوں سے ہے۔ نوک خنجر صبح کاذب سے مراد ہے۔ ضمیر شین کی گردون کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان آفتاب کو نکال لایا اور کہکشاں کو معدوم کردیا +

چوں از دمِ گرگِ سحر آہوے زر برداشت سر
افشاندہ شد خونِ جگر بر روے خاک از خنجرش

دمِ گرگ صبح کاذب سے مراد ہے۔ آہوے زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے۔ خون جگر صبح کی سرخی شفق سے مراد ہے۔ خنجر کنایہ خطوط شعاعی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت آفتاب صبح کو طلوع ہوا اسکی شعاعوں سے شفق ناپدید ہوگئی +

آندم کہ طاس آسماں برداشت جامِ زرفشاں
بردش افق سوے دہاں بریاد بزم سرورش

جام زرفشاں آفتاب سے مراد ہے۔ سرور مراد ممدوح سے ہے معنی شعر ظاہر +

مطلع قلم کی تعریف میں

آں زنگی گریاں نگر زربفت دیبا در برش
واں ابر برق افشاں نگر بر برفِ باراں گوہرش

زنگی گریاں مراد قلم سے ہے۔ زربفت دیبا آہنیں ورق طلا سے مراد ہے جو بادشاہوں کی قلم پہ

لپٹی ہوئی ہوتی ہیں - برق ابرفشاں بھی مراد اسی قلم سے ہے - برف اشارہ کاغذ کی طرف ہے گوہر بمعنی ذات کنایہ حروف - خلاصہ یہ ہے وہ قلم کی بجلی کاغذ کی برف پر موتیوں کا مینہ برساتی ہے

ترکے میان رومیاں کنگے سخن چین بے زبان
در روے مہمالند از آں سیمایۂ خاکسترش

ترکے و کنگے میں یاے وحدت ہے - رومیاں ممدوح کی انگلیوں سے مراد ہے - سخن چین قلم کے واسطے مناسب ہے - فاعل فعل میمالند کاتباں ہے - بعض نسخوں میں بجاے سیمابہ کے سیاہ پایا جاتا ہے - اس صورت میں یہ معنی ہونگے سیہ خاکستر شمع یا چراغ کے دھوئیں سے مراد ہے جو سیاہی کا جز اعظم ہے اور جس سے سیاہی بنتی ہے لیکن یہاں خود سیاہی کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے چونکہ قلم سخن چین اور چغلخور ہے اسی سبب سے کاتب یا محرر اسکے چہرہ پر سیاہی لگا دیتے ہیں یا اسکا منہ سیاہ کر دیتے ہیں +

گر سوے تاریکی رود آب بقاش از سر دود
زیر قدم مفرش شود آئینہ او سکندرش

تاریکی دوات سے مراد ہے - آب بقا سیاہی سے مراد ہے - مفرش کے معنی بستر و بچھونے کے ہیں - آئینہ سکندر کاغذ سے مراد ہے - شین کی ضمیر قلم کی طرف پھرتی ہے - خلاصہ یہ ہے کہ وہ قلم ایسی ہے کہ اگر تاریکی کی طرف جائے اور بعد آب حیات کے سر سے گزر جانے کے تاریکی و ظلمات میں سے باہر نکل آوے تو سکندر کا آئینہ اسکا بستر ہو جاتا ہے - اور خوبی مناسبات آب بقا و تاریکی و سکندر وغیرہ کی ظاہر ہے +

آں شاہد عودی نقاب آورد در جیبں دُرِّ ناب
وز سر در آمد از شتاب در پاکشاں شد سعجرش

شاہد عودی نقاب خامہ سیاہ رنگ سے مراد ہے - جیبں کاغذ کی طرف اشارہ ہے - دُرِّ ناب کے معنی مروارید ناسفتہ لیکن یہاں حروف سے مراد ہے - از سر در آمدن سر کی طرف سے زمین پر گرنے کو کہتے ہیں اور قلم کی سرنگونی ظاہر ہے - پاے قلم نوک قلم سے مراد ہے - سعجر چادر کو کہتے ہیں مگر یہاں سطروں سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

برسہ چو زرینہ تیر او تیرہا بندد چو قیر
طفلی بود برروے شیراز دیدہ ریزاں جوہرش

سہ مراد کاغذ سے ہے۔ زرینہ تیر قلم سے مراد ہے۔ او تیرہ گوشوارہ کو کہتے ہیں۔ قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں۔ او تیرۂ قیر سطروں سے مراد ہے۔ پھر زرینہ تیر یعنی قلم کو طفل قرار دیا۔ شیر اشارہ کاغذ کی طرف ہے۔ جوہر کنایہ حروف۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم کاغذ پر لکھتا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک لڑکا ہے جو روے شیر پر اپنے آنکھوں سے گہر ریزی کر رہا ہے +

آں ماہی مشکیں زباں در پنج دریا شد رواں
بر چہرۂ ماہ از دہاں می ریخت ہر دم عنبرش

ماہی مشکیں زباں مراد قلم سے ہے۔ پنج دریا پانچ انگلیوں سے مراد ہے۔ چہرۂ ماہ کاغذ سے مراد۔ دہان شگاف قلم کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر کنایہ سیاہی شنیدن خود کے معنی میں ہے۔ معنی شعر ظاہر

آہن زبانش میدہد زر طیلسانش میدہد
نقرہ مکانش میدہد در بزم شاہ کشورش

آہن چھری و قلمتراش سے مراد ہے۔ طیلساں اُس چادر کو کہتے ہیں جو قاضی وغیرہ کندھے پر ڈالتے ہیں یہاں خول طلائی کی طرف اشارہ ہے اور نقرہ کنایہ کاغذ معنی ظاہر +

در خندہ گل روی مرا پرویں فشاند شکرش
در گریہ ہندوے مرا سیماب ریزد بر زرش

گلرو مراد معشوق سے ہے۔ مرا یعنی میرے واسطے۔ پرویں دنداں سے غرض ہے۔ شکر کنایہ لب۔ ہندو اشارہ چشم کی طرف ہے۔ سیماب اشکوں سے مراد ہے۔ زر عاشق کے زرد چہرہ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ میرا معشوق ہنستا ہے اور میں روتا ہوں +

ایں نرگس پرنسترن از مہر آں ماہ ختن
ہندوست سیمیں پیرہن بچگان رومی در برش

نرگس پرنسترن آنکھ سے مراد ہے اِس اعتبار سے کہ روتے روتے سفید ہوگئی ہے اور بعضے نسترن اشکوں سے مراد لیتے ہیں۔ ماہ ختن معشوق سے غرض ہے۔ ہندو کنایہ چشم۔ سیمیں پیرہن پیدنہ سفید

مراد ہے۔ طفلان رومی سرخ آنسوؤں سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ میری سفید آنکھیں اُس معشوق کی محبت و عشق میں گویا ہندوے سیمیں پیرہن ہیں جنکی بغل میں اشکوں کے طفلان رومی موجود ہیں

سرو مرا بر گرد مہ حلقہ زدہ مار سیہ
چوں افتد آں مشک و تہہ بر طرف گلبرگ ترش

خلاصہ یہ ہے جسوقت سے زلف پُر خم نے چہرۂ معشوق کے کنارے پر حلقہ لگایا ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ معشوق کے ارد گرد مار سیاہ نے حلقہ لگایا ہے +

آں پستہ خنداں نگر واں چشمۂ حیواں نگر
واں لولوے پنہاں نگر در آتش جاں پرورش

پستہ خنداں دہن سے مراد ہے۔ بنجہ بمعنی ژالہ و تگرگ جسکو ہندی میں اولا کہتے ہیں۔ یہاں دنداں سے مراد ہے۔ چشمۂ حیواں اشارہ ہے لب کی طرف۔ آتش جاں پرور بھی لب سرخ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

در خون پستہ شیر بیں بر برگ لالہ قیر بیں
وز سایہ صد زنجیر بیں بستہ بر اطراف خورش

خون لبوں سے مراد ہے۔ برگ لالہ رخساروں کی طرف اشارہ ہے۔ قیر ایک سیاہ روغن کا نام ہے۔ یہاں زلف یا خط سے مراد ہے۔ سایہ بھی اشارہ زلف کی طرف۔ صد زنجیر مراد موے پریشان زلف سے ہے۔ خور مراد چہرہ سے ہے۔ پستہ شیر دنداں سے مراد ہے +

بر لالہ عنبر بیختہ ہر صبحدم شب ریختہ
سرزیر بیں آویختہ از ماہ نو صد اخترش

لالہ و صبحدم چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر و شب کنایہ زلف و خط سے ہے۔ سرزیر بمعنی سرنگوں۔ ماہ نو اشارہ ابرو کی طرف۔ صد اختر اے قطرات بسیار عرق جو ابرو کے بالوں میں آویزاں ہوں۔ دو اختر بھر دو چشم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق کی ابروؤں میں ہر دو اختر چشم کے الٹی لٹکی ہوئی دیکھی +

تا شور افتد در جہاں در پستہ در دارد نہاں
تا تلخ گردد کام جاں رشتہ نبات از شکرش

خلاصہ یہ ہے کہ جبتک کام جاں عاشقوں کا لبوں معشوق کے دیکھنے سے تلخ ہوتا ہے اور یہ بات قیامت تک رہیگی - لب‌نہ مراد دہن ولب - دُر مراد دنداں معنی مصرعۂ اول ظاہر +

مولی امیر المومنین سلطاں محمد شاہ دیں بل آفتاب مہر و کیں از ظل یزداں افسرش	

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے اور معنی مسلمانوں کے سردار کے ہیں مگر یہاں اپنے ممدوح سے مراد ہے جسکا نام سلطان ہے اور شاہِ دیں صفت ہے اور خدا کا سایہ اُسکا تاج ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے روشنی پھیل جاتی ہے اور تاریکی جاتی رہتی ہے ایسا ہی ذات ممدوح سے محبت کی روشنی پیدا ہوگئی ہے اور کینہ کی تاریکی جاتی رہی ہے شاعر محبت کو روشنی اور کینہ کو تاریکی سے نسبت دیتے ہیں +

ادریس جنت آشیاں برجیس کیواں آستاں یوسف رخ و عیسے مکاں روح ملائک چاکرش	

ادریس ایک پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جو درس گوئی کے سبب اس نام سے مشہور ہوئی اور انکو مثلث النعمہ بھی کہتے ہیں چنانچہ بادشاہی حکمت نبوت اور حیات ابدی اُنکو حاصل ہوئی اب بہشت میں اُنکا قیام ہے - برجیس ایک ستارہ کا نام ہے جو آسمان ششم پر ہے اور اُسکو مشتری بھی کہتے ہیں کیواں اُس ستارہ کا نام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور جسے زحل بھی کہتے ہیں - روح ملائک حضرت جبرئیل سے مراد ہے - ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے یعنی شعر ظاہر +

پیشِ دراو آسماں ترکیست ازرق طیلساں از نقرۂ خامش کماں وز زر پختہ مغفرش	

ترک بمعنی سپاہی - ازرق بمعنی کبود - طیلسان بمعنی چادر خام خالص کو کہتے ہیں - ہر دو شین کی ضمیر ترک کی طرف پھرتی ہے - کمان نقرۂ خام ہلال کی طرف اشارہ ہے - زر پختہ زر کامل عیار کو کہتے ہیں - مغفر خود آہنی کو کہتے ہیں اور مغفر زر پختہ آفتاب سے مراد ہے یعنی شعر ظاہر

قاف از تباتش صخرہ قلزم ز دستش قطرہ عرش معلے ذرہ از عکس اہلے انورش	

قاف ایک بڑی بلند پہاڑ کا نام ہے صخرہ ایک سنگ بزرگ کو کہتے ہیں۔ بیت المقدس میں ایک پتھر معلق ہوا میں لٹک رہا ہے اُسکو صخرہ سما کہتے ہیں مگر یہاں صخرہ بیکار و بیقدر سے مراد ہے بعض کے نزدیک سخرہ ہے جسکے معنی بیہودہ کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کوہ قاف اُسکی ثابت قدمی کے مقابل میں مسخرہ و بیہودہ ہے اور دریائے قلزم اُسکے ہاتھ کے بخشش کے سامنے بجائے ایک قطرہ کے ہے اور عرش معلے اُسکی رائے روشن کے سایہ کے مقابل ایک ذرہ ہے +

گر حکم اند بر ملک آید ندا الامر لک
ور جام خواہد از فلک خورشید باشد ساغرش

الامر لک یعنی حکومت و اختیار تیرے ہی واسطے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ممدوح فرشتوں پر حکم کرے تو فرشتے اُس حکم کا یہی جواب دینگے کہ حکومت تمہاری ہی واسطے ہے جو کچھ حکم دو بجالائیں اور اگر بادشاہ جام و پیالہ طلب کرے تو فلک آفتاب کا جام پیش کرے اور کہے کہ یہ جام تمہارے لایق ہے +

سر زیر دریاے عرب در کشتی زریں عجب
میخواست کاید سوے لب شد پنج ماہی رہبرش

سر زیر کے معنی سرنگوں و مقلوب + دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور مقلوب یم می ہوتا ہے کشتی زریں سنہری پیالہ سے مراد ہے عجب یعنی جائے تعجب ہے خلاصہ یہ ہے شراب لبوں کی طرف آنا چاہتی تھی پس پانچ اُنگلیوں نے اُسکی رہبری کرکے لبوں تک پہنچا دیا +

از گاو در مرغش فشاں وز مرغ در ماہی چکاں
با مہ رخے سوے دہاں ہر دم بعشرت مے برش

گاو صراحی و برتن کو کہتے ہیں جو گاو کی صورت بنائی ہیں یقین ہے کہ وہ مشک ہوگی جسے شراب پُر کرتے بعضے گاو خم سے مراد لیتے ہیں اور مرغ سے مراد صراحی سے لیتے ہیں کیونکہ صراحی کو خروس و بط و طاوس کی صورت بناتے ہیں اور ماہی سے مراد جام یا کشتی جو بشکل ماہی بنی ہوئی ہو مہرخی بمعنی معشوق ضمیر بہر دو شین کی دریا کی طرف پھرتی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شراب مٹکے یا مشک میں سے صراحی میں ڈال اور صراحی میں سے پیالہ میں پلٹ کر اپنی معشوق کے ہمراہ خوب عیش و عشرت سے نوش کرو +

	اے صفدرِ عرش آستاں طاقِ درت را ایں نشاں قوسیست راہِ کہکشاں جیب است خطِ محورش	

صفدر بمعنی بہادر و شجاع - طاقِ در دروازہ کی محراب کو کہتے ہیں - را برائے کے معنی میں ہے قوس نصف دائرہ کو کہتے ہیں اور طاق کی محراب دو قوسوں سے بنتی ہے - اور جیب نصف وتر سے مراد ہے نصف قوس کے مقابل میں محور ایک فرضی خط ہے جسکا ایک سر اقطب شمالی اور دوسر اقطب جنوبی ہے - اس شعر میں جیب مراد چوتھے حصہ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے دروازہ کی محراب کے واسطے ایک خط کہکشاں کی قوس ہے اور خط محور اُسکے چوتھے حصہ

کی برابر ہے +	از عدلت ار نبودے روا چار بالش کدخدا ایں مطرب سہ پردہ راکے پنج بودے شوہرش	

روا بمعنی جایز - چار مادر چار عنصروں سے مراد ہے - کدخدا صاحب خانہ کو کہتے ہیں مراد شوہر اربعہ عناصر سے ہے جو موالید ثلاثہ کی ماں ہے - سہ پردہ تیسرے آسمان کی طرف اشارہ ہے پنج شوہر پانچ ستاروں سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے تیرے انصاف کے نزدیک یہ بات جایز ہے کہ چار مادر پر موالید ثلاثہ فلک اول کی کدخدا و شوہر ہوں اگر یہ معاملہ تیرے نزدیک جائز نہ ہوتا تو زہرہ کے واسطے پانچ شوہر کب ہوتے؟

	در گلستانِ آرزو شاخے ست ترمداح تو اگر قابلیت دارد باب عشرت پرورش	

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا مداح آرزومند ہے پس اگر وہ مداح اُس آرزو کی لیاقت رکھتا ہے تو اسکو عزت دے ورنہ عزت نہ دے +

قصیدہ رات دن کے خیالات اور معشوق کی تعریف میں اور محمد شاہ تغلق کی مدح کی طرف گریز

	صبح است روحی گلہ زرد بر سرش شب ہندوے لباچہ گلریز در برش	

رومی - بسبب سفیدی کے دن کو قرار دیا گلہ زر آفتاب سے مراد ہے اور شب کو بباعث سیاہی کے ہندو قرار دیا - لباچہ بالاپوش کو کہتے ہیں اور وہ ایک قسم کی قبا ہوتی ہے - لباچہ گریز قبائے گلدوز کو کہتے ہیں - مراد آسمان پر ستاروں سے ہے پہلی ضمیر صبح کی طرف پھرتی ہے یعنی شعر ظاہر

زاغ سیاہ راز ہوا در ربود باز عنقائے سبز بال زر اندودہ شہپرش	

خلاصہ یہ ہے کہ دن کا عنقا جو سبز بازو والا ہے اور اسکا شہپر زر اندودہ ہے شب کے کوے کو اُڑا کر لیگیا یعنی دن ہوگیا رات جاتی رہی - زاغ سیاہ مراد شب سے ہے *

بادِ صبا پری زدہ وار ست و شیفتہ زاں دم کہ زیر دامن صبحست مجمرش	

پری زدہ اُس شخص کو کہتے ہیں جسے پری یا جن کا سایہ ہوگیا ہو - مجمر صبح آفتاب سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ پری زدہ شخص انگیٹھی میں عود کے جلانے سے پریشان ہوجاتا ہے اور چونکہ صبح کی بادِ صبا موج زنی کرتی ہے اسواسطے صبا کو پری زدہ ٹھیرایا - خلاصہ یہ ہے کہ جبتک صبح صادق کا وقت ہے اور آفتاب نہیں نکلا - بادِ صبا مثل پری زدہ کے پریشان ہے +

شب سایہ دار بود بہوسے خلاص او نغمہ سرا است مرغ سحر بر دف زرش	

سایہ دار آسیب زدہ کو کہتے ہیں اور او کی ضمیر شب کی طرف راجع ہے - مرغ سحر بلبل و قمری و خروس وغیرہ سے مراد ہے - دف زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ اہل زمانہ کا قاعدہ و معمول ہے کہ پریزدہ کے سامنے نغمہ سرائی کرتے ہیں تاکہ جن و آسیب وغیرہ خوش ہوجائیں اور پریزدہ کی نجات کے واسطے سفارش کی جاوے پس شاعر کہتا ہے کہ شب بباعث سیاہی اور تاریکی کے گویا سایہ دار و پریزدہ ہے اور مرغ سحر اُسکی رہائی کی امید پر اپنے دف زر پر نغمہ سرائی کرتا ہے

مارِ سفید مہرہ گرفت است زیرِ دم تاچوں عمود شاخ گوزن ہست برسرش	

مار سفید صبح صادق یا صبح کاذب سے مراد ہے باعتبار اسکے کہ اُسمیں خط طویل سیاہ و سپید ہوتے

ہیں - چہرہ مراد آفتاب سے ہے - عمود ستون خیمہ کو کہتے ہیں - اور شاخ گوزن بچیسویں یا چھبیسویں
تاریخ کے ہلال سے مراد ہے اور شین کی ضمیر مار کی طرف پھرتی ہے - خلاصہ یہ ہے جبتک آخر اتوار
کا ہلال صبح صادق میں موجود ہوتا ہے آفتاب نہیں نکلتا +

آہوے شیر بشیہ دم گرگ در دہن
بگرفتہ و رواں شدہ دائم برابرش

آہوے شیر بشیہ مراد آفتاب سے ہے جو برج اسد میں رہتا ہے - دم گرگ صبح کاذب سے مراد ہے
دم گرگ در دہن گرفتہ ۔ اسواسطے کہا کہ آفتاب صبح کاذب کے بعد نکلتا ہے - ضمیر شین کی گرگ کی طرف
پھرتی ہے یعنی آہوئے شیر بشیہ دُم گرگ کو منہ میں لئے ہوئے ہمیشہ اُسکے ہمراہ و برابر رواں ہے

این منزلت کہ دادہ شد آہوے مادہ را
بر شیر نر شناس ز شمشیر داورش

آہوئے مادہ آفتاب سے مراد ہے - شیر نر کنایہ برج اسد - داور اشارہ ہے ممدوح کی طرف - ضمیر
شین کی منزلت و آہوئے مادہ کی طرف - خلاصہ یہ ہے اے مخاطب یہ رتبہ جو آہوئے مادہ کو شیر نر پر
دیا گیا ہے - ممدوح کی شمشیر کی ہی خوف کا باعث ہے +

آں ماہ را کہ زیر ہلال است اخترش
سنبل دمید بر طرف لالۂ ترش

ماہ مراد معشوق سے ہے - ہلال مراد ابرو سے ہے - اختر کنایہ چشم - سنبل اشارہ خط کیطرف ہے
لالۂ تر عبارت چہرہ خلاصہ یہ ہے کہ اُس معشوق کی کیسی صورت ہے کہ ہلال کے نیچے اختر ہے پس
جواب دیتا ہے کہ اُس ماہ کی یہ صورت ہے کہ سنبل خط اُسکے لالہ چہرہ کے ارد گرد دبا ہوا ہے +

بر درج لعل قفل زمرد پدید شد
یعنی نبات رستہ شد گرد شکرش

درج لعل مراد دہن یا لب سے ہے - قفل زمرد خط کی طرف اشارہ ہے - نبات بمعنی سبزہ و
روئیدگی یہاں مراد خط سے ہے - شکر مراد لب دہن معنی شعر ظاہر +

مہماں کنم خیال رخش را بآب شور

در کاسہاے نقرہ بر سفرۂ زرش

آب شور اشارہ اشک کی طرف ہے۔ کاسہاے نقرۂ چشم سفید سے مراد ہے۔ سفرۂ زر عاشقوں کے زرد چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان آنکھوں سے جو میرے زرد چہرہ میں ہیں اُسکا تصور کرتا ہوں اور اُسکی مہمانی آب شور سے کرتا ہوں +

بس شاخ ارغواں کہ دمد زیں دو دانہ مشک
گر بر دمد نہ گوشتہ کافور عنبرش

شاخ زعفراں سرخ اشکوں کی لڑیوں سے مراد ہے۔ دو دانۂ مشک ہر دو مردمک چشم سے مراد ہے۔ کافور رخ سفید کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر کنایہ خط خلاصہ یہ ہے کہ جب سے معشوق کے چہرے پر خط نکلا ہے میں بہت روتا ہوں +

بدر از ستارہ ریخت شفق چوں طلوع کرد
پروین میان دو ہلال سخنورش

ستارہ اشارہ چشم کی طرف ہے شفق کنایہ اشک خونی۔ کرد کا فاعل پروین جو مراد دنداں سے ہے۔ دو ہلال مراد دو لب سے ہے۔ طلوع کردن پروین عبارت ہنسنا خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت معشوق ہنسا پس میں نے اس خیال سے کہ وہ رقیب کے سامنے مجھپر ہنسا یا میرے جلانے کے لئے رقیب سے ہنسا خون کے آنسو بہائے +

تا از مہِ دو ہفتۂ خود دور ماند بدر
ماہِ چہار ہفتہ فزوں شد ز پیکرش

ماہ دو ہفتہ معشوق سے مراد ہے۔ ماہ چہار ہفتہ بے نور چاند سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے جسوقت مجھسے میرا معشوق دور ہوگیا میرا جسم بے نور بلکہ معدوم ہوگیا +

آں ترک چشم مست ترا تیغ در نیام
خوں ریزد آنچناں کہ تواں گفت کافرش

یعنی اے معشوق باوجودیکہ تلوار جو نیام میں ہوتی ہے کارگر نہیں ہوتی لیکن تیری ترک چشم مست کی تلوار باوجودیکہ نیام میں ہے تاہم خونریزی بیدریغ کرتی ہے گویا قتل کرنے کو حلال جانتی ہے

پس اُسکو کافر کہنا لائق و سزاوار ہے +

آں زلف را کہ بر گلِ تر شاخ سنبل است
فراش ساز بر درِ شاہ مظفر شش

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اپنی اُس زلف کو جو تیرے گل رخسار پر شاخ سنبل کی مانند نمایاں ہے دروازۂ ممدوح کی جاروب بنا +

آں بحر بیں کہ قطرۂ آبے است در برش
او جملہ تن کفے است نہنگے شناورش

بحر دستِ ممدوح سے مراد ہے - قطرۂ آب تلوار کی طرف اشارہ ہے - بر بمعنی کنار و بغل نہنگ کنایہ تلوار معنی شعر ظاہر - مصرعہ ثانی بیان اول کا ہے +

کف بر سر است قلزم از آں بحر روز و شب
در صورتِ جزیرہ نگر خاک بر سرش

روز و شب یعنی ہمیشہ - بحر دست ممدوح سے مراد ہے - کف بر سر بودن بمعنی سر پیٹ لینا خاک بر سر بودن ماتم کی علامت ہے اور قلزم کے سر پر کف کا ہونا اور جزیرہ کے سر پر خاک کا ہونا ظاہر ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی کثرت بخشش کو دیکھکر قلزم کف بر سر ہے اور اُسکے درمیان جزیرہ نہیں ہے بلکہ چونکہ اُس نے رشک کے مارے از روے ماتم کے اپنے سر پر خاک ڈال لی ہے اسواسطے جزیرہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے +

گر آں نہنگِ سبز بروں آید از میاں
آب رواں کنارہ نماید ز آذرش

نہنگ سبز تیغ فولادی سے مراد ہے - رواں بمعنی روح - آذر بمعنی آتش یہاں بُراقی و تیزی تلوار سے مراد ہے اور آب و آتش میں صنعت تضاد ہے - معنی شعر ظاہر +

ماہی او زرہ است نہنگش زمرد است
ایں یک زبان و آں دو زباں ہم مسخرش

ضمیر او کی دست ممدوح کی طرف پھرتی ہے - ماہی زرہ ممدوح کی قلم زر بیچیدہ سے مراد ہے تیغ زمرد

نیلگوں فولادی تلوار سے مراد ہے۔ قلم کا دو زبان اور شمشیر کا یک زبان ہونا ظاہر ہے۔ قلم سے تسخیر باعتبار فرمانوں کے اور تلوار سے باعتبار شجاعت کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حکومت و شجاعت کا خاتمہ ممدوح کی ذات پر ہے +

ماہی اگر دمے بہ سخن سرکشی کند
دامے نہند بر و قمر از مشک اذفرش

ماہی مراد قلم سے ہے سخن عبارت تحریر ہے۔ سرکشی کنایہ دلیری دام حروف و سطور سے مراد ہے قمر اشارہ کاغذ کی طرف ہے مشک مراد سیاہی سے ہے۔ اذفر بمعنی خالص شین کی ضمیر ماہی کی طرف پھرتی ہے۔ نہند کا فاعل منشی و کاتبان یا انگشتان ممدوح ہیں +

سہ شاخ از محیط بہم سر برآورند
تا دانہائے دُر تر افتد ز حنجرش

سہ شاخ تینوں اُنگلیوں سے مراد ہے جنسے قلم پکڑتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ابہام۔ سبابہ۔ وسطیٰ۔ محیط کنایہ دست ممدوح۔ دُرِ تر دُرِ آبدار یہاں حروف سے مراد ہے۔ حنجر بمعنی گلو۔ خلاصہ یہ ہے کہ تینوں اُنگلیاں ممدوح کی ظہور کرتی ہیں تاکہ گلوے قلم سے لطیف باتیں باہر آویں

مرغے ز کہرباست کہ در آشیانہ سیم
باشد ز قار بر سرِ منقار شہپرش

مرغ کہربا قلم کو کہتے ہیں جو ورق میں لپٹی ہوئی ہو آشیانہ سیم کاغذ سے مراد ہے۔ تار و قیر ایک قسم کے روغن سیاہ کو کہتے ہیں یہاں مراد سیاہی سے ہے۔ منقار نوک قلم سے مراد ہے شہپر قوت روانگی سے مراد ہے یہ یعنی قلم عجب مرغ ہے جسکا جسم کہربائی ہے اور اُسکا آشیانہ سیمیں ہے اور اُسکے سر منقار پر سیاہی شہپر ہے +

آں حاکم زمان کہ در القاب سلطنت
خواند خلیفہ بعد مجاہد سیاغرش

سیاغر ایک پہلوان عالیشان کا نام ہے اور ایک بادشاہ کا نام بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ ممدوح ایسا حاکم زمانہ کا ہے کہ خلیفہ روم نے اُسکو القاب سلطنت میں لقب مجاہد کے بعد سیاغر لکھا ہے

وقتِ غروب تا نبود نقصِ طاعتے
در عصر عدل پرور و انصاف گسترش
خورشید را زجانب مشرق خبر دہند
زابی باغ امر کہ نار است در خورش

دہند کا فاعل قضا وقدر- ابی بمعنی منکر یعنی انکار کرنیوالا- عدل پرور انصاف گستر دونوں صفتیں ممدوح کی ہیں- خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ ممدوح میں تاکہ نقص طاعت نہو غروب ہونے کے وقت مشرق سے قضا وقدر کے کارکنندگان آفتاب کو خبر دیتے ہیں کہ جو کوئی ممدوح کے باغ حکم سے منکر ہے دوزخی ہوگا پس اے آفتاب تو ممدوح کے حکم سے ہرگز انکار نہ کیجو ورنہ دوزخی وناری ہوگا یعنی اُسکے زمانہ کے لوگ جبتک نماز عصر سے فارغ نہوں غروب نہ ہو- ورنہ ناری ہوجائیگا

اے دستت آں محیط کہ عرشست قطرہ اش
وے قدرت آں سپہر کہ چرخ است اخترش
از شہر دولت تو اجل را بروں کند
روے سیاہ کردہ فلک با برادرش

برادر اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے کہ النوم اخ الموت خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے انصاف کے زمانہ میں آسمان موت کو مع اُسکے بھائی خواب غفلت کے شہر سے باہر نکالتا ہے

تا وقتِ شام بیوہ زنِ پنج شویہ را
باغندہ بر کنار نہد چرخ اخضرش
بادا چو غوشرہ دیدۂ خصمت سپید دل
وزتاب غم شکستہ دلِ غصہ پرورش

بیوہ زن پنج شویہ مراد زہرہ سے ہے جو زن کی طرح شوہر سے اثر پذیر نہیں ہوتی- باغندہ روئی کو بنولوں سے صاف کرکے جو کاتنے کے لئے گلولہ تیار کرتے ہیں اُسے باغندہ کہتے ہیں لیکن یہاں کو ... چشم سے مراد ہے- دیدۂ دل مردمک چشم سے مراد ہے- خلاصہ یہ ہے کہ جبتک ماہ یا ہلال کو فلک کنار زہرہ میں رکھے یعنی قیامت تک پس قیامت تک تیرا دشمن اندھا اور غم سے شکستہ

قصیدہ ابر کی تعریف و تشبیہات اور ممدوح کی تعریف میں

سیہ پیل است خنجر زن جہندہ آتش از کامش
فتد از چشمہا اشکش درد از نعرہا خامش

سیہ پیل ابر سے مراد ہے خنجر زن درخشانی برق سے مراد ہے ضمیر ہر دو شین کی سیہ پیل کی طرف پھرتی ہے۔ اشک قطرات باراں سے مراد ہے۔ خام بمعنی جرم خام اس شعر میں جرم ابر کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ ابر ایک پیل سیاہ خنجر زن ہے کہ اسکے حلق میں سے آگ نکلتی ہے۔ ہوا کے حملوں سے اسکے اشک گرتے ہیں اور کڑک کے نعروں سے اسکا جسم پھٹتا ہے

ز اطلس پردہ ہا سازد عماری زر اندودہ
چو زیر ہفت چتر سبز باشد سیر و آرامش

اطلس کنایہ اطلس سیاہ۔ یہاں ابر تاریک سے مراد ہے۔ عماری زر اندودہ آفتاب سے مراد ہے ہفت چتر سبز سات آسمانوں سے مراد ہے۔ سیر و آرام رفتار و قرار سے مراد ہے +

خلاصہ یہ ہے جسوقت وہ پیل سیاہ ساتوں آسمانوں کے نیچے جو آسمان اول ہے رفتار و قیام کرتا ہے یعنی ابر آتا ہے آفتاب کی زر اندودہ عماری اپنے واسطے ابر کا پردہ بنا لیتی ہے یعنی آفتاب ابر میں چھپ جاتا ہے دوسرے یہ کہ اطلس کا پردہ جو سرخی شفق سے مراد ہے اور آفتاب کی لمعات سے زر اندودہ ہے وہ پیل سیہ درست و طیار کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے واسطے سرخ پردوں کی عماری تیار کر رہا ہے +

زہے دیو شہاب افگن کہ با چندے سیہ روئی
بشرط رب پرستی میرسد کافر بانعامش

شہاب آگ کی شعلہ زنی کو کہتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ فرشتے شیطان کے نکالنے کے لئے مارتے ہیں اور اسے رجم الشیاطین کہتے ہیں۔ کافر بمعنی پوشیدہ۔ دیو شہاب افگن باعتبار برق زنی کے ابر سے مراد ہے۔ ابر کی سیاہ روئی ظاہر ہے کافر کاشتکار سے مراد ہے کیونکہ وہ دانہ کو زمین میں پوشیدہ کرتا ہے۔ رب پرستی کاشتکاروں میں ہوتی ہے

کیونکہ وہ متوکل ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ابر عجیب دیو شہاب افگن ہے کہ باوجود سیاہ روئی کے جو اسمیں موجود ہے کاشتکار کو جس میں شرط رب پرستی کی پائی جاتی ہے انعام دیتا ہے

بفتح الباب بگشاید درِ رحمت ولے ہردم
طناب خیمۂ زریں فتد در روزنِ بامش

فتح الباب کشادگی کار کو کہتے ہیں۔ خیمۂ زریں مراد شعاع آفتاب سے ہے۔ روزن بام شگاف ابر سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے شروع برسات میں ابر مینہ برساتا ہے۔ رحمت کا دروازہ کھلتا ہے لیکن وہ ابر ہر لحظہ متفرق ہوجاتا ہے اور آفتاب کی شعاعیں اُس سے نمایاں ہوتی ہیں

اگر بر روز زور آرد بپوشد چہرۂ خور را
وگر در شب روی آید بود بر روے مہ گامش

شب روی بمعنی شب رفتاری۔ گام بمعنی قدم۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ابر دن میں آتا ہے آفتاب کو پوشیدہ کردیتا ہے اور اگر رات کے وقت آتا ہے تو چاند کو مخفی کردیتا ہے +

پراز لعل و زمرد گشت طشتِ خاک سرتاسر
چو مروارید مے بارد زاندامِ سیہ فامش

لعل سرخ پھولوں سے مراد ہے۔ زمرد سبزہ سے مراد ہے۔ طشت خاک زمین سے مراد ہے مروارید قطرات باراں سے مراد ہے شین کی ضمیر پیل سیاہ کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب ابر اپنے اندام سیاہ سے مروارید برساتا ہے تو زمین لعل و زمرد سے پُر ہوجاتی ہے +

زخ خاک آب ازو گیرد ہوا خوش باد زو خواہد
دفِ زر پردہ زو یابد رباب آمد از آن نامش

آب بمعنی آبداری۔ دف زر آفتاب سے مراد ہے۔ رباب نام ساز کا ہے مراد ابر سفید سے ہے ضمیر شین کی ابر کی طرف پھرتی ہے۔ پردہ یافتن دف زر۔ ابر میں آفتاب کا پوشیدہ ہوجانا ہے

محیطِ نقطۂ عالم کہ بانِ پُر دلی دریا
ہمہ تن آب شد از شرم فیض بخششِ عامش

آب شدن بمعنی شرمندہ ہونا اور دریا کا ہمہ تن آب ہونا ظاہر ہے معنی شعر ظاہر +

چہ شیر است آنکہ در آتش پلنگ آسا ست اندامش
گرفتہ مرورا در بر ز اوج خویش بہرامش

شیر مراد برج اسد سے ہے۔ و در آتش بودن برج اسد و پلنگ آسا بودن برعایت کواکب برج مذکور کے کہا یعنی برج اسد عجب شیر ہے کہ اُسکا جسم آگ میں پلنگ کی مانند ہے اور بہرام نے اُسے اپنی بلندی میں کہ وہی برج اسد ہے اُس شیر کو اپنی بغل میں لے رکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اور بہرام برج حمل میں ایک ہی جگہ ہیں +

مر او را آہوے زردی دویدہ در دم گرگی
سمورے در عقب پویاں سگاں بر گوشۂ بامش

او کی ضمیر برج اسد کی طرف پھرتی ہے۔ آہوے زرد آفتاب سے مراد ہے۔ گرگ قمر کی منزل کا نام ہے اور صبح کاذب کو بھی کہتے ہیں۔ سمور ایک سیاہ رنگ کے جانور کا نام ہے جسکی چمڑی کا پوستین بناتے ہیں لیکن یہاں تاریکی شب سے مراد ہے۔ سگان کلب اکبر و کلب اصغر سے مراد ہے یہ دونوں شکلیں برج اسد کے قریب ہیں۔ بام آٹھویں آسمان سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب دم گرگ صبح کاذب میں دوڑتا ہے اور سموری شب کی اُس آہو کے پیچھے دوڑتی ہے اور کُتّے اُس برج کے بام پر موجود ہیں +

ز سیم خام میسازد قمر ہر ماہ یک طوقش
چو زر پختہ مے تابد درستِ قلب از خامش

سیم خام و زر پختہ دونوں کے معنی خالص و عمدہ کے ہیں۔ خام بمعنی جرم شین کی ضمیر اسد کی طرف پھرتی ہے۔ درست بمعنی دینار قلب ناسرہ کو کہتے ہیں۔ درست قلب کواکب سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ قمر جو ہر مہینے میں ہلال ہوجاتا ہے گویا اُسکے واسطے زریں و سیمیں طوق تیار کرتا ہے اور زر خالص کی طرح درست قلب یعنی کواکب اُسکے جرم سے چمکتے ہیں۔ دوم یہ کہ قلب سے مراد قلب الاسد ہے جو ایک ستارہ برج اسد کے قلب میں ہے +

شہِ انجم بشاہِ ہند گویا نسبتے دارد
کہ بر دروازۂ ہر دو زر اندود ست ضرغامش

شہ انجم آفتاب سے مراد ہے - شاہ سپہر ممدوح سے مراد ہے - ضرغام شیر درندہ کو کہتے ہیں یہاں
برج اسد سے مراد ہے - اکثر بادشاہوں کے دروازوں پر شیر وغیرہ کی صورت بنی ہوئی ہے +
پس شاعر کہتا ہے کہ آفتاب کو ممدوح سے ایک نسبت ہے کہ دونوں کے دروازوں پر شیر کی صورت
بنی ہوئی ہے +

سمندش باد آتش پائے آہن خائے خارا سم
کہ گردوں گوشہ باشد ز قوس حلقۂ گامش

آتش پا تیز پا و تیز رفتار سے مراد ہے - آہن خا سختی سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اسکا گھوڑا
جو اوصاف مذکورہ سے متصف ہے اسکے حلقۂ قدم کے مقابل میں جو مثل قوس کے ہے آسمان
ایک زاویہ یا گوشہ کی برابر ہے +

زہے سکندر آئینی کہ در میدان آئینہ
قلاے سرکش زر لبفت جامہ شد رامش

آئینہ کاغذ سے مراد ہے - قلا اسپ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں اور قلاے زر لبفت سرکش خام
قلم سے مراد ہے جو خول زر میں پیچیدہ ہوتی ہے اور تحریر کے وقت اسمیں سرکشی ہوتی ہے
خلاصہ یہ ہے عجب ممدوح سکندر آئین ہے کہ میدان کاغذ میں قلم زر پیچیدہ اسکی فرمانبردار ہے

عجب ہیں کاں سیہ روی سخن چیں را بملک چیں
گرفتہ در سر سہ مہ ہمے آرند از شامش

سیہ رو سخن چیں قلم سے مراد ہے - ملک چیں کاغذ کی طرف اشارہ ہے - سہ مہ مراد تین انگلیوں
سے ہے - شام مراد دوات سے ہے - خلاصہ یہ ہے لے مخاطب جاے تعجب ہے کہ انگلیوں
کے تین چاند باوجودیکہ سر گرفتہ ہیں تاہم شام دوات سے اس سیاہ رو سخن چیں کو ہمیشہ
ملک چین میں لے جاتے ہیں یعنی تین انگلیاں قلم کا سر پکڑ کر دوات سے باہر نکال لاتی ہیں

بروم آورد از ظلمت چو ذوالقرنین آب خضر
اگرچہ از لب یم گشتہ ہر دم خشک تر کامش

روم کاغذ سے مراد ہے - آورد کا فاعل وہی قلم ہے - ظلمت مراد دوات سے ہے - ذوالقرنین
سکندر سے مراد ہے - آب خضر یعنی آب حیواں یہاں اب جان بخش یا حروف روح افزا سے

کنایہ ہے۔ یم مراد دوات سے ہے۔ خشک گشتن کام قلم میں سیاہی نہ رہنے سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے اگرچہ دریا کے کنارے پر سے ہر لحظہ اُسکا گلا خشک ہو جاتا ہے اور بہت تکلیف
اُٹھاتا ہے لیکن سکندر آب حیات نہ لایا تھا وہ ہر دم روم کی طرف آب حیات لاتا ہے +

بہ تیغش بند بردارند و سر برند آنگاہش
سیہ سازند رویش را چو خصم آل بہرامش

ہر چہار شین کی ضمیر قلم کی طرف پھرتی ہے۔ بند برداشتن نیزہ کے اعضا جدا کرنے کو کہتے
ہیں۔ سر بریدن مراد قلم تراشنا۔ سیاہ ساختن رو قلم کو سیاہی آلود کرنے سے مراد ہے۔ آل بہرام
ممدوح سے مراد ہے۔ کیونکہ محمد شاہ بن تغلق بہرام کی اولاد میں سے تھا یعنی شعر ظاہر +

شہنشاہے کہ در رفعت بہ بزم سلطنت گشتہ
محیط چرخ را حاوی حباب عارض جامش

خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح بلندی مرتبہ کے بارہ میں وہ ہے کہ آسمان اُسکی بزم سلطنت میں
جام شراب کی حباب کے گھیرے میں آگیا ہے +

حسامش قطرۂ آبے است بستہ درمیان یم
کہ میگردد بداں سر حلقۂ بدخواہان بدنامش

حسام شمشیر کو کہتے ہیں۔ یم دست ممدوح سے مراد ہے۔ میگردد کا فاعل بدخواہ ہے۔ بداں کی
ضمیر قطرہ آب بستہ کی طرف پھرتی ہے اور ہر دو شین کی ضمیر ممدوح کی طرف پھرتی ہے یعنی شعر ظاہر

بسحر خود زباں بندی کند مرجان اعدا را
کہ میناے است پر جوہر زبان لعل آشامش

زباں بند ایک تعویذ کو کہتے ہیں جو دشمنوں کی زباں بندی کے واسطے لکھا کرتے ہیں۔ مینا
جوہر سبز رنگ کو کہتے ہیں۔ یہاں تیغ فولادی سے مراد ہے جو نیلگوں ہوتی ہے۔ اور تیغ
کا پُر جوہر ہونا ثابت ہے۔ زبان دم تیغ سے مراد ہے۔ لعل مراد خون۔ خلاصہ یہ ہے وہ تیغ
اپنے فسوں سے دشمن کی زبان کو بند کر دیتی ہے اسواسطے کہ زبان خوں آشام اُسکی مینائے
پُر جوہر ہے یعنی شراب سے پُر ہے اور قاعدہ ہے کہ مے نوشی کے وقت شیشہ شراب پینے

کی زبان کو بند کر دیتا ہے +

اگر ماہی زریں شد کہ دریا جوہست کلک او
نہنگِ سبز داں کآب رواں جو نیست صمصامش

ماہی زریں مراد قلم سے ہے جو دونوں مقاموں میں جستجو کرنیوالے کے معنی ہیں - نہنگ سبز باعتبار نیلگونی جوہر فولاد کے تلوار سے مراد ہے - آب رواں و دریا مراد ممدوح کے ہاتھ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی قلم کہ جویندہ دریا کی ہے اگر قائل کے ذہن میں ماہی زریں متصور ہوئی پس صمصام ممدوح کو بباعث نیلگونی کے نہنگ سبز جاننا چاہیئے +

در اتمامِ امور ملک و دیں از بارگاہِ قدس
چو فیضِ علتِ اولیٰ رسد پیوستہ الہامش

بارگاہ قدس درگاہ اللہ تعالے سے مراد ہے - علتِ اولیٰ استعارہ عقل اول یا نور محمدی سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا دیندار ہے کہ فیض علت اولیٰ کی مانند ہے جو تمام کائنات کو پہنچتا ہے اسکو درگاہ اللہ تعالے سے الہام پہنچتا ہے +

کتابِ زیج شاہی را کہ از وے معتبر نبود
چو تقویم کہن منسوخ باد آیاتِ احکامش

زیج معرب زیک وہ ایک رشتہ ہوتا ہے جس سے عمارت کی بنیاد ناپ کر ڈالتے ہیں اور علم نجوم و علم ہیئت کا بھی نام ہے جس سے تقویم و پترا نکالتے ہیں - تقویم کہن نجومیوں کے حساب ایک سال کو کہتے ہیں جسمیں حرکات و احوال کواکب کا لکھتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ جس بادشاہ نے تجھ سے اعتبار حاصل نہیں کیا یعنی تونے اسکو نہیں بخشا پس اس بادشاہ کے احکام تقویم کہن کی مانند ردود ہیں اور مقبول نہیں ہوتے +

قصیدہ معشوق کی تعریف اور ممدوح کی مدح میں

اے شامِ سر زلفِ تو برمہ شدہ سر کش
شمشاد خلعت را گل سوری شدہ مفرش

مہ مراد چہرہ سے ہے۔ شمشاد ایک درخت کا نام ہے اشارہ قد معشوق کی طرف۔ گل سوری چہرہ
سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ اے معشوق تیری زلف کی شام ماہ چہرہ پر سر کشیدہ ہے اور تیرے
ریحان خط کے واسطے گل سوری مفرش ہے یعنی خط ریحان کا اُسپر فرش ہے +

یاقوت بہ آب لازمہ آں دُرِ سیراب
خورشید بتاب از غمِ آں چہرۂ مہوشش

یاقوت مراد لبوں سے ہے۔ آب بمعنی آبداری۔ دُرِ سیراب اشارہ ہے دنداں کی طرف۔ تاب
بمعنی تب و تاب۔ غم بمعنی عشق خلاصہ یہ ہے تیرے یاقوت لب دنداں کی مدد سے آبدار ہیں
اور تیرے چہرۂ مہوش کے عشق میں یعنی تیرے چہرۂ بے خط سے خورشید تپ و تاب میں ہے
دوم یہ کہ تاب کے معنی پیچ و تاب کے ہیں۔ غم مراد غم اشک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے
چہرۂ صاف کے غم رشک سے خورشید پیچ و تاب میں ہے +

چشم تو کہ از غمزہ زند تیر جگر دوز
ترکیست کماں بر سر ہندو بچہ در کش

کماں مراد ابرو سے ہے۔ ہندو بچہ میں اضافت مقلوبی ہے مراد مردمک چشم سے ہے +
معنی شعر کے ظاہر ہیں +

تا پر بہ جگر در شد و پیکاں سوے دل رفت
ہر ناوک جاں دوز کہ انداخت ز ترکش

پر ذات تیر سے مراد ہے کیونکہ پر سوفار کے نزدیک ہوتا ہے بہ جگر در شدن یعنی جگر میں کھب جانا
فاعل انداخت کا وہی ترک چشم ہے۔ خلاصہ یہ ہے جس وقت سے تیری چشم نے تیر جان دوز
لگایا ہے وہ تیر جگر میں کھب گیا اور پیکان دل کی طرف چلا گیا +

آں عقرب شبرنگ کہ مہ منزل او شد
صد نیش زدہ بر دلِ ریشِ منِ غمکش +

عقرب گزدم کو کہتے ہیں اور برج ہشتم کا بھی نام ہے یہاں عقرب شبرنگ زلف سے مراد ہے
مہ مراد چہرہ سے ہے۔ زدہ کا فاعل عقرب ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے چہرہ پر لٹکی ہوئی زلف

دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا +

در کش قدح مے کہ جنیبت کش گردوں
ہترائے زراندودہ برافگندہ برابرش

جنیبت کش اُس آدمی کو کہتے ہیں جو کوتل گھوڑا لاتا ہو - ہترائے زراندودہ آفتاب سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے لے معشوق صبح ہوگئی اور آفتاب نکل آیا اب شراب پی لے +

ماہِ سرِ منجوق کماتش بسرِ خویش
آئینہ زر بست بریں طاقِ منقش +

ماہ مراد ماہچہ سے ہے جو سونے یا چاندی کا مدور ماہچہ صیقل زدہ سر نیزہ پر قائم کرتے ہیں
کمات دلیروں اور سپاہیوں کو کہتے ہیں - بست کا فاعل ماہ ہے - خلاصہ یہ ہے کہ تیری
سپاہ کا ماہچہ اس نقشیں محل آسمان پر بطور زرّیں آئینہ کے باندھ دیا ہے +

اے صیتِ جلالِ تو سبق بردہ در آفاق
زاں سبز کبوتر کہ برد نامہ زمرغش

آسمان میں تین حرکتیں مقرر ہیں - دولابی - حمائلی - رحوی - مرغش بالضم ایک قسم کا کبوتر معلق زن
جو نامہ بری کرتا ہے - کبوتر سبز جبرئیل سے مراد ہے - نامہ مراد وحی سے ہے - مرغش لامکاں
کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے لے ممدوح تیری بزرگی کا آوازہ جبریل سے جو کہ لامکاں سے
وحی لاتا ہے غلبہ و سبقت لیگیا +

در قصرِ ہمایونِ تو کز عرصۂ سقفش
طولِ فلک از عرضِ وے افتاد یکے رش
حاسد چو ستون است بناید کہ سرش را
نجار قضا زود قلم زد بسرِ تش

رش بمعنی بازو شین کی ضمیر حاسد کی طرف پھرتی ہے - نجار بڑھئی کو کہتے ہیں - قلم زدن بمعنی
کاٹ دینا - تش بمعنی آتش و تیشہ و رودگر کو کہتے ہیں - خلاصہ یہ ہے تیرا محل اسقدر بلندی
رکھتا ہے کہ تمام فلک اُسکے عرض میں فاصلہ و مسافت دو ہاتھ کی رکھتا ہے اور اس محل

ہیں تیرا حاسد ستون کی مانند معلوم ہوتا ہے - کیونکہ قضا کے بڑھئی نے اُسکے سر کو تیشہ سے قطع کیا ہے تاکہ حرکت نہ کرسکے +

تا وقتِ قِراں با سپرِ زر ز تفاوت
پنہاں بشود تیرۂ شب از دیدۂ اعمش

قِران اہل نجوم کی اصطلاح میں دو ستارے ایک برج میں جمع ہونے کو کہتے ہیں - اعمش پانی آنکھوں سے جاری ہونے کو کہتے ہیں یعنی جسوقت تک مریض کی آنکھ آفتاب اور شب تیرہ کو اپنے اپنے قرب وقت میں تمیز کرلیوے - یعنی قرب آفتاب کو حرارت کے باعث اور قرب شب کو برودت کے باعث پہچان لیوے - اور بعض نسخوں میں تیرہ کی جگہ تیر ہے اور تیر شب عطارد سے مراد ہے اور معمول ہے جو ستارہ آفتاب کے قریب ہوتا ہے محترق ہوجاتا ہے اور بے نور و پوشیدہ ہوتا ہے اور آفتاب عطارد میں اُنیس درجہ کا فرق ہے یعنی جسوقت تک عطارد اور آفتاب کے قرب سے بباعث تفاوت جانبین کے اندھے کی آنکھوں سے غائب ہوجاوے اور پوشیدہ ہوتا رہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات قیامت تک رہیگی +

خورشید بقا بادشہ و روے عدویش
از خسف چو ماہی کہ برآمد ز چہ کش

ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے - خسف زمین میں چلی جانے اور چاند کے گہنا جانے کو کہتے ہیں - کش بالفتح شہر کا نام ہے جو نخشب کے قریب ہے اور جسے شہر سبز کہتے ہیں حکیم بن عطا نے جسکو حکیم ابن مقنع کہتے ہیں سحر و افسوں سے ایک چاند بنایا تھا جو دو مہینے تک ہر شب کو کوہ سیام میں سے جو شہر سبز کے گرد و نواح میں ہے نکلتا تھا اور چار کوس تک اُسکی روشنی جاتی تھی - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی ذات آفتاب کی مانند نورانی و باقی رہی اور دشمن کا چہرہ زمین کے نیچے جانے سے مثل ماہ نخشب کے جو شہر کش کے کنوے سے نکلتا تھا بے نور و بقا رہا ہے +

قصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے غائب ہونے اور ممدوح کی مدح میں

خور چو نہد قرص زر بر سر ایں سبز خواں
سفرۂ گلریز را باز کند شب نہاں +

خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے شب اپنے دسترخوان گلریز کو پوشیدہ کر لیتی ہے +

نشکند ایں قرص زر بر سر ایں سبز خواں
کاسۂ سیمین ماہ بر طبق آسماں

خلاصہ یہ ہے اگرچہ یہ آفتاب خود شکستہ نہیں ہوتا لیکن قمر کا پیالہ اُس سے شکستہ ہو جاتا ہے

چشمۂ بے نم ولائی دُجی را ز خاک
زانکہ میان محیط از دو طرف شد رواں

چشمۂ بے نم مراد آفتاب سے ہے۔ لائی ۔ سیاہ رنگ کی مٹی جو حوضوں اور ندیوں کے نیچے ہوتی ہے اُسے کہتے ہیں۔ دُجی بمعنی تاریکی شب۔ خاک اشارہ زمین کی طرف۔ محیط مراد آسمان سے ہے۔ دو طرف کنایہ مشرق و مغرب۔ شد کا فاعل چشمۂ بے نم ہے۔ اس شعر میں خورشید کو بطریق عجائبات کے بیان کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے عجب معاملہ ہے کہ آفتاب باوجودیکہ دریا میں رہتا ہے لیکن چشمۂ بے نم ہے اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ برخلاف چشمہائے عالم کے دونوں طرف یعنی مشرق سے مغرب تک رواں ہے +

چشمہ بماہی رسید پنج مہ نو فرست
تا بہ ثریا کند بدر شفق خور قراں

چشمہ اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ ماہی برج حوت سے مراد ہے۔ پنج مہ نو پانچ انگلیوں سے مراد ہے۔ ثریا ستاروں کا نام ہے مراد دنداں سے ہے۔ بدر مراد جام سیمیں یا بلوریں سے ہے۔ خورندہ شفق جام کی صفت ہے۔ خلاصہ یہ ہے لے معشوق آفتاب برج حوت میں چلا گیا ہے۔ بہار کا موسم ہے پس تو انگلیوں کو بڑھا اور دنداں کے پاس لیجا +

در عمل ساحری کرد عزیمت خطت
مار سیہ حلقہ زد بر طرف گلستاں

خلاصہ یہ ہے لے معشوق مار سیہ نے تیرے گلستان چہرے کے کنارے پر حلقہ لگایا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے خط نے جادو کا ارادہ کیا ہے اور سانپوں کو بلایا ہے +

نیست جز ابروے تو ماہِ نوے ہر سحر
نیست بجز چشم تو مشتری در کماں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ماہ نو صبح کو نہیں ہوتا اور مشتری کا خانہ اگرچہ برج قوس ہے لیکن وہ ہمیشہ برج قوس میں نہیں رہتا مگر تیری ابرو عجب ماہ نو ہیں جو ہر سحر میں موجود ہیں اور تیری چشم عجب مشتری ہے کہ ہمیشہ کمان ابرو میں رہتی ہے +

آں نہ خط عارضست آں نہ بنفشہ ست گل
شاخ تر سنبل است بر ورق ارغواں

بنفشہ مراد خط سے ہے۔ گل مراد عارض سے یعنی اے معشوق تیرا خط و عارض دوسرے معشوقوں کا سا نہیں ہے بلکہ جو چیز معشوقوں کے خط و عارض سے مشابہ ہوتی ہے وہ بنفشہ و گل ہے اور تو اس سے بھی برتر ہے یعنی خط تیرے رخسارے پر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تازہ سنبل کی شاخ ورق ارغواں پر ہے۔ سنبل کی فوقیت بنفشہ سے تین اعتباروں سے ہے اول کامل رنگ کی سیاہی۔ دوم خوشبو۔ سوم باریکی ریشہا +

ترک تو خفتہ مدام در خم محراب مست
ہست بر آں معصیت روے سیاہش نشاں

ترک مراد چشم سے ہے۔ محراب مراد ابرو سے ہے۔ روے سیاہ اشارہ ہے مردمک چشم کی طرف۔ شین کی ضمیر ترک کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے تیری چشم ہمیشہ سے خمیدہ کی محراب میں سوئی ہوئی ہے اور بے ادبی کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ اسکی گنہگاری پر سیہ روئی دلالت کرتی ہے +

مردم از انصافِ شاہ مائل طاعت شدہ
پیش بروے فساد چشم کشادن تواں

پیش بمعنی اس سے پہلے۔ در کشادن تواں استفہام انکاری کہ ظاہر میں تو اقرار ہے اور حقیقت میں انکار ہے خلاصہ یہ ہے کہ معشوقوں کی مردمک چشم جو ستمگار زمانہ تھی اب وہ بھی بادشاہ کے انصاف کے سبب سے بندگی کی طرف مائل ہو گئی ہے اور آئندہ اپنے طالبان

فساد کی آنکھ کھولے گی +

خضر سکندر نگیں ہود مسیحا جبیں
شاہ ملک آستیں ماہ فلک آستاں

باعتبار حیاتِ ابدی کے وہ ممدوح خضر ہے اور تمام دنیا پر حکومت ہونے کی وجہ سے سکندر نگیں ہے اور اصدار کرامت کے باعث ہود ہے اور چونکہ لوگوں کے دلوں کو زندہ کرتا ہے اسواسطے مسیحا جبین ہے بباعث پاکی آلودگیوں کے ملایک آستین ہے اور برعایت لمعات رخسارہ کے ماہ ہے

شاہ محمد علم ماہ ستارہ حشم
آدم موسے قدم حیدرِ احمد تواں

محمد علم باعتبار اسکے کہ کفر کی تاریکی کو دور کرنیوالا ہے۔ حیدر شیر درندہ کو کہتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے معنی شعر ظاہر +

اے کہ بروزِ نبرد خنجرِ بہرام چرخ
پیش تو چوبیں شود در صفِ کیں چوں میاں

بہرام چرخ مریخ کو کہتے ہیں۔ چوبیں بمعنی ناقص و بیکار میان بمعنی نیام۔ خلاصہ یہ ہے اے ممدوح جلاد فلک کی شمشیر تیرے سامنے چوبین یعنی بیکار ہے +

روزِ وغاے تو مرگ نالش نائے عدو
در شبِ عدلِ تو گرگ مالش پاے شباں

خلاصہ یہ ہے تیری لڑائی کے دن موت کو گلوے دشمن پر نالہ کرنا لازم ہے اور تیرے انصاف کی شب میں گرگ کو پاے شبان کی مالش واجب ہے +

روح القدس خواست تا روے نہد بر درت
بر شدہ صد سالہ راہ از قمم لامکاں

قمم بروزن حجم بمعنی بلندی خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل نے چاہا تھا کہ تیرے آستانہ پر چہرہ رکھے اور سجدہ کرے۔ پس ارادہ سے بلندی لامکاں کے اوپر سو سال تک چڑھے تاہم ترا آستانہ نہ پایا

وردِ سحرگاہِ تست رقیۂ الیاس خضر

مفلسِ درگاہِ تست خازنِ دریا وکاں

رقیہ بمعنی سحر وافسوں - ورد بمعنی وظیفہ - خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت تیرا وظیفہ الیاس و خضر کے واسطے افسون شفا ہے یعنی وہ وظیفہ کے سننے سے شفا پاتے ہیں اور تیری درگاہ کے مفلس دریا و کان کے خازن ہیں +

بحرِ عقولی نہ دُر شہرِ علومی نہ در
باغِ امانی نہ گل روح امینی نہ جاں

شہر علوم ذات سرورِ کائنات سے مراد ہے دروازہ ذات علیؓ سے مراد ہے بموجب اسکے انا مدینۃ العلم و علی بابہا - خلاصہ یہ ہے عقول کے واسطے تو دریا ہے کہ گوہر عقل تجھ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ تو خود گوہر ہے - بباعث صفات کاملہ کے تو مدینہ علم کا ہے نہ کہ دروازہ اور تو باغ امان ہے نہ گل اور تو بباعث شرف ذاتی کے جبریلؑ ہے نہ کہ جان +

تا ز خروشِ خروس بر سرِ طشتِ کبود
بیضۂ زر افگند زاغِ سیہ از دہاں
پایۂ تختِ تو باد بر سرِ مہ سرفراز
قبۂ چترِ تو باد بر سرِ خور سائباں

طشتِ کبود افلاک سے مراد ہے - بیضۂ زر آفتاب سے مراد ہے - زاغ سیاہ شب کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے جبتک سحر ہوتی رہے اور اُسوقت مرغ شور کرتے ہیں اور اُنکی شور کی ہیبت سے زاغ آسمان اپنے دہن سے بیضہ گرادے یعنی قیامت تک تیرا تخت آسمانی رہے اور اُسکا پایہ سر ماہ پر سربلندی حاصل کرے اور اُسکے چتر کی برجی فلاک سے اُونچی رہے اور خورشید کے سر پر اُسکا سایہ رہے +

قصیدہ معشوقوں کی تعریف اور محمد شاہ تغلق کی مدح میں

تیر بہیں درگہ جولاں زسپر تیغ کشاں
اے زہے تیر کز و گوشہ نشین است کماں

تیر مراد عطارد سے ہے ۔ سپر اشارہ آفتاب کی طرف ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے چونکہ آفتاب و عطارد میں تفاوت رہتا ہے اور قریب نہیں ہوتا ہے پس شاعر کہتا ہے اے مخاطب بسبب قرب خورشید کے عطارد کو دوڑتا دیکھ اور مصرعہ ثانی میں تعجب سے بیان کرتا ہے کہ واہ واہ کیا تعجب ہے کہ برج قوس یعنی کمان سے پوشیدہ ہے ✤

ہم آں تیر جہاں رفتہ کہ در قلعۂ باغ
شاخ زریں سپر آویختہ از نوک سناں

تیر چوتھے ماہ شمسی کا نام ہے ۔ جب آفتاب برج سرطان میں رہتا ہے اس مہینے کے آخر میں خریف ہوتی ہے ۔ سپر زریں برگ زرد یا میوہائے پختہ کی طرف اشارہ ہے ۔ سناں کانٹوں یا اصول میوہ سے مراد ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس تیر کا خوف جہان سے ایسا اُٹھ گیا ہے کہ قلعہ باغ میں شاخ نے زریں سپر کو نوک سناں سے لٹکا رکھا ہے اور اُس شاخ کو کسیکا وسوسہ تشویش نہیں ہے

زاغ لولو بچہ صدرۂ سیمیں در بر
در نوا کرد سراپردۂ زربفت خزاں

لولی زدن فاحشہ کو کہتے ہیں پس لولی بچہ بمعنی حرامزادہ ۔ صدرہ بمعنی سینہ پوش ۔ نوا بمعنی سامان اور خزاں کو سراپردۂ زربفت اسواسطے کہا کہ اُسمیں سے زرد زرد پتے اور میوے گرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حرامزادہ کوے نے جو پشمینہ کی صدری پہنے ہوئے ہے سراپردۂ زربفت خزاں کو اپنی ملکیت بنالی ہے اور اُسمیں نالہ و فغاں کرتا رہتا ہے ✤

در بر شاہد آبی ست بشکر گوں مخمل
گوئے گوئیست زر ز در خم مشکیں چوگاں

مشکیں چوگاں شاخوں اور ٹہنیوں سے مراد ہے یعنی اے مخاطب ۔ بہی کو ایسا کہنا چاہئے گویا گیند خمیدگی چوگاں میں ہے ✤

سیب شکل زنخ یار و بمعنی لب یار
کز بروں لعل نمایست و درون شہد فشاں

خلاصہ یہ ہے کہ سیب ظاہر میں تو معشوقوں کی زنخدان جیسا ہے اور حقیقت میں اندر وسے

لذت و ذائقہ کے شیرینی و لطافت لب یار کی مساوی ہے کیونکہ باہر سے سرخ ہے اور اندرون میں شیریں ہے +

شکل امرود دو عود است بہم رو یارو
جانب نائے رواں بہر نوائے دل وجاں

عود ایک ساز بربط کا نام ہے قسم ستار سے جسے نصف کدو سے تیار کرتے ہیں اور جب ہر دو نصف حصص کو مقابل رکھیں تو اسکی صورت مدور مخروطی امرود کی سی طیار ہو گی - رو یا رو یائے تحتانی سے بمعنی مقابل - نائے بمعنی گلو - خلاصہ یہ ہے امرود کی صورت ایسی ہے گویا دو عود مقابل رکھے ہوئے ہیں اور گلوئے خورندگاں کی طرف رواں ہو کر انکے دل و جان کو خوشی دیتا

نار بردار برآورد سر خوں آلود +
وانکہ بید ست کشید خنجر زریں زمیاں

برگہائے بید کو خنجر زریں زرد ہونے کے باعث کہا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ انار کی یہ کیفیت ہے کہ سر خون آلود کو دار پر کھینچتا ہے اور بید کی یہ صورت ہے کہ زریں تلوار کمر سے کھینچتا ہے

دیدۂ ابر دُر افشاں چو عقیق لب یار
ساعد باغ زر افشاں چو کف شاہ جہاں

ابر کی در افشانی قطرات کے ترشح کے باعث سے ہے اور لب یار باعتبار سخنان شیریں جال فزا کے یا خندۂ دنداں نما کے - شاخ کی زر افشانی بباعث برگ ریزی کے موسم خزاں ہیں - شاہ جہاں ممدوح سے مراد ہے معنی ظاہر +

مطلع معشوق کی تعریف میں

اے بت ماہ خد و مار خط و موئے میاں
چند آخر بہ یکے موے کشی کوہ گراں

موے مراد کمر سے ہے باعتبار باریکی کے کوہ گراں مراد سرین سے ہے یعنی شعر ظاہر +

ساختگی آں صنمے چادر گلی در بر
چوں عروساں لبصر دایۂ رومی بچگاں

سانگجی ایک سیاہ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سیاہ قسم کے انگور کو کہتے ہیں۔ چادر کحلی اُسی سانگجی کی طرف اشارہ ہے۔ مردم مردمک دیدہ سے مراد ہے۔ رومی بچگاں اُسی مردم چشم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ میوہ گویا ایک صنم ہے جو سیاہ رنگ کی چادر پہنے ہوئے ہے اور عروسوں کی طرح بچگان رومی کی پرورش کرتی ہے۔ اس اعتبار سے کہ اُسکے تخم سرخ ہوتے ہیں۔ یہ شعر مطلع اول کا ہے +

شکنِ زلف ترا لالۂ تر بر شمشاد
لعلِ دُرپاش ترا غنچہ در آتش پنہاں

شکن بمعنی پیچ وتاب۔ لالۂ تر چہرۂ گلگوں سے مراد ہے۔ شمشاد اشارہ زلف کی طرف ہے لعل کنایہ لب دُرپاش خندۂ دنداں نما یا کلام جاں فزا سے مُراد ہے خلاصہ یہ ہے تیری زلف پیچدار کی صورت ہے گویا لالۂ تر شمشاد میں ہے اور تیرے لبہائے دُرپاش کے واسطے یہ کیفیت ہے کہ آتش میں ژالہ پوشیدہ رکھتا ہے +

شفقِ مے سوئے پرویں نرود تا نکند
ایک مہ چاردہ با پنج ہلالِ نو قراں

شفق مے خود مے سے مراد ہے۔ پرویں اشارہ دنداں کی طرف ہے۔ مہ چاردہ مراد جام سے ہے۔ پنج ہلال پانچ انگلیوں سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

کشتیِ زر چو بدریائے نگوں غرق شود
جہد آں کن کہ نماید سوئے لب جولاں

کشتی زر جام زریں سے مراد ہے۔ دریائے نگوں مراد مے سے ہے کیونکہ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور نگوں یعنی مقلوب پس مقلوب یم مے ہوا۔ غرق شود یعنی بھر جائے اور پُر ہو جائے۔ نماید کا فاعل کشتی زر ہے +

ہر کہ بادہ ز خمستان الٰہی نوشد
در خورش ساغر خورشید چو کف شاہ جہاں

خمستان الٰہی محبت خدا کی شرابخانہ سے مراد ہے۔ در خور بمعنی لائق۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ

ممدوح کو آفتاب کا پیالہ سزاوار ہے اسی طرح اُس شخص کے لیئے جو شرابخانۂ محبت ایزد کا پیالہ نوش کرے آفتاب کا جام لایق ہے +

اے فریدون فروارش روش و سام حسام
آبتیں آب و مؤید و گرشاسپ تواں

روش بمعنی طرز و عادت کے یہاں چسپاں ہیں۔ سام رستم کے دادا کا نام ہے۔ گرشاسپ رستم کے آبا و اجداد میں ایک نامور پہلوان کا نام ہے۔ آبتیں فریدوں کے باپ کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

چرخ زریں کلہ و سبز قبا با ہمہ جاہ
ہمچو نے پیش سر کلک تو بربستہ میاں

زریں کلہ باعتبار آفتاب کے۔ سبز قبا مراد آسمان سے ہے۔ نے سے مراد نیشکر سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان باوجود ان مراتب کے تیری خدمت کے واسطے نیشکر کی طرح کمر بستہ رہتا ہے سر کلک سے مراد حکم و احکام و خدمت ہے +

نیست از سہم سر تیغ تو جز خط و شکر
کاغذی جامہ کسے بر سر بازار جہاں

کاغذی جامہ کے معنی اظہار عجز و بیچارگی اور اُس کاغذ سے بھی مراد ہے جسمیں قند و نبات وغیرہ لپیٹ کر رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیرے خوف سے زمانہ میں کوئی تیرے خط کے سوا جامۂ کاغذیں نہیں پہنتا یعنی تیرے زمانہ میں کوئی فریادی نہیں ہے +

چوں کماں دیدہ کہ دلجوے عدو شد تیرت
ہر دم از خانہ بروں میکندش از پے آں

خلاصہ یہ ہے تیرے تیر نے تو از راہ لغوی معنی کے دشمن کی دلجوئی کی تھی لیکن کمان نے کج فہمی سے حقیقی معنی دلجوئی کے سمجھکر اُسکے اپنے خانہ سے نکالدیا۔ خوبی ظاہر +

قرص خور آتش از آں نیزہ کشندہ ہرگز
نرسد دشمن بے آب ترا دست بناں

نیزہ کشیدن خطوط شعاعی نکالنے سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اپنی آگ کو بلندی پر

اسواسطے لیگیا ہے تاکہ تیری دشمن کے نان ہاتھ نہ لگی اور آگ نصیب ہوئی ؛

برخلافِ تو اگر دشمنِ بے دیں دم زد
نیست گلدستۂ اقبال ترا ہیچ زیاں
کا یمن است از شررِ نارِ مجوسی یاقوت
فارغ است از صرصرِ صرصرِ دَی باغِ جناں

مجوسی بمعنی آتش پرست ۔ یاقوت کا آتش پرستوں کی شرر آگ سے امین رہنا اس اعتبار سے ہے کہ پہلے جب کفار یاقوت کی پرستش کرتے تھے یاقوت بھی کفار کا شرر آتش ہوتا تھا لیکن اب وہ بات نہیں ہے اسواسطے یاقوت امن میں ہے دی جاڑے کے ایک مہینے کا نام ہے جسکو ہندی میں ناگھ کہتے ہیں معنی شعر ظاہر ؛

گر بہ بیجادہ رسد عکسِ نگینِ تو شبے
در کشد خرمنِ مہ را زرہِ کاہکشاں

بیجادہ ایک سرخ رنگ کا جوہر ہے جو کہربا کی طرح کاہ کو کھینچ لیتا ہے خلاصہ یہ ہے تیرے نگینہ میں اسقدر جاذب و کشش عمالک ہے کہ اگر اُس نگینہ کا عکس کسی رات بیجادہ پر پڑ جاوے تو بیجادہ میں قوت جاذبہ اسقدر بڑھ جاوے کہ بیجادہ ماہ کو راہ کہکشاں سے کھینچ لیوے ؛

در تصاعد کند ار گردِ براقت سوئے چرخ
چشمِ عقرب شود ی معدنِ نور دبراں

در بمعنی اگر کندی شودی میں یا تمنی جو مضارع پر لگائی گئی ہے عقرب برج عقرب سے مراد ہے عقرب کی آنکھ نہیں ہوتی خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور بصارت کو کھو دیتا ہے لیکن تیری گھوڑے کی گرد اگر بلندی آسمان پر جاوے اور دبران تک جاوے تو وہ ایسا صاحب نور ہو جاوے کہ عقرب کو جو کور مخص ہے معدن نور کر دیوے ؛

زر گرہاست دریں یک شبہ عقد گہرم
بہر پیرایۂ مدحِ تو زخاتونِ بیاں

خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اپنے خاتون بیان سے جو یہ قصیدہ ایک شب میں کہا ہے آرائش مدح کے

واسطے بہت بڑی صنعت گری کی ہے ؛

تا بزین زر خورشید مزین باشد
صہوۂ زردۂ پدرام زر اندودہ عناں

صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں پدرام بمعنی آراستہ مراد آسمان یا دن سے ہے زر اندودہ عناں - باعتبار خطوط شعاعی کے معنی شعر ظاہر ؛

تا بود زاغ درم دار حواصل مدقوق
چونکہ شاہین زر اندودہ و دوبر سیزاں

زاغ مراد شب سے ہے درم دار مراد پر کواکب حواصل ایک سفید رنگ کی جانور کا نام ہے کنایہ دن مدقوق مراد کمی سے ہے شاہین زر اندودہ مراد آفتاب سے ہے معنے شعر ظاہر خبر شعر آئندہ میں ظاہر ہوگی - جسکے معنی ظاہر ؛

باد از صرصر غم پیش تو بر بستر مرگ
خصم بے برگ تو چوں برگ رزاں در یرقاں

پیش تو یعنی تیری زندگی میں برگ رزاں یعنی برگ انگور یرقان ایک قسم کی بیماری کا نام جس میں تمام بدن نہایت زرد ہوجاتا ہے اور مہلک ہے معنی شعر ظاہر ؛

قصیدہ بدر اور لوگوں کا قلعہ دیوگیر میں بدر ممدوح کی بابت تیکے بیجا جانے مجلس

بسال دولت شہ بود غرۂ شعباں
کہ سوے مملکت دیوگیر شد فرماں

سال دولت شہ - اعداد ابجد کی حساب سے دولت شہ سات سو پینتالیس ہوتے یعنی ۷۴۵ ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح نے مجھے ۷۴۵ ہجری ماہ شعبان میں دیوگیر کیطرف اپنے بھائی کے پاس قاصدی کے طور پر بھیجا - دیوگیر ایک شہر کا نام ہے جسے دولت آباد بھی کہتے ہیں ؛

تو دیوگیر مخوانش کہ دولت آباد است
کہ چار طاق در او ست ہشت باب جناں

چار طاق ہندی میں اُسے راوٹی کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی راوٹی گویا جنت کے آٹھ دروازہ ہیں ❖

حصارِ او زغلو آنچناں غلو دارد
کہ حلقہ درِ او راست آسمان سنداں

غلو دست بلند کرنے کو کہتے ہیں سنداں تپکہ آہنی ہتوڑا واہرن جو دروازہ کے تختوں پر گلی کی طرف لگا دیتے ہیں تاکہ صاحب خانہ کو اگر کوئی خبردار کرے تو حلقہ زنجیر کو تپکہ آہنی پر کھڑکھڑادے خلاصہ یہ ہے کہ دولت آباد کی دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ اُسکے حلقہ کے واسطے آسمان سنداں ہو گیا ہے ❖

فضائے عرصۂ یک برج چار ارکانش
محیطِ نہ ربضِ ہفت سبز شادرواں

چار ارکان چار دیواری کو کہتے ہیں ربض بمعنی شہر پناہ نہ ربض نو آسمانوں سے مراد ہے شادرواں پردۂ بزرگ کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر ❖

غراب او کہ زچنگِ عقاب برد نوا
چو حلق نائے دِ عراقی ربابِ خوش الحاں

نائے عراقی ایک عمدہ نے و بانسلی کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیسا کہ نائے عراقی گلوی خوش آواز پر غلبہ لیجاتی ہے اسیطرح اُسکا زاغ آواز عقاب پر غلبہ لیگیا ہے ❖

چو ماہ رایتِ اقبال رزم ما کردہ
بہ تیر چرخ سرِ تیغ کوہپاش قراں

خلاصہ یہ ہے اے بدر جیسا کہ اُسکے علم اقبال کا ماہچہ لڑائی کے دن عطارد کے نزدیک پہنچتا ہے اسیطرح اُس دولت آباد کی تیغ کوہ عطارد کے قریب پہنچ گئی ہے ❖

چو لعل دوست نباتِ زمین او عنبر
چو آب چشم حصاتِ قلاتِ او مرجاں

لعل مراد لب سے ہے دوست اشارہ معشوق کی طرف ہے نبات بمعنی روئیدگی حصات

بمعنی سنگریزہ قلات بمعنی بیابان مرجان جسے ہندی میں مونگا کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ معشوق کی زلف کی مانند اُس دولت آباد کی روئیدگی مانند عنبر کے خوشبودار ہے اور اشک خونی آبِ چشم عاشقاں کی مانند دولت آباد کی سنگریزے بجائے مرجان و مونگے کے ہیں +

درآں حباب درآئید و رخ برآب نہید
چو خاک بر درِ دارائے ملک قتلغ خاں

آن کی ضمیر دولت آباد کی طرف پھرتی آئید و نہید بدر کی طرف راجع ہے رخ برآب نہادن بمعنی آبرو حاصل کرنا۔ قتلغ خاں برادر ممدوح حاکم دیوگیر کا نام ہے۔ قتلغ ترکی میں مبارکباد و بلند و ہوشمند کو کہتے ہیں۔ دارا بمعنی دارندہ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ اُس دروازہ کی خاک کو عزت حاصل ہے تم بھی آستانہ قتلغ خاں کی خاک پر سجدہ کرو یعنی سر رکھو اور عزت و آبرو حاصل کرو +

شہد شستہ زباں از میان تا گوئید
کہ اے ز گوہر لطفت لب شکر خنداں

خلاصہ یہ ہے اے بدر ہمراہیوں سمیت نہایت ہی شیریں زبانی سے ہماری طرف سے کہدو کہ قتلغ خاں تیرے گوہر الفاظ سے لب شکر از روئے مقصدوری کے خنداں ہیں +

فروغ آئینہ سینۂ مبارک تست
شروق پرتو شمع معارف سبحاں

یعنی پرتو شمع عرفان الٰہی کی روشنی کا بعینہ تیرے سینۂ آئینہ کی روشنی کے مساوی ہے +

توئی خلاصۂ اہل قراضۂ ایجاد
توئی نقاسۂ اہل عراضۂ انساں

قراضہ بمعنی ریزۂ سیم و زر۔ قراضۂ ایجاد عالموں اور فاضلوں سے مراد ہے۔ عراضۂ انسان بھی فاضل سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تحفۂ علماء و فضلاء کا نتیجہ و خلاصہ تو ہی ہے +

بیا و بر لب دریائے وصل خود بارا
چو بحر پیش بہ لبہائے خشک تشنہ لباں

یعنی ہم کنارہ دریائے وصل اپنے سے بحر کی مانند تشنہ چھوڑ اور ہماری طرف راغب ہو

ماندن بمعنی گزاشتن +

	اگر تراست براوجِ جلالِ خود میلے چو آفتاب بسوے شمال گرد رواں	

گرد رواں یعنی روانہ ہو چونکہ شاہ جہاں آباد دولت آباد سے شمال کی طرف ہے اسواسطے کہتا ہے اے بھائی اگر تجھے ہماری درگاہ سے حصولِ مراتب کی خواہش ہے بس آفتاب کی طرح دہلی کی طرف جو بجانب شمال ہے روانہ ہو +

	بیا و سرمہ صفت بر بیاضِ دیدہ بمال سوادِ خلعتِ فرخندۂ امامِ زماں	

خلاصہ یہ ہے اے بھائی آ اور شاہ روم کے خلعت پہنانے سے ہماری چشم کو روشن کر +

	بیا و چوں مژہ بر طرفِ بامِ چشم بنہ بیاضِ آیتِ منشور والیِٔ دوراں	

یعنی جیسا کہ مژہ چشم پر ہیں اسی طرح شاہ روم کا فرمان پشتِ چشم پر رکھ۔ اس شعر میں گریز ممدوح کی طرف کرتا ہے +

	بحقِ خلیفۂ احمد امام ابو العباس کہ آفتاب زمین ست سایۂ یزداں	

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو العباس جو آفتاب زمین کو روشنی دینے والا اور ظل اللہ ہے خلیفہ برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے +

	ز عدلِ اوست کہ بگیرد آہوے زریں بہر سحر دُمِ سیمین گرگ را بدہاں	

آہوے زریں مراد آفتاب سے ہے سیمیں دم کی صفت ہے۔ گرگ مراد صبح کاذب سے ہے دم سیمیں کنایہ خط طولانی جو صبح کاذب میں ہوتا ہے۔ او کی ضمیر خلیفۂ عباسی کی طرف پھرتی ہی چونکہ آفتاب صبح کاذب کے بعد نکلتا ہے اسواسطے کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آہو نے جو دُمِ گرگ پکڑلی اور گرگ نے کچھ مزاحمت نہ کی یہ عین عدالت پر ممدوح کی دلالت کرتا ہے +

	ز مہرِ خنجر او داں کہ تیر سوختہ دید	

میان ہفت سپہر آفتاب را لرزان

او کی ضمیر خلیفۂ روم کی طرف پھرتی ہے۔ تیر عطارد سے مراد ہے۔ سوختہ صفت تیر کی ہے
خلاصہ یہ ہے کہ عطارد جو نزدیکی آفتاب سے سوختہ ہو رہا ہے تیری ہی تلوار کے خوف کا سبب ہے

تو جہد ور ز بدرگاہ قاہرہ پیوند
ازیں سپس تو وما و بقائے جاویداں

خلاصہ یہ ہے کہ تو کوشش کرکے ہماری درگاہ میں غالب آجا اسکے بعد تو ہے اور ہمیں ہوں
اور بقائے ابدی ہمارے تمہارے واسطے لازم ومناسب ہے۔ اِس شعر میں ممدوح کی طرف
سے قتلغ خاں کی طرف خطاب ہے +

چو این خطاب ز ما پیش خان فرو خوانی
بدست بوس دواتش چو خامہ سجدہ کناں

یعنی جب یہ خطاب ہماری طرف سے قتلغ خاں سے کہا تو جیسا کہ خامہ مصافحہ دوات کیے واسطے
سجدہ کناں جاتی ہے اسیطرح نہایت ادب سے تسلیم کرتی اور سر جھکاتی ہوئی جاکر
ہماری طرف سے یہ پیغام کہدینا +

قمطرۂ شکر است اینکہ بدر چاچی گفت
سمیطۂ درر است اینکہ سُفت فخر زماں

قمطر بمعنی صندوق جس میں کتابیں رکھتے ہیں یا وہ ظرف جس میں شکر رکھتے ہیں۔ سمیطہ وہ
رشتہ جس میں موتی پروتے ہیں۔ فخر زماں بدر چاچی کا لقب ہے معنی شعر ظاہر +

چو در نہوض شود موکب جلالت خاں
چو آفتاب منوّر بسایۂ یزداں +

نہوض کے معنی لشکر کا کوچ کرنا۔ آفتاب منور قتلغ خاں سے مراد ہے۔ سایۂ یزداں مراد بادشاہ
سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رکابدار قمر تیر چرخ ترکش دار
شرابدار خضر راہبر چراغ زماں

رکابدار پیادہ جو سوار کا رہبر ہوئے اور اصطلاح میں جو رکاب پکڑ کر گھوڑے پر سوار کرا وے قمر کو بہ سبب سریع السیر کی رکابدار مقرر کیا تیر چرخ عطارد سے مراد ہے لفظ تیر کی اعتبار سے ترکش دار کہا شراب ہر شے رقیق کو کہتے ہیں یہاں آب سے مراد ہے اسیواسطے خضر کو آبدار کہا چراغ زمان جناب سرور کائنات سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

بنقد سعد شود مشتری او برجیس
بہ تیر رائے اگر درکشند کمان گماں

خلاصہ یہ ہے اگر ممدوح اپنے فکر کو کمانِ گمان کیطرف کھینچے یعنی فکر کو امر ظنی کی طرف لیجاوے تو ستارہ برجیس اُس امر ظنی کو یقینی سے برتر سمجھے بلکہ اپنی نقدی سعادت سے اُسکا خریدار بنجاوے باوجودیکہ وہ خود سعد اکبر و قاضی فلک ہے +

بگاہ حملۂ یکراں سوارش ار خواهد
ز کام پیل بیکدست بر کشند دنداں

یکراں سوار میں اضافت مقلوبی ہے یعنی سوار یکراں خلاصہ یہ ہے کہ اگر قتلغ خاں کے ہاں کا سوار چاہے تو کام پیل میں سے ایک ہاتھ سے دانت باہر نکالڈالے +

وگر پیادۂ او بر زمیں فشارد پائے
بپاسے گاوِ زمیں چوں طبق فتد کوہاں

خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک پیادہ ایسا طاقتور ہے کہ اگر زمین پر اپنا قدم جمادے تو گاو زمیں کا کوہان یعنی پشتہ جو گائے کی پشت پر ہوتا ہے پارہ پارہ ہوجاوے +

بہ نیزہ ایں کلہ مہ رباید از سر شب
بہ بیلک آں کمر کوہ بر کند ز میاں

اشارہ آں کا سوار کیطرف اور ایں پیادہ کی طرف ہے بیلک تیر دو شاخہ کو کہتے ہیں کمر کوہ یعنی درمیانہ کوہ معنی شعر ظاہر +

دراں حشم دو مسیحائے موسوی سخنند
ہمہ بعمر و بدولت چو بخت شاہِ جہاں

دو مسیحائی موسوی سخن دو حکیموں کی طرف اشارہ ہے کہ سخنور و شاعر بھی تھے یعنی وہ دونوں

مسیحائی سوسوی سخن عمرو دولت میں نصیب و دولت محمد شاہ کی مانند جوان ہیں +

خدایگانِ سلاطین محمدِ تغلق
کہ آفتاب و سحاب است در بیان و بنان

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آفتاب ظلمت کو دور کرتا ہے اسیطرح وہ ممدوح اپنی تقریر بروشن سے تاریکی مضمون کو دفع کرتا ہے اور اُسکی اُنگلیاں ابر کیطرح گہر ریزی کرتے ہیں +

ہمائے چترِ ورا سایہ بر سرِ خورشید
لوائے قدرِ ورا سایہ بر سرِ کیوان

کیوان زحل ستارہ کو کہتے ہیں جو ساتویں آسمان پر ہے - خلاصہ یہ ہے اُسکے مرتبے کا نیزہ عرش سے اونچا چڑھ گیا ہے - کہ اُسکا سایہ فلک ہفتم پر پڑا ہے اور اُسکے ہمائے چتر کا سایہ سر آفتاب پر واقع ہوتا ہے +

ہمیشہ تا کہ الف راست عین گوشۂ دال
ہمیشہ تا کہ ضیا کاست چشم را دبران

اہل نجوم کے نزدیک برجوں کی علامتیں حروف ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ یا ز جوزا و جیم از سرطان + از اسد دال گیر سنبلہا + داو میزان بہادہ عقرب را + قوس حا طا نشان جدی را + دلو با کاف را بما ہے داد - یہاں الف مراد برج ثور سے ہے - اور عین اشارہ آفتاب کی طرف ہے گوشۂ دال مراد لام سے ہے جسکے تیس عدد ہوتے ہیں - اور دبران منزل ماہ کا نام ہے اور یہ منزل پانچ ستاروں سے مرکب ہے - خلاصہ یہ ہے جبتک برج ثور کے واسطے آفتاب تیس روز تک سکونت رکھتا ہے یعنی قیامت تک + خبر شعر آئندہ میں ظاہر +

قصیدہ طلوع آفتاب کے بیان اور شب کے تمام ہونے اور مدح ممدوح میں

نگر باز از دہان صبح جام زر پدید آمد
کہ مرغ بادہ را چو کبک شد منقار خون افشاں

خلاصہ یہ ہے چونکہ میں نے صراحی کو منقار کبک کی طرح خون افشاں دیکھا میں نے جام شاہ

دوبارہ آفتاب طلوع ہوا اور شراب نوشی شروع ہوگئی +

نسیج یک شبہ را برد رونق شعر سیمابی
کہ نارد نقش بند روح تاب رنگ پرکاں

نسیج جامۂ ریشمی کو کہتے ہیں۔ نسیج یک شبہ روشنی قمر سے مراد ہے۔ شعر سیمابی سایۂ آفتاب کی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب نے چاند کی رونق کھودی کیونکہ چاند کو آفتاب کے سامنے تاب و طاقت نہیں ہے +

مگر با مشتری میکرد سودا جوہری شب
کہ زہرہ آں درستِ زر پدید آورد در میزاں

سودا یعنی خرید و فروخت۔ شب کو جوہری باعتبار کواکب کے مقرر کیا۔ درستِ زر آفتاب سے مراد ہے۔ زہرہ صاحب خانہ میزان جو آفتاب کے قریب رہتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے شب کا جوہری مشتری سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا زہرہ نے جب یہ معاملہ دیکھا اپنی اشرفی کو ملاحظہ مشتری کے واسطے برج میزان میں ظاہر کیا کہ اے مشتری میرے پاس بھی زر خالص ہے

نہاں شد مشتری از بیم و سودا از میاں برخاست
فرو بستند نقادانِ علوی را درِ دکاں

یعنی جسوقت زہرہ نے آفتاب کی اشرفی برج میزان میں مشتری کو ظاہر دکھادی پس مشتری دکانداروں کے اس معاملہ دغابازی کو دیکھکر شب کے سامنے سے پوشیدہ ہوگیا اور خرید و فروخت بھی درمیان میں سے جاتی رہی پس یہ حال دیکھکر اور دکانداروں نے بھی دکانیں بند کرلیں اور بھاگ گئے +

تو گر نقدِ رواں خواہی دلم قلبست باز آرش
کہ از سودائے زلفت نیست ایں صفرائے دل پیداں

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اس سے پہلے تو میرے دلکو لیگیا۔ اور اب تو اسے کھوٹا جانتا ہے اور نقد رواں چاہتا ہے تو میرے کھوٹے کو واپس کردے کیونکہ دل کی زردرنگی جسے تو سونا سمجھکر لیگیا تھا تیری زلف کے ہی عشق سے زرد رنگ ہوگیا ہے +

ندارم وجہ زر جز اشک و نقد عین تا ایست
مراں چوں اشکم از روے و لو وصل ایں نقد رایستاں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق تو مجھکو اس خیال سے جو اپنے پاس سے دور کئے دیتا ہے کہ یہ بھی کہیں سے نقدی خالص لاویگا اور میرا حال یہ ہے کہ اشکوں کے سوا میرا کوئی روپیہ نہیں یہی خالص نقدی ہے پس تو مجھ سے اپنی عیوض یہی لیلے اور اشکوں کی طرح مجھے اپنی نظروں سے نگرا

مرا بر ساحل دریا ز موج خون دل گشتہ
مژہ چون شاخ مرجانی کزو بر زد قند مرجان

یعنی میرا حال یہ ہے کہ دریائے چشم کے کنارہ پر بباعث کثرت اشک خونی کی پلکیں شاخ مرجان کی مانند ہوگئی ہیں جن سے میرے زرد رخسارہ پر قطرات مرجان یعنی اشک خونی گرتے ہیں +

ترا بر پستہ گویا نبات تہ رستہ از شکر
کہ با شورابہائی دلہا را کند بریان

پستہ دہن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے دہن پر لبوں سے ایسا خط نکلا ہے کہ عاشقوں کے دلوں کو اب شور اشک سے بریان کرتا ہے یعنی تیرے خط کی خوبی کو عاشقوں نے ترقی حسن سمجھکر دل کو جلایا اور آنسو بہائے +

دو حاجب روز و شب پیوستہ در تا ہند از عزت
کہ دایم خوابگہ سازند در محرابگہ ستان

حاجب ابروان و محرابہا مراد ابروان سے ہے کیونکہ باعتبار خمیدگی کے محراب کی صورت ہیں مستان مراد چشمان سے ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ محراب اولیاء اللہ کی جگہہ ہے نہ کہ مستوں کی اسیواسطے ہر دو حاجب مستوں کو محراب میں دیکھکر پیچ و تاب میں ہیں +

چو ہم بالائے ترک روز شد بعد سیاہ شب
فزونی سوے جعد آید چو در بالا فتد نقصان

یعنی اب دن رات برابر ہوگئے ہیں آیندہ عنقریب روز کم ہوجاویگا شب دراز ہوجاوے گی +

زمہ میزان عدل شاہ انجم راستی بیجہت
کمی در جانب چین شد فزونی سوے ہندوستان

شاہ انجم آفتاب سے مراد ہے میزان عدل برج میزان کی طرف اشارہ ہے جب آفتاب برج

میزان میں جاتا ہے تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں جبین مراد دن سے ہے ہندوستان اشارہ شب کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے آفتاب کے برج میزان میں جانے سے اعتدال یہی چاہتا تھا کہ دن کم اور رات برابر ہو جاوے ٭

در آں روز یکہ از گرد سپہ ابر سیاہ جو شد
ز برق تیغہا گردد ہوا را تیر با باراں ٭

خلاصہ یہ ہے جسدن ہمارا ممدوح لشکر انگیزی سے گرد سیاہ اٹھائی تیغہائے برق کے سبب سے اُسدن ہوا کے واسطے باران تیر ظاہر ہو جاوے یعنے اسقدر تیغزنی آسمان میں ہو کہ مشابہ باران تیر کے ہو جاوے ٭

ز رعد کوس درساز د بنائے خصم جنگ مرگ
لباں برق در تاز د کمیت شاہ در میداں

رعد بالفتح ابر کی آواز کو کہتے ہیں اور اُس فرشتہ کی بھی آواز کو کہتے ہیں جو ابر باری کا مالک ہے جنگ معنی دست خلاصہ یہ ہے کہ اُس میں بباعث آواز رعد کے جنگل موت گلوئے دشمن سے موافقت کرے یعنے اُسکی گلی کو ہیچ ڈالے اور جیساکہ برق میدان فلک میں کودتی ہے اسیطرح ممدوح کا گھوڑا میدان میں کودتا ہے ٭

قمر بر قبضۂ قوسش نگارد صورت درقہ
عطارد در سر تیرش سپارد زہر در پیکاں

درقہ معنی سپر خلاصہ یہ ہے کہ چاند اُسدن ڈر کے مارے کمان ممدوح کے قبضہ پر سپر کی صورت بناتا ہے تاکہ ممدوح کی حفاظت ہو جاوے اور عطارد جو منحوس فلک ہے اُسکے تیر کو زہر آگیں کرنیکے واسطے نحوست کا زہر سر تیر پر دشمن کے واسطے لاتا ہے ٭

کند ناہید پیرایہ ز خود و درع شہ پیدا
شود خورشید چوں بزیر چتر شہ پنہاں

یعنی باوجودیکہ زہرہ مطرب فلک ہے اُسدن وہ بھی مردانگی پیدا کرے اور چاہئے کہ ممدوح کی خود و زرہ سے اپنی آرائش کرے اور ممدوح کی حمایت کے واسطے مسلح ہو جاوے اور بادشاہ

بادشاہ کی چتر اسقدر بلند ہو جاوے کہ آفتاب سایہ کی طرح اُسکے نیچے پوشیدہ ہو جاوے
یا یہ کہ زہرہ ممدوح کے خود و زرہ سے اپنی پناہ لیوے +

بیک حملہ چناں سہم افتد اندر نہ فضای چرخ
کہ بگریزند از تیرش دو عالم سوے چار ارکاں

افتد بمعنی پیدا ہوئی چار ارکاں مراد اربعہ عناصر سے ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی
حملۂ ہیبت ناک سے آسمانوں کو پناہ کی جگہ بجز اربع عناصر کے کوئی نہیں ملتی یعنی مارے ممدوح
کے خوف کے اربع عناصر یعنے خاک باد و آب آتش میں ہی چلے جانا مناسب سمجھتے ہیں کوئی خوف
سے پانی میں ڈوبتا ہے کوئی آگ میں جلتا ہے کوئی زندہ قبر میں ہی گھستا ہے +

ورا با چار ماہِ نو بزیر ران یک گردوں
ورا در حفظ دہ ماہی بجز کف یک ثعباں

را بمعنی برائے چار ماہِ نو نعل اسپ سے مراد ہے - گردوں مراد اسپ قوی جثّہ سے ہے - دہ ماہی
دس انگلیوں سے مراد ہے - ثعباں بمعنی اژدہا اشارہ تلوار یا نیزہ کی طرف ہے معنی شعر ظاہر +

برائے نصرتش انجم ملائک وار با مردم
بہ پیشِ حاجباں صفہا کشیدہ راست چوں مژگاں

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ فرشتے ممدوح کی مددگاری کے واسطے مستعد ہیں ایسا ہی انجم ممدوح کے ملازمان
و سپاہیان کے آگے دربان و نقیب کی مانند ٹھیک ٹھیک صفیں باندھے ہوئے ہیں +

زہے دادہ جہاں را دادگرز گاؤ سار تو
کہ پشتِ شیر خونی گشتہ از بارِ چرا ناواں

داد جہاں دادن کار نمایاں کرنا - گاؤ سار بمعنی گاؤ چہر جو فریدوں کا گرز تھا - بارِ چرا بمعنی گٹھا گھاس
خلاصہ یہ ہے ممدوح نے عجب زمانہ کا انصاف کیا کہ ظالم کو مطیع و فرمانبردار کیا ایسی باعث سے
شیر کی پشت حیوانات کا بارِ چرا اُٹھانے کے واسطے خمیدہ ہو گئی - ناواں بنون و واو بمعنی خمیدہ

ز سہم پنجۂ شیر علم در بیشۂ رزمت
فتد شیر فلک بر خاک ہمچو شیر شادرواں

شیر علم صورت شیر کی جو جامۂ علم پر قائم کرتے ہیں۔ شیر فلک برج اسد سے مراد ہے۔ شیر شادروا
جو سراپردہ پر شیر کی صورت منقش ہوتی ہے معنی شعر ظاہر +

فلک پیل سیاہت کنود انبانِ پُرخاک است
کہ افگندست برچرخش ببازی از سرِ دنداں

انبان بکری کی کھال کو کہتے ہیں جو درویش لوگ کمر پر باندھکر ذخیرہ رکھتے ہیں۔ یہاں اُس
کھال سے مراد ہے جو پیل وغیرہ کو شکار سکھانے کے واسطے خاک وغیرہ سے بھر کر ہاتھی کے
پیروں میں ڈالدیتے ہیں اور وہ اپنے پیروں میں ملتا ہے اور سر پر ڈالتا ہے۔ انبان فلک کا
خاک سے پُر ہونا ظاہر ہے۔ چرخ ثانی بمعنی گردش دوراں۔ خلاصہ یہ ہے تیرے پیل کے واسطے
فلک بجائے ایک انبان پرخاک کے ہے۔ اور وہ پیل ازراہ لہوبازی کے اُسکو اُوپر اور
دوران میں ڈال لیتا ہے +

الاتا بر سرِ چوگانِ مشکیں گوئے سیمین ست
کہ چاہے درمیاں دارد بزیرِ چشمۂ حیواں

الاکلمہ تنبیہ کا ہے۔ چوگانِ مشکیں زلف سے مراد ہے۔ گوئے سیمیں زنخدان سے مراد ہے۔
چہ و چاہ چاہِ زنخدان سے مراد ہے۔ چشمۂ حیواں دہن یا لب سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے
اے مخاطب خبردار ہو جب تک سرِ زلف کے سر پر رُخ کی سیمیں گیند ہے اور اُس گیند میں
ایک چاہ موجود ہے۔ خبر شعر آئندہ میں نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

قصیدہ بہار کی تعریف محمد شاہ کی مدح اور معشوق کی توصیف میں

رواں شد باز دلوِ زر زچاہِ زہرہ در میزاں
کہ باکافور گرم از وزنِ مشک سرد شد یکساں

دلوِ زر آفتاب سے مراد ہے۔ چاہ زہرہ برج سنبلہ کی طرف اشارہ ہے کافور گرم کنایہ روز۔
مشک سرد مراد شب سے ہے بباعث سردی شب کے سرد کہا جب آفتاب برج سنبلہ سے میزان
میں جاتا ہے تو دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب برج سنبلہ سے میزان میں

چلا گیا کیونکہ دن اور رات برابر ہو گئے +

سپرِ خنجر زناں چوں تیر بیروں شد ز کیشِ تیر کہ اینجا بے سپر ہرگز نباشد تیر را جولاں

سپر مراد آفتاب سے ہے - خنجر زن خطوط شعاعی کے اعتبار سے کہا - چوں تیر یعنی بہت جلد کیش بمعنی ترکش - تیر بمعنی عطارد - خلاصہ یہ ہے جب آفتاب کی سپر خنجر زن نے دیکھا کہ دنیا میں بے سپر ہرگز جولانی نہیں ہوتی پس اُس نے بھی جانا کہ اگر سپر میری ذات میں سے گر جائیگی تو میں تیر بے جولاں رہجاؤنگا پس اُس سپر نے دور اندیشی کے خیال سے تیر کی مانند سنبلہ سے روگردانی کی - دوم یہ کہ اہل دنیا کا دستور ہے کہ تیر بے پر کو کمان میں نہیں رکھتے - پس شاعر کہتا ہے کہ آفتاب بمنزلہ تیر کے باعتبار خطوط شعاعی کے تھا اور تیر بغیر سپر کے ترکش میں رکھنے کے قابل اور جولاں دہی کے لائق نہیں ہوتا اسی سبب کیش سے دوڑ گیا کیونکہ اپنی ذات میں رہنے کی لیاقت نہ دیکھی اور بعض کے نزدیک تینوں لفظ تیر کے معنی عطارد کے ہیں اور مصرعہ ثانی میں بجاے لفظ سپر سپر پڑھنا چاہیئے اور ہر دو سپر آفتاب سے مراد لیتے ہیں اور عطارد کا دستور ہے کہ چند درجے آگے یا پیچھے غرض آفتاب کے قریب رہتا ہے - پس ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں عطارد بھی سنبلہ سے نکلکر آفتاب سے آگے چلا گیا ہوگا اسیواسطے شاعر کہتا ہے کہ آفتاب تیر میں عطارد کی مانند سنبلہ سے تجاوز کر گیا کیونکہ اس صورت میں عطارد کو بغیر آفتاب کے اتفاق رفتار کا نہیں ہوتا - بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں جولاں کرتے ہیں +

ز وصل خود بفصل تیر ماہاں نو بہاری دہ کہ چوں گل میدرم جیب و چو بلبل میکنم افغاں

تیر سالہاے شمسی میں سے چوتھے مہینے کا نام ہے وہ مدت آفتاب کی برج سرطان میں رہنے کی ہے اور یہ موسم خزاں اور زمستاں کا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق زمستاں کا زمانہ جو موسم خزاں کا ہے اپنے وصال سے نو بہار کر دے کسواسطے کہ تیری جدائی کے زمانہ میں گل کی طرح جیب دریدہ ہوں اور بلبل کی طرح فغاں کر چکا ہوں +

فروغ لالۂ خور داد باغ صبح را تابے

تو لالہ از پیالہ خور زبستان واد خود بستاں

لالہ خور ہیں اضافتِ تشبیہی - ابی و تابی بمعنی رونق مصرعہ ثانی میں لالہ بمعنی شراب سرخ - بستاں امر ہے خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت آفتاب نکل آیا تو بھی شراب پی اور سیر باغ سے مطلب حاصل کر +

مے کز صفوتِ دُردش ہلال عید را بینی
در ایام کلوخ انداز یعنی آخرِ شعباں

صفوت بمعنی خالص و برگزیدہ - ہلالِ عید مصرعہ ثانی سے متعلق ہے - کلوخ انداز سیر و گشت شرابخواری و عیش و عشرت جو ماہ شعبان میں کرتے ہیں یعنی اے مطلوب ایسی شراب پی کہ ماہ شعبان کے آخر ایام میں اُسکی دُرد میں تو ماہ عید کا ہلال دیکھ لے - خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ہلال کے دیکھنے کی خوشی ماہِ شعبان میں حاصل ہوتی ہے اُسی طرح اُس شراب کی دُرد میں عشرت ہے پس ظاہر ہے کہ جس شراب کا دُرد ایسا ہو وہ خود کیسی ہوگی +

اگرچہ رومی خنداں در آزارِ دق ست ایندم
گرفتارِ ورم گشت ست اینک زنگی گریاں

یعنی اس زمانہ میں اگرچہ دن کم ہو گیا ہے لیکن زنگی گریاں یعنی شب بڑھ گئی ہے +

بنزدِ صبح خورشید است جمشیدِ دیارِ چیں
بنزد اختراں ماہست شاہنشاہِ ہندستاں

یعنی آفتاب کو صبح جمشید اے شاہ چین جانتی ہے اور چاند کو ستارے ہندوستان کا بادشاہ سمجھتے ہیں دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ممدوح کو جو بادشاہ چین و ہندوستان کا ہے ستارے اور صبح چاند و آفتاب خیال کرتے ہیں +

دریں ششماہہ چو صبح اے شہ دہل بر بام دہلی زن
کہ ہندوستاں در افزون ست و چیں افتاد در نقصاں

ششماہہ اُن ایام کی طرف اشارہ ہے جن میں دن کم ہو جاتا ہے اور رات بڑھ جاتی ہے دہل بر بام زدن نہایت عیش و عشرت کرنا اور بمعنی ظاہر کرنا - ہندوستان مراد شب سے ہے

اور چین کنا پڑن - خلاصہ یہ ہے اے ممدوح ان چھ مہینوں میں عیش و عشرت بر ملا کرنا چاہیئے +

نہ بیند کس زگردِ ظلم گرد خاک یک ذرہ
زتیغ آفتابِ ملک یعنے سایۂ یزداں

خلاصہ یہ ہے کہ بسبب تلوار انصاف ممدوح کے گرد ظلم کی کوئی نہیں دیکھتا +

شدہ بے لعلِ تو ہر دم چو شکر شاخ شاخ از غم
دلِ بریاں کہ من دارم چو پستہ بالبِ خنداں

شاخ شاخ بمعنی پارہ پارہ - شکر مراد شاخ نبات سے ہے اور وہ مصری کو برتن میں ڈالکر اُسمیں تاگے ور شتے لٹکا دیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ میں ظاہر پستہ کی مانند لب خنداں رکھتا ہوں لیکن حقیقت میں میرا دلِ بریاں شکر کی مانند پارہ پارہ ہے +

چو شد دل بستۂ مہرت مکش دشنہ مکش تشنہ
چو ناوک در جگر دارو مکن ترکش مکن قرباں

خلاصہ یہ ہے جب میرا دل تیری محبت میں بستہ ہوگیا ہے تو اُس دل کے قتل کے لئے دراً نخالیکہ وہ آب زلال وصل کا تشنہ ہے تلوار نہ کھینچ اور چونکہ وہ دل تیرے غمزے کا تیر دل میں رکھتا ہے پس تو اُسے ذبح نکر اور چھوڑ نہیں +

تو شاہِ جملہ خوبانی و شام پرچم زلفت
بر آں خورشید میتابد چو ماہِ رایتِ سلطاں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق تو معشوقوں کا بادشاہ ہے اور چونکہ بادشاہوں کے واسطے پرچم و ماہ رایت ضروری ہے پس جیسا کہ بادشاہ کا ماہ رایت پرچم میں چمکتا ہے ایساہی تیری زلف کے پرچم خورشید چہرہ پر چمکتا ہے +

یگانہ شہسوار ہفت میدانِ زمیں شاہی
کہ گردِ خاک بدگویش سزد برگشتہ چوں چوگاں

ہفت میدان زمین ہفت اقلیم یا ہفت طبق زمین سے مراد ہے - گرد بمعنی کنارہ - خاک مراد کرۂ زمین سے ہے برگشتگی چوگاں باعتبار خمیدگی چوگاں کے کہا - بدگو بمعنی دشمن - خلاصہ یہ ہے

جیساکہ چوگان برگشتہ ہے ایسا ہی بادشاہ کا دشمن زمین کے گرد حیران و پریشان و سرگردان ہے

نبی نام و نبی مسند ملک قدر و فلک رفعت
خضر علم و سکندر سد و عمر عدل و علی احساں

ممدوح کا نام محمد ہے اسواسطے نبی نام کہا۔ نبی مسند اسواسطے کہا کہ ممدوح ہر ایک کام میں اپنا تکیہ گاہ قرآن پر رکھتا ہے۔ عمر عدل یعنی انصاف میں عمرؓ جیسا ہے اور احسان میں علیؓ کی برابر ہے

بدہ نوعش مساحت کردنہ گردوں حصارت را
یکے خشتش فزوں آمد زسہ بعد و چہار ارکاں

بدہ نوع یعنی دس طرح سے سہ بُعد طول و عرض و عمق سے مراد ہے۔ چہار ارکان اربعہ عناصر کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک اینٹ قلعہ کی بباعث کلانی و جسامت کے سہ بُعد و چار ارکان یعنی تمام جہان میں نہ سما سکے +

زکوۃ حلم تو بر خور اگر افتد ذرہ سایہ
ز دور قسری و طبعی نگردد ہیش سرگرداں

دور بمعنی گردش کواکب کی دو حرکتیں ہیں قسری و طبعی قسری اُس حرکت کو کہتے ہیں جو اور وں کے ذریعہ سے ہو۔ طبعی جو خود اپنے ہی وسیلہ سے ہو خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرا کوہ حلم ایسا سنگین ہے کہ اگر خورشید پر اُسکا سایہ پڑجاوے تو اپنی دونوں حرکتوں سے رہجاوے +

بدوران تو افزونی بجوید ہیش ماہِ نو
در ایامِ تو شب وزدی نیارد کرد تابستاں

شب وزدی یعنی وزدی شب مراد کمیٔ شب سے ہے اور گرد جوید کا فاعل ماہ نو اور نیارد کرد کا فاعل تابستان ہے یعنی جو چیز کمی رکھتی تھی وہ بیشی اختیار کرتی ہے چنانچہ ماہ نو تیری زمانہُ عدل میں بدر ہوگیا خلاصہ یہ ہے کہ تیرے زمانہُ انصاف میں جن اشیا کو کمی لازم تھی وہ بھی برابر و معتدل ہیں۔ چونکہ موسم تابستاں میں شب کی کمی ہوتی ہے اسواسطے وزدی کی نسبت موسم گرما سے کہا مگر ممدوح کے زمانۂ انصاف ہیں موسم گرما میں بھی شب کو کمی نہیں ہوتی +

سر کلکِ دبیرت را چو کاغذ از کتب آرند

قصب بافی کند ہر شب قمر در خدمت کتاں

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے منشی کی قلم کے واسطے کاغذ فرمانوں کی تحریر کے لئے بمضمون مٹانے اور نابود کرنے ظالموں کے اور مظلوموں کے داد کے لئے لکھا جاوے قمر یہ خبر سنتے ہی سراسیمہ وہراساں ہوکر تدارک نقصان سابق کے واسطے قصب بافی شروع کردی +

وگر آں ماہی زریں کشد بحر کفت در بر
رواں بر روے برف خشک ابر تر شود باراں

ماہی زریں قلم سے مراد ہے - بحر کف دست ممدوح سے مراد ہے - برف خشک کاغذ کی طرف اشارہ ہے - ابر تر کنایہ سیاہی - رواں بمعنی جلد معنی شعر ظاہر +

اگر دشمن کشد گردن بخنجر خنجرش بر زن
کہ از گردن کشی گشتست بربط آنچناں نالاں

گردن کشی بمعنی تکبر و غرور کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بربط کو گردن کشی کی ہے باعث فغاں و نالہ حاصل ہوا ہے پس اے ممدوح اگر تیرا دشمن تجھ سے سرکشی کرے تو اسکی گردن سر سے جدا کردے اور بربط کا نالہ باعتبار قلقل کے اور بربط مراد صراحی سے ہے - دوسرے معنی یہ ہیں کہ بربط گردن کشی سے ایسا فغاں کر رہا ہے پس تیرا دشمن اگر سرکشی و تکبر کرے تو اسکو مار ڈال اور اسکی گردن دھڑ سے الگ کردے

ز رفع قدر تو حاسد چناں افتاد در پستی
کہ عیسے خواند قاروں را فراز خویش آں ناداں

خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبے کی بلندی کے سبب سے تیرا دشمن ایسا پستی میں پڑا کہ قارون کو اپنے سر سے چوتھے آسمان کی بلندی کی مقدار پر سمجھنے لگا +

ز نعل بادپاے تست بر گاو زمیں بارے
کہ افتاد از فشارش چوں طبق در پاے او کوہاں

خلاصہ یہ ہے تیرے گھوڑے کے نعل سے گاو زمیں پر اسقدر بوجھ پڑا کہ اسکا کوہان یعنی بلندی پشت کا پشتہ طبق کی طرح اسکے پاؤں میں آپڑا - طبق ایک قسم کا ورم ہوتا ہے جو چارپایوں کے پیروں میں ہوجاتا ہے - فشردن یہاں دبوچنے اور زور ڈالنے کے معنی میں ہے +

ہمیشہ بود در زیج شاہی معتبر این رسم
کہ باشد خمسہ مسروقہ در سلخ مہ آبان

زیج زیک وہ کتاب نجومیوں کی ہے جس میں احوال حرکت افلاک و کواکب کا لکھتے ہیں۔ نجومی پانچ روز ماہ اسفندیار میں زیادہ کر کے تین سو پینسٹھ دن کا سال مقرر کرتے ہیں اُن ایام کو مسروقہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ خمسہ مسروقہ تاریخ ماہ اگھن میں زیج شاہی کے درمیان قیامت تک رہیگا خبر آئندہ شعر امیں نکلیگی +

مہ تاباں رایت باد دایم چوں مہ رایت
کہ گرد خسف ننشیند بر و از جنبش دوراں

یعنی اے ممدوح قیامت تک تیری عقل کا ماہ روشن ہمیشہ ماہچہ علم کی طرح روشن رہے اور گردش فلکی سے خسوف کے گرد اسپر نہ جمے۔ خلاصہ یہ ہے تیرے علم و عقل کی روشنی میں گردش آسمانی سے کبھی کمی واقع نہو +

قصیدہ صبح کی تعریف اور معشوق کی توصیف اور ممدوح کی مدح میں

نیزہ کشید آتشیں رومیِ زریں نقاب
کرد بیکدم زدن جیشِ حبش را خراب

رومی زریں دن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب نے اپنے خطوط شعاعی ظاہر کئے اور ایک دم میں تمام لشکر شب کو ویران کر دیا یعنی صبح ہو گئی +

از علمِ آفتاب قبۂ ماہ اوفتاد
پرچم شب را کشاد از سرِ نیزہ شہاب

کشاد کا فاعل شہاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے چاند غروب ہو گیا اور شہاب نے بھی اپنے سر نیزہ سے پرچم شب یعنی خود شب کو معدوم کر دیا یعنی ذات جاتی رہی +

کبک خرامانِ من رقص زناں چوں عروس
مرغ صراحی بچنگ در تہِ دامن رباب

چنگ بمعنی چنگل۔ رباب ایک مشہور ساز کا نام ہے جسپر پوست آہو لگا ہوا ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے

کہ میرا کبک رفتار جو عروس کی مانند ہے ناچتا ہوا اُس حالت میں کہ مرغ صراحی اُسکے ہاتھ میں تھا اور ساز رباب تر دامن تھا میرے پاس آیا +

گفتمش اے جانِ جاں از منِ بیدل چناں
پیش چو زلفین خود در روئے زمن بر متاب

خلاصہ یہ ہے میں نے اُس سے کہا کہ اے جانِ جاں اب آئندہ کے لئے مجھ عاشق سے اپنی زلفوں کی طرح پیچ و تاب نہ کھا اور روگردانی نہ کر +

بر لبِ ما لب بنہ جامِ صفت دمبدم
بر رخِ ما رو بنہ طُرّہ صفت تاب تاب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق جیسا کہ جام مے نوشی کے وقت لب پر لب رکھتا ہے تو بھی ہمارے لب پر لب رکھ یعنی وصل کی حالت پیدا کر اور طرّہ کی مانند ہمارے رخ پر رخ رکھ جب کہ طرہ پیچ در پیچ و آراستہ ہو +

چہرہ کشتاے صور نقش لبت تا نہ بست
بر رخِ پروین کہ دید از دو مہ نو حجاب

خلاصہ یہ ہے جبتک اللہ تعالےٰ نے تیرے لب پیدا نہ کئے تھے کسی نے پروین پر دو ہلال کا حجاب نہ دیکھا تھا

عیسے عرش آشیاں موسئے طور آستاں
آدمِ مجلس جناں خضرِ سکندر جناب

یعنی وہ بادشاہ باعتبار کرامت کے اور بنظر معجزات کے عیسےٰ ہے اور علوم مراتب کے اعتبار سے عرش آشیاں ہے اور چونکہ اُسکا آستانہ طور ہے اِس اعتبار سے موسےٰ ہے اور وہ ممدوح آدم ہے کہ جسکی مجلس جناں یعنی جنّت ہے اور باعتبار معجزہ اور عمر ابدی کے خضر ہے اور اُسکا آستانہ سکندر کا سا ہے +

اے کفِ لک بخشِ تو قلزم و دجلہ حباب
گرد سمِ رخشِ تو آبِ بقا در کشِ سراب

آبِ بقا آبِ حیات کو کہتے ہیں۔ سراب ریگ کو کہتے ہیں جو دور سے پانی کی صورت دکھائی دے

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرا ہاتھ بہت بخشش کرنیوالا مثل قلزم کے ہے کہ دجلہ جیسی اُسکے حباب ہیں یا خود دجلہ اُسکا حباب ہے اور سم گھوڑے کا باوجودیکہ جماد ہے لیکن تیرے گھوڑے کا سُم استقدر فیاض اور جہان کا فیض بخش ہے اور مردمان بے دم کو زندہ کرنیوالا ہے کہ آبِ حیات تو اُسکے سامنے سراب معلوم ہوتا ہے +

شاہ محمد علم داد سپہرت لقب
حاکم روے زمیں کرد امامت خطاب

یعنی ممدوح ایسا بادشاہ ہے کہ اُسکے لشکر کا نشان محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا ہے دوسرے یہ کہ شاہ موصوف اور محمد علم اُسکی صفت ہے موصوف صفت سے ملکر بادشاہ کا لقب ہے یعنی اے بادشاہ محمد نام لقب علم شاہ محمد کا آسمان نے تجھے دیا ہے اور تمام دنیا کا حاکم شاہ روم نے تجھے خطاب دیا ہے

دودۂ عباس را شمع رخت دادہ نور
مسکنِ الیاس را بحر کفت بُردہ آب

الیاس پیغمبر کا نام ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ مسکن الیاس دریا و آب حیات سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ خاندان عباسیہ کو تیرے رُخ سے آب وتاب ہے اور دریا کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ کے بحر نے کھودی ہے +

باز کہ بر چترِ تو بال کشاید بود
کرگسِ نہ بالِ چرخ زیر پرش چوں ذباب

ذباب بمعنی مگس و مکھی۔ کرگس مراد چرخ یا نسر طائر سے ہے خلاصہ یہ ہے جسوقت تیرے سر چتر کا باز اپنے بال و پر کھولے تو آسمان اُسکے پروں کے نیچے ایک مگس حقیر کی مانند معلوم ہو +

برہ کہ در سایۂ عدل تو پرورده شد
چوں سرِ پستان مکد نوک ذناب ذیاب

برہ بزغالہ کو کہتے ہیں۔ ذناب بمعنی دُم ذیاب بمعنی گرگہا یعنی بھیڑیے معنی شعر ظاہر +

کلکِ تو تا بر قمر شعر سیہ بافتہ
مر قصبِ پارہ را کرد رفو ماہتاب

شعرِ ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جو سیاہ بھی ہوتا ہے۔ قصب کتان کو کہتے ہیں۔ شعرِ سیہ مراد سطر و
سے ہے۔ قمر استارہ کاغذ کی طرف ہے اِس شعر میں ممدوح کے انصاف کا ذکر ہے خلاصہ یہ ہے
کہ جب سے تیرے قلم نے انصاف کے احکام کاغذ پر لکھنے شروع کئے ہیں چاند بھی دریدہ کتاں کو رفو
کرنے لگا +

عفوِ تو دیوانہ وار گر بدرک در شود
سلسلہ دارانِ او باز رہند از عذاب

درک بمعنی دوزخ سلسلہ داران دوزخیوں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا عفو بیباکانہ دوزخ
کی طرف چلا جائے تو دوزخی عذاب سے نجات پائیں +

پردہ کشی میکند بر دفِ زرّین رباب
چنگ مدار از قدح دست بگیر از رباب

دفِ زریں آفتاب سے مراد ہے۔ رباب ایک ساز کا نام ہے یہاں مراد ابر سے ہے۔ چنگ بمعنی دست
خلاصہ یہ ہے کہ بارش کا موسم ہے اور ابر آفتاب کو چھپاتا ہے اُسوقت دورِ ساغر و نغمۂ ساز سے ہاتھ نہ اٹھا

چوں دہنِ خاک یافت لولوے مینا فروز
از دہنِ شیشہ ریز لعل زمرد نقاب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق مینہ برس رہا ہے تو بھی شراب سرخ دہن شیشہ سے جس پر نقابِ زمرد بن
ہے اُلٹ کر پینی شروع کر۔ زمرد نقاب مراد شیشہ سے ہے جو سبز و نیلگوں ہوتا ہے۔ لولوے مینا فروز
قطراتِ باراں جو سبزہ کو تازگی دیتے ہیں +

قلزمِ آتش تن ست دیو شہاب افگن ست
پیل کتارہ زن ست ہیئتِ برق و سحاب

شہاب آگ کی چنگاری ستارہ جیسی کو کہتے ہیں۔ کتارہ ایک قسم کا ہتھیار ہوتا ہے۔ دیو و پیل
سحاب سے مراد ہے + معنی شعر ظاہر +

شام ستارہ فشاں ابر سیاہ و مطیر
بدرِ شفق در دہاں صورتِ جام و شراب

خلاصہ یہ ہے کہ ابرِ سیاہ بارندہ گویا شام ستارہ فشاں ہے اور صورت شام کی شراب ارغوانی سے

پر ایسی معلوم ہوتی ہے گویا بدر ہے جسکے مُنہ میں شفق موجود ہے +

	ابر ز شعرِ سیہ بر سرِ مہ خیمہ زد خیز تو خیمہ بزن بر سرِ مے چوں حباب	؟

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ابر نے اپنی سیاہ چادر کا خیمہ چاند پر لگالیا ہے اور چاند کو چھپادیا ہی پس اب تو بھی اُٹھ متوجہ ہو اور سرِ مے پر خیمہ لگا یعنی شراب پی +

	اے نظرِ بختِ تو شمعِ بقا را ضیا وے جگرِ خصمِ تو تیغِ فنا را قراب	

قراب بمعنی میانہ تلوار یعنی اے ممدوح تیرے نصیبہ کی نظر شمع بقا کے واسطے ضیا و روشنی ہے اور دشمن کا جگر تلوار کے واسطے میان ہے +

	موج عطاے تو دید از دہنش باز ماند یم کہ کفش بر سرست روز و شب از اضطراب	

خلاصہ یہہ ہے کہ دریا کا مُنہ اِسی سبب سے کھلا کا کھلا رہگیا کہ اُس نے تیری بخششوں کی موج دیکھلی ہے اور یہی باعث ہے کہ رشک کی بیقراری کی مارے اُسکے مُنہ سے جھاگ چلے آتے ہیں دویم یہ کریم نے بھی تیری عطا کو دیکھکر مارے بیقراری کے سر پر ہاتھ دھر لیا ہے +

	حجتِ قاطع نمود تیغ تو کز گردِ ظلم روے زمیں را بشست گفت بیک قطرہ آب	

یعنی اے ممدوح اِس دعوے کے ثبوت کے لئے کہ تیرے ہاتھ نے تمام جہان کی کدورت ظلم کو ایک قطرۂ آب سے دھو ڈالا تیری تلوار نے برہان قاطع ظاہر کردی +

	دینِ تو در اعتقاد پیش رو ہفت امام + راے تو در اجتہاد پس رو چارم کتاب	

ہفت امام مراد امام اعظم ابوحنیفہ ۔ امام شافعی ۔ امام مالک ۔ امام احمد ۔ امام یوسف ۔ امام محمد امام زفر ۔ چہار کتاب اشارہ توریت ۔ انجیل ۔ زبور ۔ قرآن شریف معنی شعر ظاہر +

	تا برہِ معرفت سالکِ مرتاض را	.

توشۂ یوم الیقین منزل ہفتم کتاب

علم الیقین - عین الیقین - حق الیقین - ہفتم کتاب مراد ہفت ایمان سے ہے - اول خدا پر ایمان لانا دوم ایمان لانا فرشتوں پر - سوم کتب مرسولہ پر ایمان لانا - چہارم پیغمبروں پر ایمان لانا - پنجم روز قیامت پر - ششم ایمان لانا حشر و نشر پر - ہفتم ایمان لانا زندہ ہونے پر بعد مرنے کے یا ہفتم کتاب ہفت منازل قرآن شریف سے مراد ہے - اول منزل سورۂ فاتحہ دوم سورۂ مائدہ علی ہذا القیاس خلاصہ یہ ہے جبتک سالک ریاضت کش کے واسطے معرفت الٰہی کے راستے میں منزل حق الیقین کے دریافت کرنے کے لئے ہفت صفات ایمان یا ہفت منزل قرآن شریف کے بطور توشہ کے ہیں یہ بات قیامت تک رہیگی خبر شعر آئندہ میں کھلیگی + واللہ اعلم بالصواب +

ماہ لوائے تو باد شمع سرائے ابد
روز بقائے تو باد ہفتۂ یوم الحساب

ماہ لوا ماہ مدور کو کہتے ہیں جو سر نیزہ پر نصب کر دیتے ہیں معنی شعر ظاہر +

قصیدہ صبح کی تعریف اور معشوق کی توصیف اور ممدوح کی مدح میں

زہے ز شرم رخت روئے مہ گرفتہ بہق
فگندہ زلف تو از شب بر آفتاب وہق

بہق ہندی میں چھیپ کو کہتے ہیں یہاں مراد کلف ماہ سے ہے - شب مراد زلف سے ہے - آفتاب مراد چہرہ سے ہے - وہق بمعنی کمند - خلاصہ یہ ہے کہ تیرا رخ عجب ہے جس کی شرم سے ماہ کلف آلودہ ہے اور عجب تیری زلف کی شب ہے جس نے آفتاب رخ پر کمند ڈال رکھی ہے

بغمزہ جزع تو نرگس نمود از بادام
بخندہ لعل تو نسرین فشاندہ از فستق

غمزہ حرکت چشم کو کہتے ہیں - جزع سیاہ و سفید مہرۂ سلیمانی کو کہتے ہیں یہاں چشم سے مراد نرگس چشم کشادہ کی طرف اشارہ ہے - لعل کنایہ لب - بادام مراد چشم سے ہے - نسرین عبارت دندان - فستق بمعنی پستہ مراد دہن سے ہے - خلاصہ یہ ہے اے معشوق بادام سے نرگس

پیدا کرنا اور پستہ سے نسرین ظاہر کرنا ایک امر دشوار ہے لیکن تیری عجب چشم ہے کہ حالت غمزہ میں بادام سے نرگس نمودار کرتی ہے اور عجب تیرے لعل ہیں کہ حالتِ خندہ میں نسرین کو پستہ سے ظاہر کرتے ہیں +

درست گشت کہ بر چرخ رویت اے خورشید
بوقت طلعت پرویں شود دو پارہ شفق

خلاصہ یہ ہے اے معشوق باوجودیکہ آسمان پر ظہور پرویں کے وقت شفق دو پارہ نہیں ہوتی لیکن تیرے چہرہ کا عجب آسمان ہے کہ اس میں طلوع پرویں کے وقت شفق دو پارہ ہوتی ہے یعنی ظہور دنداں کے وقت لب آپس سے جدا ہو جاتے ہیں +

ترا از آں دو شکر در عقیق مروارید
مرا ازیں دو شبہ سوے زر رواں زیبق

شکر لبہاے معشوق سے مراد ہے اور باعتبار سرخی لبوں کو عقیق کہا - مروارید مراد دنداں سے ہے شبہ بمعنی پوتھ مراد مردمک چشم سے ہے - زر عاشق کے زرد چہرہ کی طرف اشارہ ہے - زیبق بمعنی سیماب مراد اشک سے ہے - خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے ہنسنے کے وقت مروارید حاصل ہوتے ہیں مگر میں اس خیال سے کہ رقیب کے سامنے مجھ پر ہنسی ہو یا میرے جلانے کے لئے ہنسی ہو زار زار روتا ہوں +

ز پستہ تو بعمر از یکے شکر خواہم
بہ یخچہ لعلِ تو گیرد رواں سر فندق

پستہ کنایہ دہن تنگ معشوق شکر مراد بوسہ سے ہے - یخچہ بمعنی ژالہ و تگرگ - یہاں مراد دنداں سے ہے - لعل اشارہ لبِ گلگوں کی طرف ہے - فندق سرخ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں - کنایہ انگشتان کی طرف ہے - و سر انگشت بدنداں گرفتن بمعنی منع کرنا - خلاصہ یہ ہے اے بے مروت معشوق جس حالت میں کہ میں نے تمام عمر کے عوض میں ایک بوسہ طلب کیا پھر بھی تو اس کام کو مشکل جانتا ہے اور انگشت دنداں میں پکڑتا ہے یعنی مانع ہوتا ہے

لآلی کہ بر اوراقِ لالہ شد منشور

عذارِ نازکِ لست از ترشحاتِ عرق

لالی لولو شبنم سے مراد ہے - عذار بمعنی رخسارہ - ترشحات بمعنی چکیدگی قطرات - خلاصہ یہ ہے جیسا کہ شبنم لالہ کے پتوں پر پریشان ہوتی ہے ایسا ہی تیرے رخساروں پر عرق کے قطرے نمایاں ہوتے ہیں - دوم خلاصہ یہ ہے کہ وہ لولو جو اوراق لالہ پر پریشان ہیں وہ کیا ہیں جواباً کہتا ہے کہ وہ تو تیرے رخسارہ کی عرق کی چکیدگی ہے +

شکستہ شد دلِ پُر مہر بدر از آں روزے
کہ بر دمیدہ ز صبحِ تو حلقہ دار غسق

صبح چہرہ سے مراد ہے - غسق بمعنی تاریکی اول شب یہاں خط سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

نہاد کاسۂ زر خور بر ایں کبود طبق
نماند سفرۂ گلریز سبز را رونق

کاسۂ زر آفتاب سے مراد ہے - نہاد کا فاعل خور ہے - کبود طبق آسمان سے مراد ہے سفرۂ گلریز سبز آسمان پر کواکب سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جسوقت صبح نے آفتاب کو دکھایا - قمر و کواکب کو دور کر دیا +

بشاہِ چیں عوض اطلسِ سیاہ دہد
فلک عمامۂ زربفت و جبۂ ازرق

شاہ چیں آفتاب سے مراد ہے - اطلس سیاہ عبارت شب سے ہے - دہد کا فاعل فلک ہے عمامۂ زربفت اشارہ آفتاب کی طرف ہے - جبہ ازرق آسمان نیلگوں سے مراد ہے - معنی شعر کے ظاہر ہیں +

سپید آئینہ بنمود رُخ نہاں کردند
سمن بر آں حریم زمردیں جوسق

سپید آئینہ آفتاب سے مراد ہے - جوسق بمعنی کوشک — حریم زمردیں آسمان سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت کواکب نے رخ چھپا لیا آفتاب ظاہر ہو گیا +

طلوعِ شمس و سوادِ شب بیاضِ سحر

چو بیضۂ کہ براندازد از دہاں عقعق

طلوع شمس بیاض سحر کو بیضہ سے تشبیہ دیگئی ہے۔ عقعق بمعنی زاغ دشتی خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب کا نکلنا اور صبح کی سپیدی تاریکی شب سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا زاغ دشتی نے اپنے دہن سے بیضہ گرائے ہیں +

زہے ز شمس کفت روے بحر غرقِ عرق
ز ابرِ جود تو باغ وجود سبز ورق

کف بمعنی دست و جھاگ ر و غرق عرق بمعنی شرمندہ ہونا۔ باغ وجود دنیا سے مراد ہے۔ سبز ورق مراد تر و تازہ معنی شعر ظاہر +

زمین زجودِ تو خود چو آسماں دیدہ
پُر از درستِ زرِ سرخ روے ہفت طبق

درست بمعنی اشرفی زر سرخ بمعنی طلاے احمر۔ درستِ زر سرخ کواکب سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں نے تیری بخشش کے سبب اپنے ساتوں طبقوں کو آسمان کی طرح درستِ زر سے پُر دیکھا +

لواے فتح ترا آنچناں نصب کردند
کہ گیسوے سرِ غول ست پرچمِ بیرق

سرِ غول آٹھویں آسمان پر ایک شکل ہے آدمی کی صورت جو اپنے پاے چپ پر کھڑا ہے اور پاے راست کو اٹھائے ہوئے ہے۔ دستِ راست کو سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور دستِ چپ میں ایک دیو کی بال جسکا سر خونچکاں ہی پکڑی ہوئے ہے۔ پرچم دُم گاؤ کو ہی جو نیزہ کے سر پر باندھتے ہیں۔ بیرق بمعنی نیزہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری فوج کا نیزہ ایسا بلند بنایا ہے کہ پرچم اس نیزہ کا سرِ غول کے واسطے گیسو و زلف ہے یا تیرے نیزہ کا پرچم سرِ غول کی زلفیں بنگیا +

حصارِ رفع ترا قدر بر طریقے شد
کہ چرخ رنگ کبود است در تہ خندق

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان تیرے قلعہ کی بلندی کے سامنے خندق میں ایک نیلا ریت دکھائی دیتا ہے +

دو ماہہ بود بروزے مسیر مرکب جم
کہ در نبی بہ نبی گفت مخبر اصدق
سمند خوش رو خسرو بیک قدم کہ زند
بچار ماہہ رود بر بساط خاک الحق

مسیر بمعنی رفتار۔ مرکب بمعنی اسپ یہاں تخت سے مراد ہے۔ مرکب جم سواری سلیمان سے مراد ہے جو ایک دن میں دو مہینے کی راہ چل سکتے تھے بموجب اسکے وسلیمان الریح غدوّہا شہرٌ ورواحہا شہر یعنی اُنکی صبح کی سیر ایک روز کی ایک مہینہ کا رستہ ہے اور ایسا ہی شام کی سیر ایک مہینے کا راستہ ہے۔ مخبر صادق ذات خدا یا جبرئیل علیہ السلام سے مراد ہے۔ زند ورود کا فاعل اسپ ہے۔ اور مفعول قدم ہے۔ چار ماہ گھوڑے کے نقش قدم یعنی نقش سُم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تخت سلیمان کا ایک دن میں مسافت دو ماہہ کا طے کرنا کلام اللہ سے ثابت ہے۔ تیرے گھوڑے کی تیز رفتاری چار مہینے کی مسافت ایک قدم میں طے کرتی ہے +

ز جود تست کہ جز من نماند در عالم
مذکرے کہ کند بر سر منابر دق

مُذکّر ہی خطیب و واعظ سے مراد ہے۔ دق معرب دک بمعنی گدا۔ خلاصہ یہ ہے تیری سخاوت سے تمام عالم نے مال اسقدر جمع کر لیا ہے یہانتک کہ واعظ جو مفلسوں کا فرقہ ہے وہ بھی دولتمند ہو گئے اور عیش و نشاط کرتے ہیں ایک میرے سوا کہ مَیں محروم ہوں۔ یہ ایک قسم کا حسن طلب ہے جو شاعر ممدوح سے کچھ نفع لینا چاہتا ہے +

بہ بدر بدرۂ زر در خور است چندانی
کہ از اُلوف شود جذر مال او منطق

بدر بمعنی خریطہ و تھیلی جسے ہندی میں توڑا کہتے ہیں۔ د چندانی بمعنی اسقدر۔ الوف جمع الف بمعنی ہزار + جذر دو قسم کا ہوتا ہے۔ منطق اصم۔ او کی ضمیر بدر کی طرف پھرتی ہے۔ مجذور و مال ایک ہی عدد کا نام ہے اِس شعر میں مصنف نے طلب خزانہ کی کی ہے جس سے

احتمال کروڑوں اور سنکھا کا ہو سکتا ہے لیکن باوجود ترک کرنے رقم سنکھن کے نوے لاکھ سے کمتر کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ بعضوں کے نزدیک اُلوف تین ہزار سے مراد ہے اور تین ہزار کا مجذور نوے لاکھ روپیہ ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے بدر کو اسقدر روپیہ دینا لائق ہے کہ اگر جذر دیے ہوئے اسباب کا لیا جاوے تو تین ہزار روپے سے کم نہیں ہوتا۔ اور اگر اُلوف سے مراد جمع خواہ لاکھ روپیہ سے ایک عدد کم یعنی نو اور نوے ہزار لی جائے پس اسکے مجذور کا تو کچھ انتہا ہی نہیں +

	ہمیشہ تا اثر عین ثور آں باشد کہ نور نور برد از حدیقہاے حدق	

عین ثور و عین البقر معنی ترکیبی چشم گاؤ کو کہتے ہیں اور وہ ایک ستارہ ہے جس کو دبران کہتے ہیں جو کوئی طلوع کے وقت اُس کو دیکھ لیتا ہے اندھا ہو جاتا ہے اور وہ ستارہ برج ثور کے واسطے بجاے چشم کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب تک دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور چشم کا کھودے اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ خبر و نتیجہ شعر آئندہ سے ظاہر ہوتا ہے +

	چو کلک روے سیہ پیش ازانکہ سر ببرند سر زبانِ اعادی بہ تیغ بادا شق	

خلاصہ یہ ہے قیامت تک تیرے دشمن جو روسیاہ ہیں قلم کی مانند سر کاٹنے سے پہلے ہی اُن کی زبان چری ہوئی رہے یعنی حالاتِ زندگی میں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں اور ظاہر ہے کہ قلم میں سر کاٹنے سے پہلے شگاف لگاتے ہیں +

	ز چنگ مہر تو آنکس کہ کرد سر خم باد چو نامے حلق گرفتہ میانِ خلق خلق	

سر خم کردن بمعنی انکار کرنا۔ حلق گرفتن بمعنی گلا دبوچ لینا۔ خلق کپڑے کا پرانا ہو جانا مراد ذلیل سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جو کوئی تیری محبت سے انکار کریگا گلو گرفتہ کی مانند خلقت میں افسردہ و ذلیل رہے گا +

قصیدہ موسم بہار کے بیان آفتاب کی تعریف اور مدح ممدوح میں

صفر زیور دہد از نقطہ زریں ہر سال
الفے را کہ درو عین بود گوشۂ دال

اہل نجوم کے نزدیک صفر اشارہ برج حمل کیطرف ہے نقطہ زریں مراد آفتاب سے ہے الف کنایہ برج ثور دال مراد منزل دبران جو پانچ ستاروں سے مرکب ہے گوشۂ دل مراد کواکب سرخ رنگ سے ہے جو کنارہ پر لب بالا اُس شکل دال کی ہے یہ ستارہ سرخ گویا چشم ثور کی ہے اسیواسطے اُسے عین الثور و عین البقر کہتے ہیں اُسے ستارہ لعل گوں کو دبران قرار دیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ برج حمل ہر سال آفتاب سے برج ثور کو زیب و زینت بخشتا ہے ایسا ہی برج ثور جسکی چشم لعل گون دبران ہے +

گاؤ باز از دہن برہ گل زرد گرفت
در چراگاہ پُر از نرگس این سبز تلال

گاؤ کنایہ برج ثور برہ مراد برج حمل سے ہے گل زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے تلال پشتہ بلند کو کہتے ہیں سبز تلال مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ برہ نے جو چرنے کے لئے گل زرد مونہہ میں لے رکہتا تھا گاؤ نے چراگاہ پُر نرگس افلاک میں اُسکے مونہہ سے چہین لیا +

غنچہ در خندہ چو صبح از پے آنست کہ ہست
ہر دو را جیب پُر از زر طلا مالا مال

یعنی غنچہ اور صبح ہر دو کے خندہ کا یہہ باعث ہے کہ اپنے تصرف میں زر طلا رکھتی ہیں یعنی دونوں کی جیب زر طلا سے مالا مال و پر ہے +

دفتر سبز مجلد کہ گلشن جامع شد
ہشت شیرازہ او زرد و ورقہا ہمہ آل

دفتر سبز مجلد غنچہ قرار دیا اور گل کو جامع غنچہ قرار دیا شیرازہ مراد زردی سے ہے جو گل میں ہوتی ہے آل بمعنی سرخ خلاصہ یہ ہے کہ سبز دفتر مجلد غنچہ کا جسکا مولفا گل تہا اُس دفتر کا شیرازہ زرد ہی اور ورقے سرخ ہیں +

مشک شد سرد و بکافور شدہ گرمی بیش

چوں بجوزا شدہ ایں قرص کہ دلوست وبال

مشک شب کو ٹھیرایا کافور اشارہ دن کیطرف ہے قرص مراد آفتاب سے جسکا برج دلو وبال یعنی منزل ہی اور جب آفتاب برج دلو میں جاتا ہے تو ماگہہ کا مہینہ ہوتا ہی اور جب برج جوزا میں جاتا ہی تو اساڑہ کا مہینہ ہوتا ہی اسوقت شب کو سردی اور دن میں گرمی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جسکی منزل برج دلو ہے جب برج جوزا میں جاتا ہے تو راتیں سرد اور دن گرم ہوجاتے ہیں ٭

زرو دزیں دو سیہ بالش خوں گردیدہ
نقش دیباجۂ رویت کہ کشید است خیال

دو سیہ بالش گرد ہر دو مردمک سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری دیباجہ رو کا خیال جو عاشق نے اپنی مردمک پر کہنچا ہے ہرگز آنکھوں سے باہر نہیں جاسکتا ٭

در خم ماہ نوت سوختہ دل مردم را
حرکتہائے ستارہ بہ یمین و بہ شمال

ماہ نو ابرو سے مراد ہے مردم دل سوختہ عاشق سے مراد ہے حرکت و جنبش غمزہ و کرشمہ سے مراد ہی خلاصہ یہ ہے تیری عاشقونکی واسطے حرکت چشم جو خم ابرو میں ہے کبھی جانب راست اور کبھی جانب چپ پھرا کرتی ہے ٭

دہنت دیدہ خرد گفت کہ بے ہیچ سخن
سر میم است کہ بر نقطہ فرو آمدہ دال

بے ہیچ سخن یعنی بیشک نقطۂ فرد یعنی جوہر فرد کہ جزو لا یتجزی یعنی متکلمین کے نزدیک قابل قسمت نہیں ہے مگر حکما کے نزدیک قابل قسمت ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرا دہن ایسا تنگ ہے کہ نظر نہیں آتا لیکن عقل نے اسے دیکھ لیا اور کہا کہ بیشک یہ سر میم ہے جو نقطہ فرد پر دلالت کرتا ہے ٭

چرخ پر دیدہ چو بر نرگس تو چشم انداخت
گفت صاد لیست کہ در حلقۂ نوں یافت مجال

چرخ پر دیدہ آسمان پر کواکب سے مراد ہے صاد تشبیہ چشم حلقہ نون اشارہ ابرو کیطرف ہے معنے شعر ظاہر

زلف تو سایہ چو بر گوشہ خورشید افگند
گشت چوں چتر شہنشاہ جہاں میموں فال

خلاصہ یہ ہے جب تیری زلفوں نے گوشۂ چہرۂ خورشید بر سایہ ڈالا چتر ممدوح کی مانند مبارک فال ہوگئی کیونکہ چتر ممدوح نے بھی خورشید پر سایہ ڈال رکھا ہے ٭

خصمِ بدکیش ترا خنجرِ تو قربان کرد
تیر را از پیِ آن وصلِ کمان گشت وبال

بدکیش بمعنی بدذات قربان بمعنی ذبح وبال سختی و عذاب کو کہتے ہیں۔ آفتاب کا وبال برج دلو میں ہوتا ہے اور قمر کا جدی میں۔ زہرہ کا عقرب و حمل میں۔ مریخ کا میزان و ثور میں مشتری کا جوزا و سنبلہ میں۔ زحل کا سرطان و اسد میں۔ یعنی جب تیرے دشمن کو خنجر نے ذبح کیا اور تیر اس سعادت دشمن کشی سے محروم رہا پس اسی سبب سے تیر کو کمان کی پیوستگی بھی وبال ہوگئی کیونکہ تیر کی پیوستگی کا کمان سے مقصد دشمن کشی کا تھا اب یہ بات اس سے ظہور میں نہ آئی پس اُسے وصل کمان سے کیا نفع و فائدہ حاصل ہو ٭

فرقِ کرسی قدمِ پیلِ تو باشد آندم
روح قدسی یزکِ جیشِ تو گردد آنخال

فرق بمعنی سر کرسی مراد فلک ہشتم سے ہے روح قدسی جبرئیل سے مراد ہے یزک بمعنی چوکیدار خلاصہ یہ ہے تیرا پیل ایسا قوی الجثہ و بلند ہے کہ کرسی بھی اُسکی قدم کے نیچے ہے اور تیرے لشکر کی چوکیدار فرشتے و ملائک ہیں

رمحِ تو ماروِ لے حاملِ تو دہ ماہی
خنگ تو چرخ و لے حاملِ او چار ہلال

رمح بمعنی نیزہ دہ ماہی مراد دس انگلیوں سے ہے خنگ اسپ سفید کو کہتے ہیں چار ہلال مراد چار نعل سے معنی شعر ظاہر ٭

جانِ اعدائے تو در آئینہ تیغ آندم
صورتِ لائی سیاہی بود و آبِ زلال

آئینہ تیغ خود تلوار سے مراد ہے آندم یعنی روز جنگ لائی سیاہ مٹی سیاہ کو کہتے ہیں آب زلال بمعنی آب شیریں خلاصہ یہ ہے جیسا کہ صاف پانی کے نیچے سیاہ مٹی دکھائی دیتی ہے ایسا ہی آئینہ تیغ میں دشمنوں کی جان جو سیاہ مٹی کی مانند ہے دکھائی دیتی ہے یعنی جس وقت تیری تلوار نیام سے میدان جنگ میں نکلتی ہے دشمنوں کی جان جسموں سے جدا ہوکر تیری تیغ میں دکھائی دیتی ہے ٭

صورتِ سورۂ نصر است بر رایتِ تو آیتِ فتح

کربت دشمن مال وغضبت دشمن مال

بر تابعداری والدین کی۔ سورۂ بر آیتِ قرآنی سے مراد ہی لیس البرّان تولّوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب یعنی نیکی نہیں ہے کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہو مگر یہی کہ نماز کے وقت پھیر لو اپنے مونہونکو مشرق و مغرب کی طرف اُس مکان سے جسمیں نماز پڑھتے ہو دشمن اول مال یعنی دولت اسباب کیطرف مضاف ہے اور دوم دشمن مال یعنی مالندۂ دشمن خلاصہ یہ ہے کہ تیرے شمائل وخصائل نیکی کی آیت ونشانی ہیں اور تیرا نیزہ آیت فتح یعنی انا فتحنا لک کی ہوگی +

پایہ تختِ تو پیرایۂ ہشتم ایوال
سایۂ تختِ تو سر گنبدِ ہشتم طربال

طربال منارۂ بلند یہاں فلک ہشتم سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ محمد شاہ کی تعریف اور خط معشوق کی توصیف وبیان چرخیات میں

ہلال راست ترا ز فرق بود پیوستہ
بگوییت کہ چو ابرو بخم چہ معنی شد
بمہر زلف رخت کردہ عزم بیداری
شب دراز ترا دیدہ ماہ ودوتا شد

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق پہلے تو تیرا ہلال خط فرق سے بھی زیادہ راست تر تھا اور سیدھا نکلتا تھا اب تیرے ابرو کی مانند خمیدہ ہوگیا اُسکا سبب یہی ہے کہ تیری زلف ورخسارہ کی محبت میں بیداری کا ارادہ کیا ہے یعنی اسبابات پر آمادہ ہوا ہے کہ شب زلف کو انجام واتمام پر پہنچا کر سحر مقصود کے ہم بغل ہو جاوے اب چونکہ اُسے طویل ودراز دیکھا پس از راہ رنج والم کے خمیدہ ہوگیا اور اُس ارادہ سے باز رہا۔ لطف یہی ہے کہ معشوقوں کی زلفیں اُنکے ماہِ رخسارہ سے دراز ہوا ہی کرتی ہیں

دو ترکِ مست کماں ہا کشیدہ در بن گوش
کہ گرد چین سیہ زنگ آشکارا شد
ز سہم شاں دل ہر گشتہ و پریشانم
ہژبر مشک زرہ شکل ماہ فرسا شد

زرہ شکل وماہ فرسا دونوں مشک کی صفتیں ہیں یعنی اے معشوق تیری دونوں ترکانِ چشم نے ابرو کی کمانیں بنِ گوش تک یعنی کمال درجہ کی کھینچ رکھی ہیں کیونکہ تیرے رخ کے گرداگرد

جو باعتبار خوبصورتی کے ملک چین ہے زنگ کی فوج یعنی خط نمودار ہوگیا ہے اب میں دونو ترکان مست کے خوف سے پریشان ہو رہا ہوں +

دہانِ تست کہ بوسے ز ذرّہ فرقش نیست
میانِ تست کہ کوہے بموسے در وا شد

در وا بمعنی سرنگوں - خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دہن مثل ذرہ کے ہے اور تیری کمر ایک بال ہے جسمیں پہاڑ اوندھا پڑا ہوا ہے +

دمم بہوسے لبت آتشے ست در دہنم
کہ ہر زبانۂ او افسر زبانہا شد

زبانہ بمعنی شعلہ آتش اور زبانہ ثانی ستارہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے لبوں کی امید پر میرا دم آتشیں بنگیا ہے جسکا شعلہ زبانا ستاروں تک جو قمر کی منزل ہے پہنچتا ہے +

چو شاہِ شرق بسوے سریر جوزا شد
سپہر بہ پیش کماں رفت و ترکش آراشد

خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج جوزا میں چلا گیا قمر کمان کے پاس یعنی برج قوس کے قریب گیا اور اپنے ترکش کو آراستہ کیا +

چہ ساغریست زراندودہ خور کہ از تفِ او
چو بادہ جملۂ تن آب آتش اجزا شد

یعنی آفتاب عجب ایک پیالۂ زراندودہ ہے کہ اسکی حرارت سے تمام وجود آب دریا وغیرہ کے گرم ہو جاتے ہیں +

میار بلبلہ کاں رومی است خوں آشام
کہ سجدہاش ہمہ پیش پاے ترسا شد

بلبلہ مراد صراحی سے ہے - ترسا لغت میں آتش پرست کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں پیالہ کو کہتے ہیں اور اسکا آتش پرست ہونا دو اعتبار سے ہے اول یہ کہ شراب جو مثل آگ کے ہے اسمیں رکھتے ہیں دوم یہ کہ صراحی جسمیں آگ یعنی شراب ہوتی ہے اسکے آگے سر جھکا تا پڑتا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ صراحی کو جو خون پینے والی ہے آگے نہ لاؤ کیونکہ وہ ایسی ناقص ہے کہ باوجود خون آشامی وجرأت کے بت پرستوں کے سامنے سجدہ کرتی ہے +

چو قصرِ حلم وے افگند سایہ بر گردوں
خور از تحرّکِ قسری خود مبرّا شد

گردوں عرش سے مراد ہے۔ قسر بالفتح زور سے ایک کام کرنے کو کہتے ہیں اور حرکت قسری ایک حرکت کو کہتے ہیں جسکی محرک کوئی اور چیز ہو۔ آفتاب میں دو حرکتیں ہوتی ہیں اول طبعی جسمیں آفتاب دورہ وسیر نصف آسمان کا کرتا ہے۔ دوم قسری جس میں آفتاب تمام آسمان کا دورہ رات بھر میں کرلیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کا حلم اس درجہ کا ہے کہ اگر اسکا تحمل اپنا سایہ عرش پر ڈالدے تو اُس پر اسقدر بوجھ آپڑے کہ آفتاب اپنی حرکت قسری سے خالی رہجاوے +

گرفتہ دست برادر بروں گریخت اجل
ازاں دیار کہ عدلِ تو کار فرما شد

برادرِ اجل مراد خواب غفلت سے ہے بموجب سکے النوم اخ الموت خلاصہ یہ ہے کہ تیری ولایت محکومہ میں سے خواب و اجل جو مایہ غفلت کا ہیں بھاگ گئے +

لوائے قدرِ تو سر زآسماں چناں بر کرد
کہ افتراقِ دوئی از میان جوزا شد

خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبے کا نیزہ آسمان سے ایسی بلندی پر چلا گیا ہے کہ اُس نیزہ اور برج جوزا میں سے دوئی جاتی رہی کچھ تمیز نہیں ہوسکتا کہ برج جوزا کونسا ہے۔ دوم یہ کہ تیرے نیزہ نے ایسا جوزا کو پرودیا کہ دونوں شکلیں جوزا کی باہم ملکر شکل واحد بنگئی ہیں +

چو دامنِ علمت رقص کرد بر سرِ غول
چو راقصش دہن مار چرخ ماوا شد

سر غول شمال کی طرف ستاروں کا مجموعہ ہے اور وہ مردہ کی صورت ہے جو پائے چپ پر کھڑا ہے اور دست راست سر پر رکھی ہوئی ہے اور دستِ چپ میں دیو کا سر خونچکاں

پکڑے ہوئے ہے۔ راقص بھی ایک ستارہ کا نام ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے دامن علم نے غول کے سر پر حرکت کی اس خوف و دہشت کے مارے سرِ غول نے اپنی جگہ اژدہائے فلک پر راقص کی طرح بنالی ۔

علو قصرِ جلالت چناں غلو دارد
کہ آستانِ درش جفت طاقِ بالا شد

غلو دست بلند کرنا جہاں تک ممکن ہو سکے۔ معنی شعر ظاہر +

اگرچہ دوم اورا دو از یکے کم شد
یکیش آخر مجذور دوش مبدا شد

اِس شعر سے تعمیہ کے طور پر اسم قلم کا نکلتا ہے جسکا حرف دوم (لام) ہے۔ لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں۔ جب چالیس میں سے دس کو کم کردیا تو تیس رہگئے اور یہ اعداد حرف لام کے ہیں اور لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد حرف (م) کے ہوتے ہیں یہ حرف آخری ہے اور مبدا یعنی حرف اول دو کا مجذور ہے یعنی لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اسکا مجذور سَو ہوا جو عدد حرف (ق) کے ہیں پس مجموعہ (ق) و (ل) و (م) کا قلم ہو گیا

چناں شکوہِ تو زد خیمہ بر سرِ عالم
کہ ماہتاب نیارد بگردِ دیبا شد

دیبا مراد کتاں سے ہے اس شعر میں ممدوح کی شوکت و عدل کا بیان ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری شوکت کے سامنے چاند کی کیا طاقت ہے جو کتاں کو پارہ پارہ کر سکے +

ہمیشہ تا شہِ انجم ز اوج رفعت خود
بفرو خانۂ سرد و زیر تنہا شد
رواق قلعہ مرفوع قدرت امین باد
ز کسرہا کہ در ایوان طاق کسرے شد

شہ انجم مراد آفتاب سے ہے اوج و رفعت برج جوزا کی طرف اشارہ ہے زیر کنایہ قمر فرد خانہ سرد قمر برج سرطان سے مراد ہے چونکہ سرطان برج آبی ہے اسواسطے سرد خانہ کہا رواق بمعنی پیشگاہ خانہ خلاصہ

یہ ہے جبتک آفتاب برج جوزا سے برج سرطان میں جاتا رہے یعنی قیامت تک تیری قلعہ کا طاق ایوان
ان تنگیوں سے محفوظ رہے جو نوشیروان کی طاق محل میں واقع ہوئیں تھیں سواسطے کہ نوشیروان
کافر تھا اُسکے سبب سے جناب پیغمبر صاحب کی ولادت کے وقت اُسکے محل میں شکستگی واقع ہوئی +

قصیدہ محمد شاہ تغلق کی تعریف اور معشوق کی توصیف میں

لعلت ز خندهٔ شکر از در تر بر گیرد
جز غم از گریہ دُرر بر طبق زر گیرد

لعل بمعنی لب شکر بھی لب شیریں سے مراد ہے در تر در آبدار سے مراد ہے جزع بمعنی مہرۂ سلیمانی جو سفید و سیاہ ہوتے ہیں مراد چشم سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے لب بسبب خندہ کے اپنے شکر دنداں کی موتیوں سے اٹھا لیتے ہیں اور میں بسبب حاصل ہونے نا لغ دنداں کے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی بہاتا ہوں +

جز سر زلف تو بر عارضت اے حور سرشت
ملک فردوس کہ دید است کہ کافر گیرد

خلاصہ یہ ہے اے معشوق حور سرشت تیری زلفوں کے سوا جو رخساروں پر ہیں ایسا معاملہ کس نے دیکھا ہے کہ کافر ملک فردوس کو فتح کر لیوے +

ایکہ طاقِ در بارت کہ محیط فلک است
وتر قوس جلال از خطِ محور گیرد

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا والا رتبہ ہے کہ تیرے رتبہ کی کمان میں خط محور گرفتا ہو جاتا ہے یعنے تیری بزرگی و جلال نے عالم کو مسخر کر لیا ہے +

بر خط محور اگر حرزِ عزیمت خواند
سی و یک مہرۂ زمیں زیک اژدر گیرد

خلاصہ مطلوب یہ ہے کہ اگر ممدوح افسونکا تعویذ پڑھکر خط محور پر پھونکدے تو اکتیس مہرہ زمین کو ایک اژدہا پکڑ لیوے +

شاہدِ سلطنت خیمہ زنگاری را

در عروسی بقا تکمۂ چادر گیرد +

خیمہ زنگاری آسمان سے مراد ہے تکمہ گرہ خرد یعنی گھنڈی جو انگرکھہ کے گریبان میں لگاتے ہیں شاہد سلطنت آفتاب کی طرف اشارہ ہی خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب باوجود دوام عمری کی بقائی حیات کی شادی میں اسکی چادر کے لیئے اپنی ذات کی گھنڈی بناتا ہے +

بسر تیغ تو کاندر صفِ میدانِ خلاف
خصمِ بے دین تو بید ست کہ خنجر گیرد

خلاف درخت بید کو بھی کہتے ہیں میدان خلاف یعنی میدان جنگ مصرعۂ ثانی میں بید درخت کا نام اور یا مرکب ہے بی بمعنی بغیر ید بمعنی دست یعنی بے ہاتھ یا نو والا خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی سر کی قسم تیرا دشمن بے دین میدان جنگ میں مثل درخت کے ہے یعنی اس سے کوئی کام نہیں نکل سکتا ہے دست و پا بے ہے خنجر کیونکر پکڑ سکتا ہے +

قصیدہ محمد شاہ بن تغلق کی مدح بہار کی تعریف اور معشوقوں کی توصیف میں

ز مہر آئنہ لولی زنِ سفیدہ فروش
ز فرقِ خود قصب زرد ماہتاب نہد

لولی زن - مراد زہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ زہرہ نے آئینہ دیکھنے کی محبت سے ماہتاب کی زرد چادر اپنے سر سے اُتار دی اور دستور ہے کہ زنان فاحشہ آئینہ دیکھنے کے وقت تماشائیوں کے فریفتہ کرنے کے لیے سر سے چادر اُتار دیا کرتی ہیں +

بجز دو ہندوے سیمیں قبائے من بنود
کسیکہ بر طبقِ زر دُرر خوشاب نہد

دو ہندو یعنی غلام مراد دو چشم سے ہے - چونکہ آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئی ہیں اسواسطے سیمین قبا کہا طبق زر زرد چہرہ سے مراد ہے دُر خوشاب اشک سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

رواج روحاتِ ضر بتش بہ اثر
عذوبت ضرب در فروع ضاب نہد

روایح بادخوش روحات خوشبوہا ضریبت یعنی طبیعت حنظل یعنی اندرائن کو کہتے ہیں ضرب یعنی شہد
خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کی خلق وطبیعت کی خوشبودار ہوائیں اپنی تاثیر سے حنظل کی شاخوں میں بھی
شیرینی شہد کی ظاہر کرتے ہیں +

خدایگان جہاں فخر آل بہرامی
کہ مشتری لقبش شاہ مہ رکاب نہد

آل بہرامی یعنی اولاد بہرام کی مشتری فاعل نہد کا ہے اور مشتری ستارہ کا نام ہے جو سعد اکبر ہے معنی
شعر ظاہر +

توئی کہ منزل سیمین مہ بر آتش خور
زبہر بزم تو قلب اسد کباب نہد

قلب اسد یعنی دل شیر اور ستارہ کا نام بھی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا عالی مراتب ہے کہ تیری مجلس کے
واسطے چاند کی سیمین انگیٹھی میں آتش خورشید پر شیر کا دل کباب کرتے ہیں یا اس ستارہ کو کباب بناتے
ہیں +

شریک حلم تو جز قاف کس نشاں ندہد
وشیک عزم تو در قطب انقلاب دہد

وشیک پیک تیز رفتار کو کہتے ہیں قاف ایک پہاڑ کا نام ہے جو دنیا میں سب سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے
کہ کوہ قاف میں تیرا سا حلم پایا جاتا ہے اور قطب جو بے حرکت ہے اسمیں بھی تیرا عزم حرکت پیدا کر دیتا ہے

وبیص خنجر تو از خواص آبحیات
ہزار تعبیہ در لمعہ سراب نہد

وبیص یعنی چمکنا و تعبیہ یعنی پوشیدن خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی روشنی اس درجہ کی ہے کہ اگر اسکا چمکارہ
سراب پر پڑے ہزار قسم کی پوشیدگی خاصیت آب حیوان کی اسمیں ظاہر کر دیوے اور پانیو نکا تو کیا ذکر ہے

ہمیشہ تا طبق سبز کاسۂ زر را
میانہ چہ ناہید وقت آب نہد
لوائے قدر ترا آنچناں جلالت باد
کہ بر کنارۂ مہ گوشۂ طناب نہد

طبق سبز آسمان سے مراد ہے کاسۂ زر آفتاب کی طرف اشارہ ہے چہ ناہید برج سنبلہ سے مراد ہی

اسوقت آفتاب برج اسد میں ہوتا ہے جیسے ہندی میں بہادوں کا مہینہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جبتک آفتاب برج سنبلہ میں جاتا رہے اور یہ رفتار قیامت رہیگی شعر ثانی کے معنی ظاہر +

قصیدۂ ثانی

ہوسے مجمر لالہ دلِ مرغ نوا خواں را
دہد از سبزہ آرامی چمن کو سایہ دار افتاد

بو بمعنی خوشبو و عطریات مجمر بمعنی انگیٹھی جس میں کوئلہ وغیرہ جلاتے ہیں از سبزہ آرام دادن انگیٹھی پر سبزہ جلانا اور قاعدہ ہے کہ آسیب زدہ پر افسوں پڑھکر انگیٹھی وغیرہ جلایا کرتے ہیں معنی شعر ظاہر +

نمکدانِ زر از ماہی لبسوے برہ مائل شد
چہ شورشہا کہ در بازار نو بہار افتاد

نمکدان زر مراد آفتاب سے ہے ماہی اشارہ برج حوت کیطرف ہے برہ کنایہ برج حمل خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو بہار کا موسم آجاتا ہے +

چو دل گل دید از شادی درونِ باغ جاں شگفت
چو گل زر دید از خندہ ستاں بر روے خار افتاد

خلاصہ یہ ہے کہ گل کی جان نے بہار کا موسم دیکھا خوشی کے مارے جسم شگفتہ ہوگیا اور جونہیں گل نے اپنے میں زر دیکھا تو جھٹ خنداں خنداں خار پر جا پڑا +

خروس صبح گر از لعل تاجے دارد او بر سر
عروس لالہ را از مشک خالے بر عذار افتاد

خلاصہ یہ ہے اگرچہ صبح اپنے سر پر آفتاب کا تاج رکہتی ہے اور رونق دار ہے لیکن عروس لالہ بہی بیرونق نہیں ہے مشک کا خال اپنے رخسارہ پر موجود رکہتی ہے +

چو دوش از سقفِ مینا رنگ طشتِ زر نگار افتاد
فلک را کاسہاے نقرۂ در دریاے قار افتاد

قار بمعنی سیاہ و سفید اور ترکی میں برف کو کہتے ہیں اور عربی میں قیر کو کہتے ہیں جو ایک قسم کا گوند ہے

خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور کواکب بوقت شب آسمان پر نکل آئے ؛

دلِ دریا سوے لب بر کہ باز آں کشتیِ زرّیں
ز موجِ تیرہ دریاے پُر دُر بر کنار آمد

دل مراد قلب سے ہے دریا بمعنی یم اور قلب یم ہوا کشتی زریں آفتاب سے مراد ہے موج تیرہ کثرت سیاہی شب سے مراد ہے دریاے پر دُر آسمان سے مراد ہے باعتبار ستاروں کی یعنی اے معشوق آفتاب غروب ہوگیا رات ہوگئی اب مے نوشی کر ؛

ازیں خضرا ے پُر عبہر چو شیر چرخ بر سر کرد
فلک میناے پُر گوہر چو تیغ شہر یار افتاد

خضرای پر عبہر مراد آسمان باعتبار کواکب کے سے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے جس وقت برج اسد ظاہر ہوا پس اُس حالت میں آسمان مثل تیغ جوہر دار بادشاہ کے معلوم ہوتا تھا ؛

ز دستش مرغ زریں را چو در منقار قار افتاد
سر زلف سیاہ شب ہمہ بر تار تار افتاد

مرغ زریں قلم سے مراد ہے زلف سیاہ شب سے مراد سطریں یا سیاہی دوات سے ہے مہ مراد کاغذ سے ہے خلاصہ یہ ہے جب مرغ زریں قلم کی منقار سے بذریعہ ہاتھ بادشاہ کی سطریں و حرف لکھے جاتے تھے گویا کاغذ پر تار تار پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی ؛

ز توقیعش مشام روح سازد لخلخہ اندام
کہ بر نقرہ ز شاخ زعفراں مشک تتار افتاد

توقیع بمعنی فرمان مشام روح خود روح سے مراد ہے نقرہ کاغذ سے مراد ہے شاخ زعفران قلم سے مراد معنی شعر ظاہر ؛

زہے آرش کماں رستم کہ سہم تیر او چوں دید
مہِ سیمیں سپر دریاے اسپش نعل دار افتاد

خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تو عجب آرش رستم کمان ہے کہ جب ماہ سیمین سپر نے تیرے تیر کا خوف دیکھا فوراً تیرے گھوڑے کے پیروں میں گر پڑا ؛

بدار الضرب سلطانی درم ریزانِ ملکت !

نقوش سکۂ نامت شہ دارا مدار افتاد

دار الضرب بمعنی خانہ ضرب جسے ہندی میں ٹکسال کہتے ہیں درم ریزاں سکہ بنانے والوں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اے بادشاہ تیرے ضرب خانہ یا ٹکسال میں سکہ زن تیرے نام کے نقش پر دارا کا دور و مدار کرتے ہیں یعنی دارا جیسا بادشاہ اُن نقشوں کا طواف کرتا ہے ٭

ازآں گل زاطلسِ نہ تہ بروں آرد زرِ دہ دہ
کہ بازش در دل از سودائے بزمت خار افتاد

دہ دہ بمعنی زر خالص خلاصہ یہ ہے کہ گل چاہتا ہے کہ تیری مجلس میں اپنے زر کو نثار کرے دوسرے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ گل آفتاب سے مراد ہے اور اطلس نہ تہ مراد آسمانوں سے ہے اور زر دہ دہ ذات آفتاب سے مراد ہے معنی ظاہر ٭

چو یک برج ہزار استون تو صد بے ستوں آمد
بہ سندانِ درِ او کوہ را دعوے چہ کار افتاد

ہزار ستون قلعہ ممدوح کا نام ہے جس میں بہت سے ستون تھے بے ستون ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے جہاں سے فرہاد جوئی شیر لایا تھا سندان بالکسر گندۂ آہنی خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح جس صورت میں ایک ستون تیرے قلعہ کا سو بے ستون کی برابر ہے پس پہاڑ کا دعویٰ سندان کی برابری کا فضول ہے

قصیدہ اوصافِ معشوق کے بیان اور مدح ممدوح میں

اشکِ شفق مثال من زیں دو ستارہ میرود
چند شب دراز را بر افقِ شب ہی

اشک شفق مثال اشک گلگوں سے مراد ہے دو ستارہ مراد ہر دو چشم سے ہے شب دراز زلف سے مراد ہے سحر مراد رخسارہ سے ہے معنی شعر ظاہر ٭

از طبقات جزع من ریخت بسے عقیقِ تر
چند دو پارہ لعل را بزرہ بر گہر ہی

جزع ہر دو چشم سے مراد ہے طبقات ہفت پردہ چشم یعنی ملتحمیہ قرنیہ عنبیہ عنکبوتیہ شبکیہ زجاجیہ صلبیہ سے مراد ہے عقیق تر

اشک گلگوں کی طرف اشارہ ہے دوپارہ لعل ہر دو لب کی طرف اشارہ ہے گہر دنداں سے مراد ہے ہر دو
لب را بدنداں داشتن خاموش بیٹھے رہنے سے مراد ہے اور نہ ہنسنے کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے
اے معشوق کب تک مغموم اور خاموش بیٹھا رہیگا اور مجھ سے باتیں نہ کریگا تیری اس خاموشی نے تو مجھے رولا مارا

عربدہ جوے و مے پرست تیغ بدست سخت مست
آمدۂ کہ سر بری سر نبری و سر نہی

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اس حالت سے جو مصرعہ اول میں بیان کی گئی ہے میرے پاس تو سر کاٹنے
کے لیئے آیا تہا میں اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب میرا سر کاٹے گا اور میں درد ہجراں سے نجات پاؤنگا
لیکن یہ نصیبہ کی خوبی ہے کہ تو میرا تباہ حال دیکھکر بجائے سر کاٹنے کے متواضع ہوتا ہے +

مہر تو مہر مے نہد بر دلِ بدر روشن ست
رنگِ بقا کجا دہد نقش کہ بر شرر نہی

مہر نہادن بمعنی منفعل کردن و بند نمودن بدر و شرر کے لفظ دل کی طرف اشارہ کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے
اے معشوق تیری محبت مہر دل پر لگانا اور بند کرنا یعنی آہ و فغاں سے باز رکہنا چاہتی ہے اور یہ بات
میرے دل پر خوب روشن ہے کہ محبت کا یہ ارادہ صورت پذیر نہوگا کیونکہ تیری محبت کا میرے
دل پر مہر لگانا گویا شرر آتش پر نقش کشی ہے پس جیسا کہ اس نقش کے لیئے بقا نہیں ہے ایسا ہی اُس
ارادہ کے واسطے بہی پائداری نہوگی یعنی میرا دل آہ و فغاں سے باز نرہ سکیگا +

پشت کجا نہد فلک سوے تو گر تو روے خود
سوے جناب حضرتِ خسروِ بحر و بر نہی

پشت کردن بے التفاتی و عدم توجہی کرنی یعنی اے مخاطب اگر تو آستانہ ممدوح پر اپنا موںہہ ملے
اور اُسکی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو آسمان کی کیا طاقت ہے جو تیرے بخت سے بے التفاتی کرے

وانکہ شمیم خلقِ او چوں بمشامِ جاں رسد
عنبرِ گاؤ بحر را ہمنفس بخر نہی

بخر بوئی گندہ کو کہتے ہیں گاو بحر ایک قسم کی گائے کو کہتے ہیں جو بحر میں رہتی ہے اور اُسمیں سے عنبر نکلتا ہے
خلاصہ یہ ہے اے مخاطب ممدوح کی خلق کی نسیم اسدرجہ کی خوشبودار ہے کہ اگر وہ تیرے دماغ جان میں

پہنچ جاوے اور پھر گاؤ بحری سونگھ لیوے تو عنبر بھی بدبودار اور گندہ معلوم ہونے لگی +

کشتی قالب ترا آب روان جدا کند
گر یم باز گونہ را برلب خود دگر نہی

واز گونہ یا باز گونہ بمعنی قلب اور یم کا قلب مے ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے لے مخاطب ممدوح ہمارا
ایسا شرع کا مقلد ہے کہ اگر بموجب حکم شرع کے تجھے ایک دفعہ شراب نہ پینے کا حکم دیوے
اور تو اُسپر خیال نہ کرکے پھر دوبارہ پی لیوے پس وہ تجھے اُسیوقت کشتی وجود سے علیحدہ
کردیگا یعنی قتل کر ڈالیگا +

پشت ترا چو گردنِ چنگ بزور بشکند
گر تو بہ ریشمی رسن پیش بہ پشت خر نہی

چنگ ساز کا نام ہے جو خمیدہ ہوتا ہے - ولایت میں تار کی جگہہ اکثر ریشمی تار لگایا کرتے ہیں چنانچہ یہاں
ریشمی رسن سے یہی مراد ہے خر بالفتح ایک چوب کا نام ہے جسکی صورت دیوار کی سی قایم کرکے اُسمیں
تار لگاتے ہیں ہندی میں اُسے کھرج کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے مخاطب زمانہ ممدوح سے پہلے
تونے جو کچھ کیا سو کیا لیکن ہمارا ممدوح ایسا دیندار پیدا ہوا ہے اگر تو اُسکے زمانہ میں ساز کے بجانے
کا ارادہ کرے تو ممدوح تیری پشت کو گردن چنگ کی طرح بزور توڑ ڈالے یعنی تجھے ہلاک کردیوے

ز اشک ورخ حسود او فرق کجا کند خرد
گر تو طویلہاے دُر بر سر طشت زر نہی

طویلہ بمعنی سلک ورشتہ دُر اور مروارید کا معنی شعر ظاہر +

رایت فتح شاہ شد نصب چنانکہ پیش او
رفع حروف قاف را از حرکات جر نہی

نصب بمعنی استادہ وقائم - رفع بمعنی بلندی قاف کوہ قاف سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ
اے مخاطب ممدوح کی فتح کا نیزہ ایسا بلند ومرتفع ہوگیا کہ بلندی وچوٹی کوہ قاف کو اُسکی حرکات
میں سے حرکت زیرینہ وپست تصور کرو +

اے شہ آسمان بقا وے مہ مشتری لقا

ایکہ سر پرچرخ را بہ قدم چو خور ہنی

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح موصوف تو ازراہ علو مرتبہ کے آفتاب کی طرح تخت آسمان کو اپنے قدم کے نیچے رکھتا ہے یعنی اُسپر بیٹھتا ہے +

آیتِ احتشام را بر علم بقا کشتی
رایتِ احترام را بر کتف ظفر ہنی

احتشام بمعنی حشمت علم بمعنی نیزہ و لشکر خلاصہ یہ ہے کہ لڑائی کے دن حشمت کے نقوش نقشہ نیزہ بقا پر تو کھینچتا ہے اور نیزہ حرمت کو تو شانۂ ظفر پر رکھتا ہے +

گاو زمیں دوتہ شود پاے چو بر زمیں ہنی
شیر فلک نہاں شود سہم چو بر وتر ہنی

دوتہ و دوتا بمعنی خمیدہ ـ شیر فلک برج اسد سے مراد ہے وتر بمعنی زہ و چلہ کمان خلاصہ یہ ہے اے ممدوح ایسا تو صاحب زور و ہیبت والا ہے کہ اگر تو زمین پر پانو رکھے تو اُس پانو کے زور و صدمہ سے گاو زمیں خمیدہ ہو جاوے اور اگر تو تیر کو چلہ میں رکھے تو اُسکی ہیبت سے برج اسد پوشیدہ ہو جاوے +

سینۂ ماہ شق شود تیر چو در کماں کشی
تیغ زدست خور فتد دست چو بر سپر ہنی

تیر در کماں کشیدن و دست بر سپر نہادن بمعنی مستعد جنگ ہونا معنی شعر ظاہر +

طفل مرادت ار کند قلب مراتب جہاں
مادرِ خاک را مکاں بر سرِ نہ پدر ہنی

قلب کے معنی واژگوں کرنا اور اُلٹنا ـ نہ پدر نو آسماں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا ہے کہ اگر واژگونی کی غرض سے مراتب دنیا کی درخواست کرے پس تو حصول مراد کے لئے مادرِ خاک کو بالاے عرش کے قائم کر دے یعنی دنیا کو پلٹ کر عرش بنا دے اور عرش کو خاک زمیں بنا دے حالانکہ مادر کو پدر پر فوقیت ناممکن ہے +

قصرِ جلالت ار کند قصرِ مدارِ آسماں
مطلع آفتاب را بر خطِ باختر ہنی

مدار ظرف کا صیغہ ہے یہاں مجازاً طوالت و درازی کے معنی ہیں۔ مطلع آفتاب مشرق سے مراد ہے باختر مشرق و مغرب دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیری بزرگی آسمان کی درازی و کوتاہی کرے پس تو مشرق آفتاب کو خط مغرب پر رکھے یعنی اِس درجہ کی کوتاہی ہوجاوے کہ آفتاب کا مشرق و مغرب ایک ہوجاوے۔ دوم یہ کہ کند کا فاعل مدار ہے اور مفعول قصر جلال ہے یعنی اگر بالفرض مدار آسمان تیرے قصر جلال کو کوتاہ کردیوے تو اُس شوخی وجرم کے عوض میں مدار آسمان کو ایسا کوتاہ کردیوے کہ مشرق خورشید ہی مغرب بنجائے

رفعتِ کوہِ حلمِ تو بر سرِ عرش قبہ زد
شاید اگر مجرہ را در عوض کمر نہی

قبہ کو ہندی میں کلس کہتے ہیں۔ مجرہ بمعنی کہکشاں۔ کمر بمعنی کمر بند جسے پٹکہ کہتے ہیں مراد کمر کوہ سے ہے اور وہ کریوہ کو چاک جو پہاڑ کے گرداگرد ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ تیرے تحمل کا پہاڑ جسکی کلسی عرش پر پہنچ گئی ہے بلکہ عرش سے بھی گزر گئی ہے پس تجھے سزاوار ہے کہ کہکشاں کو کمر بند و کریوہ کو چاک خیال کرے +

چوں لبِ یار در دہاں شاخِ شکر رواں شود
اگر کفِ پائے خویش را بر خس بے ہنر نہی

شاخ شکر مراد شاخ نبات سے ہے اور وہ شاخ کی سی صورت کے رشتے جو کوزہائے نبات پر بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا شاخ مراد نیشکر سے ہے۔ رواں بمعنی جلدی جانا خلاصہ یہ ہے اگر ہمارا ممدوح خس پامال پر پانو رکھے تو پیروں کی تاثیر سے خس ایسا شیریں ہوجاوے کہ شاخ شکر بنجاوے اور لب معشوق کی طرح دہن عاشق میں جلدی چلا جاوے +

بجنت امامتِ من از تختِ تو سرفراز شد
نامِ مرا چہ گردد ار بندۂ تاجور نہی

امام بمعنی پیشوا۔ تاجور بادشاہ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مجھکو تمام شاعروں کی پیشوائی البسبب قرب تخت و باریابی دربار کے حاصل ہوئی پس اب تجھے مناسب شایاں ہے کہ میرا نام تاجور و بادشاہ اور شاعروں کا مقرر کردیوے کیونکہ میں تیرا بندہ و غلام ہوں +

قصیدہ رات کے بیان اور محمد شاہ تغلق کی تعریف میں

نمازِ شام کہ سلطانِ ہند یعنی ماہ
گرفت عرصۂ اقلیمِ ہند را بسپاہ

ہند مراد شب یا فلک نیلگوں سے ہے۔ سپاہ اشارہ کواکب کی طرف ہے اور لفظِ شام کے بعد گُن محذوف ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب نمازِ شام کی ادا کر کیونکہ ماہ و کواکب نکل آئے +

نداد چرخ ہندو قبائے مرواریہ +
کہ تا جمال نہ پوشیدہ ترکِ زرد کلاہ

ہندو مراد شب سے ہے۔ قبائے مرواریہ کثرتِ کواکب سے مراد ہے۔ ترکِ زرد کلاہ دِن سے مراد ہے جسکے سر پر آفتاب کی ٹوپی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبتک دن یا آفتاب غروب نہیں ہوتا کواکب نمودار نہیں ہوتے +

نمود جوہری شب بمشتری سودا
زبہر آنکہ دردستِ زرش دہند پگاہ
زباں ضماں شدہ در سودِ شب زمانے نیست
کہ بر دردستِ زرش صبح صادقست گواہ

جوہری شب اشارہ ماہ کی طرف ہے باعتبار کثرت ستارگان کے۔ سودا بمعنی خرید و فروخت دردستِ زر آفتاب سے مراد ہے ضماں بمعنی ضمانت و ذمہ داری خلاصہ یہ ہے کہ جوہری شب نے مشتری سے سودا کیا اسواسطے کہ صبح کے وقت قضا و قدر کے کارکنندگان آفتاب کی اشرفی اُسے دینگے اے مشتری وہ اشرفی تو خرید لے لیکن مشتری اِس خریداری میں حالتِ تذبذب میں تھا کہ جو چیز موجود ہے نہیں اُسے کیونکر خریدوں پس اُسکی تسکین کے واسطے زمانہ ضامن بنا اور کہنے لگا کہ اے مشتری سودا شب میں کچھ نقصان نہیں ہے کیونکہ جوہری شب کی اشرفی دینے کی صبح صادق گواہ ہے +

گرفت روے زمیں را سرادقِ گلریز
چو چترِ سایۂ حق آفتاب عرش پناہ

گرفت یعنی تسخیر کرلیا سرادق بمعنی سراپردہ وشامیانہ یہاں سرادق گلریز شب سے مراد ہے سایۂ حق وآفتاب عرش پناہ ممدوح سے مراد ہے معنی شعر ظاہر اس شعر سے گریز ممدوح کی طرف ہے ؛

قضا توان و قدر قدرتے کہ بر درِ او	شہی گدائے شود در زماں گدائے شاہ

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا قضا کی سی طاقت اور قدر کی سی قدرت والا ہے کہ اُسکی درگاہ کے دروازہ پر شاہان جبار گدا ہوجاتی ہیں یعنی اُسکے محتاج ہیں اور گدا فی الفور اُسکی بخشش سے شاہ و تونگر ہوجاتے ہیں ؛

زہے کمان ترا تیرِ آسماں صد پے	برائے چرخ زمہ مشتری شدہ ہر ماہ

زہی بمعنی زہ یا زائد ہے تیر آسمان مراد عطارد سے ہے پے بمعنی مرتبہ مہ بمعنی قمر مشتری بمعنی خریدار یعنی تیری کمان کے چلہ کے لئے عطارد ہر مہینے قمر سے خریدار فلک ہوتا ہے یعنی فلک کو خریدتا ہے تاکہ ممدوح کی کمان کا چلہ بنادے ؛

چو دیدۂ انجم از آں بر سر ند پیوستہ	کہ پیشِ تختِ تو چوں حاجباں نہند جباہ

جباہ بمعنی پیشانی نہند کا فاعل انجم بمعنی ستارہ اسی سبب سے دیدہ کی مانند بر سر یعنی غالب ہیں کہ دربانوں کی مانند تیری تخت کی آگے پیشانی رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت عرش سے بھی زیادہ بلندی پر پہنچ گیا ہے اور کواکب اُسکے آگے اطاعت کا سجدہ کرتے ہیں ؛

غبارِ خیل تو با خط دلبراں ماند	کہ ہر دو گوشۂ خورشید میکنند سیاہ

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ معشوقوں کا خط اُنکے آفتاب جیسے چہرہ کو سیاہ کردیتا ہے اسیطرح تیری فوجکا غبار آسمان تک پہونچکر آفتاب کو سیاہ کردیتا ہے بعض نسخوں میں بجائے لفظ خیل کے کلک پایا جاتا ہے پس غبار کلک سے تحریر خط مراد ہے اور خط غبار ایک قسم کے خط کا بھی نام ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ تیری قلم کے غبار اور خط معشوقان نے ہر دو گوشہ خورشید یعنی کاغذ و رخسارہ کو سیاہ کرر کھا ہے ؛

ز مہرِ بزمِ تو بر چار طاقِ زنگاری
ز زرِ سرخ عمودِ سحر زند خرگاہ

چار طاق ایک قسم کا خیمہ ہوتا ہے جسے راؤٹی کہتے ہیں مراد افلاک سے ہے۔ زرِ سرخ یہاں شفق سے مراد ہے۔ عمود بمعنی ستون چوب بمعنی خیمہ۔ عمودِ سحر سفیدی و روشنی سحر یا مراد خط طویل صبح یا شعاع خورشید سے ہے۔ خرگاہ بمعنی خیمہ خلاصہ یہ ہے کہ تیری مجلس کے آراستہ کرنے کے اشتیاق سے صبح کا عمود زرِ سرخ کا خیمہ آسمان پر لگاتا ہے تاکہ وہاں تیری مجلس ہو +

سحابِ دستِ تو ہر جا کہ گشت دُر باراں
نباتِ رستہ شود چوں شکر بجائے گیاہ

خلاصہ یہ ہے تیرے ہاتھ کا بادل جہاں کہیں زرباری یا گہرباری کرتا ہے وہاں گھاس کی جگہ شکرِ شیریں پیدا ہونے لگتی ہے +

شبانِ عدلِ تو در مرغزار قہاری
بہ شیر دادہ دہاں بند از دمِ روباہ

دہاں بند تعویذ کو کہتے ہیں جو بکریوں کی حفاظت کے لئے بھیڑیوں سے باندھتے ہیں خلاصہ یہ ہے جبکہ شیر روباہ کی دُم کو مُنہ میں لیتا ہے اور نہیں کھاتا یہی باعث ہے کہ تیرے عدل کی شباں نے شیر کے واسطے تعویذ لکھدیا ہے +

چو چنگ جملۂ رگہاش بر کنند ز پوست
برونِ پردۂ شرع از زند مخالف راہ

کشیدہ بودن رگ چنگ در پوست اسکے تاروں سے مراد ہے۔ شین کی ضمیر مخالف کی طرف پھرتی ہے اضمار قبل الذکر مخالف بمعنی دشمن اور نیز پردہ کا نام ہے۔ برون بمعنی ماسوا۔ زند کے معنی مجازاً رود کے لئے گئے معنی شعر ظاہر +

کم از ستارہ نمودہ بر آستانِ درت
شکوہ قلعۂ قلعی عمارتِ نہ تاہ

قلعہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس سے ارزیر پیدا ہوتا ہے اور ارزیر شیشہ و جست وغیرہ کو بھی

کہتے ہیں اور قلعہ قلعی نہ عمارت آسمانوں سے مراد ہے - تاہ بمعنی نہ معنی شعر ظاہر +

	ہمیشہ تا سرِ زنجیر زلفِ یار بود چو ہندوے کہ بود سرنگوں ز گوشۂ ماہ	
	زرشکِ اشک اعادی زروے محنت باد چو برگ لالہ کہ ہر لحظہ مے فتد بر کاہ	

خلاصہ یہ ہے کہ جبتک زلف یار کی ماہ رخسارہ پر آویزاں رہی یعنی قیامت تک دشمنوں کے چہرہ پر جو محنت قرین ہے حسرت کے اشک مانند برگ لالہ کے جو روئی کاہ پر پڑتا ہے رواں یعنی جاری ہیں +

قصیدہ قلعۂ وصلی کی تعریف میں لکھا ہے

	زہے حصار کہ در وے چہے بنا کردند فلک چو ریگ کبودی بنود در تگِ چاہ	

خلاصہ یہ ہے کہ وہ حصار عالیشان اسقدر بلند ہے اور عرش سے اتنا اونچا چڑھ گیا ہے کہ جب اُس میں چاہ کھودا تو اُسکے نیچے آسمان ایک ریگ کبود کی مانند معلوم ہوتا ہے +

	زشرم خواست فرو رفتن آسماں بزمیں ولیک از سرِ مہر آفتاب گفتش مہ	

مہ مخفف مکن کا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ آسمان شرم کے مارے زمین پر اُترنا چاہتا تھا لیکن آفتاب نے محبت کے مارے کہا ایسا نہ کر +

	خدایگانِ سلاطینِ دیں محمد شاہ شہے کہ روح امیں را بحج اوست شرہ	

روح امیں جبرئیل سے مراد ہے - شرہ حرص کے غالب ہونے کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

	زہے ز جودِ تو پنجہ گرفت صورت شصت خہے بفکرِ تو نہ گشتہ از یکے تا دہ	

یعنی ممدوح جب تو اپنے ملازموں کو حکم دیتا ہے کہ اس محتاج کو پنجہ دیدو تو ملازم پنجہ سے مراد

اعداد پنجہ یعنی ساٹھ سمجھکر محتاج کو دیتے ہیں پس غرض یہ ہے کہ تیری بخشش کے سبب پنجہ نے ساٹھ کی صورت پیدا کرلی ہے اور مصرعۂ ثانی میں یہ صورت ہوگی کہ لفظ نُہ کے اعداد بحساب ابجد پچپن ہوئے اور یکے سے مراد عدد واحد جسکا الف ہوتا ہے اور دہ سے مراد دس ہیں جسکی صورت الف وصفر کی ہوتی ہے اور جب اعداد مفردات ہندسہ ایک سے دس تک جمع کرتے ہیں تو پچپن حاصل ہوتے ہیں اس طرح سے کہ ۱+۲+۳+۴+۵+۶+۷+۸+۹ پس مجموعہ کل کا پچپن ہوا اور جاننا چاہیئے کہ ایک سے لفظ دہ تک کے اعداد جمیع اسمار کے نکالکر تعمیہ حاصل کرنا چاہیئے کہ لفظ یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور لفظ چہل کے اٹھتیس عدد ہوتے ہیں اور صورت اٹھتیس کی آٹھ وتین ہے اور مجموعہ آٹھ اور تین کا گیارہ ہوتے ہیں اور یہ عدد لفظ یا یعنی یائے اسمی کے ہیں اور (ی) کے دس عدد ہوتے ہیں پس لفظ دس کو تو سمجھنا چاہیئے پس تیرے فکر کی بموجب ایک کے واسطے نُو ثبوت ہوئے - لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اور تیری فکر سے دس کے نہ عدد ہوئے اور لفظ سہ کے پینسٹھ ہوتے ہیں پر پنج کو اپنے طور پر چھوڑ دیا پینسٹھ مراد لی کیونکہ ہر دو کے عدد برابر ہیں پھر اس پنجہ کو اپنے حال پر رکھا اور اعداد پنجہ کا مجموعہ پنجہ و پنج ہوئے اور لفظ نہ کے بھی پنجاہ و پنج ہوتے ہیں پس لفظ سہ سے بھی نو حاصل ہوئے اسیطرح پانچ وچھ وغیرہ سے پچپن حاصل ہوجاتے ہیں جو لفظ نہ کے اعداد ہیں پس حاصل مصرعہ ثانی کا یہی ہے کہ عجب تیرا فکر ہے کہ بھر گو نہ ایک سے دس تک نو ہی حاصل ہوتا ہے +

زمیں بسباطِ کفِ پائے تست زآں رُوشد
چوں ہفت فرشِ مزعفر میان نُہ خرگہہ

ہفت کی جگہ بعض نسخوں میں ہشت دیکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے - ہشت فرش مزعفر آٹھ بہشتوں سے مراد ہے بعض کے نزدیک ہشت مزعفر زمین کے طبقوں سے مراد لیتے ہیں پس خلاصہ یہ ہے چونکہ زمین کا فرش تیرے قدموں کے نیچے ہے اسیواسطے زمین نو آسمانوں میں مثل ہشت بہشت کے ہے اور مفرح القلوب ہے - مزعفر جس میں زعفران پیدا ہوتی ہو - خرگہہ بمعنی خیمہ مراد آسمانوں سے ہے +

حسود تیشہ چو در بیشۂ خلافت زد
نہاد بر سر خود دستِ خویش چوں برمہ

برمہ یعنی برما ایک آلہ کا نام ہے جس سے نجار و بڑھئی وغیرہ لکڑی میں سوراخ کرتے ہیں۔ دست بر سر نہادن بمعنی افسوس کرنا اور اپنی نادانی پر ندامت حاصل کرنا اور ظاہر ہی کہ برمہ آلہ مذکور کے سر پہ ہاتھ رکھا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن تجھ سے عداوت کرنے سے سخت نادم ہی اب برمہ کی طرح سر پہ ہاتھ رکھتا ہے اور افسوس کرتا ہے

کسیکہ از در بار تو اجتناب کند
ازیں بتر چہ بود لا الٰہ الا اللہ

خلاصہ یہ ہے جو شخص تیری درگاہ و دربار سے پرہیز کرنیوالا ہے تمام جہان میں اُس سے بدتر حیوان سگ و خوک کی مانند کوئی نہیں ہے اسمیں کچھ غلطی نہیں بلکہ غلط گوئندہ سے پرہیز کرتا ہوں اور اس قول سے قسم کھاتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ ہے

بماں تو تا بابد در جہاں کہ تازہ تر است
جنابِ سدرہ مآب تو از جناں سدرہ

سدرہ نام مقام حضرت جبرئیل کا ہے جسے سدرۃ المنتہے کہتے ہیں۔ جناں بمعنی جنت۔ صدرہ بمعنی سو دفعہ خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو قیامت تک قائم رہو کیونکہ تیرا آستانہ مقام بازگشت و مرجع سدرۃ المنتہے کا ہے اور تیرا آستانہ ایسا ہے کہ بہشت سے بھی کئی مرتبہ زیادہ تر و تازہ ہے

قصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے پوشیدہ ہونے کے بیان اور مدح ممدوح میں

باز از کلیچہ زرشد جیب صبح پارہ
شعر سیہ بدر کرد چرخ کبود خارہ

کلیچہ نان کوچک روغنی کو کہتے ہیں۔ کلیچۂ زر آفتاب سے مراد ہے اور صبح کی جیب پارہ ہونا باعتبار نموداری خطوط شعاعی کے یا خط طویل سفید صبح کے کہ صورتِ چاک گریبان کی ہی شعر جامہ باریک ریشمی کو کہتے ہیں۔ شعر سیہ مراد شب سے ہے۔ خارہ بمعنی پارچہ و جامۂ موج دار خلاصہ یہ ہے کہ دوبارہ طلوع آفتاب نے خط طویل سپید صبح کا نمودار کیا اور فلکِ نیلگوں نے جامۂ شب کو عالم سے باہر کیا یا نکالا

شب را کہ بود حاملِ شیرش رواں شد از مہر
خاتونِ روزِش آورد از لعل گاہوارہ

شب کو حاملِ روز کا کہتے ہیں اور شیر شب عبارت سفیدی صبح روشنی کواکب یا شبنم سے مراد ہے گہوارۂ لعل شفق صبح سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ زن قریب زائیدہ کے شیر پستان سے جاری ہو جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ شب کا بباعث محبت کے شیر رواں ہو گیا اور خاتون دن کا روانی شیر سے ولادت کا وقت عنقریب سمجھکر اولاد یعنی آفتاب کے لئے گہوارہ لعل شفق کا تیار کر لایا یعنی رات جاتی رہی ستارہ غایب ہو گئے اور صبح کی شفق نکل آئی ؛

بگریخت لشکرِ زنگ از حدِ چیں چو بگرفت
تیغِ برہنہ در کف آں طفلِ شیرخوارہ

لشکر زنگ سیاہی و تاریکی کیطرف اشارہ ہے اور اگر اضافت لامی ہو تو کواکب سے مراد ہے حد چین قرب روز یا مشرق سے مراد ہے کیونکہ مشرق سے چین قریب ہے تیغ برہنہ خطوط شعاعی سے مراد ہے طفل شیر خوارہ مراد آفتاب سے ہے اور ثبوت شیر خوارگی کا باعتبار روشنی دن کی ہے معنے شعر ظاہر

برروے شاہدِ خور کو مہر شاہ دارد
گوئی کہ شب سپند نو میکند دوبارہ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ صبح کے وقت ستارے گم ہو جاتے ہیں غلط ہے بلکہ اصل یوں ہے کہ آفتاب کو ممدوح کی محبت ہے اسواسطے شب دفع نظر بد کے واسطے ستاروں کی سپند بنا کر آفتاب کے لئے جلاتا ہے ؛

سلطانِ ہفت اقلیم دارائے چار ملت
اے از حصارِ جاہت نہ قلعہ نیم بارہ

چار ملت چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مراد ہے نہ قلعہ نو آسمانوں سے مراد ہے بارہ دیوار حصار کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرے قلعۂ مرتبہ کی رو برو نو آسمان تو مثل نیم دیوار کے ہیں اور تو نے ہر چہار مذہب کا رکھوالا ہے ؛

ہشتم رواقِ گردوں در طاقِ کبریایت
زریں ہزار قسمت در یک چراغ وارہ

رواق ایوان مرتبہ دویم کا بنا ہوا۔ ہشتم رواق گردوں کرسی سے مراد ہے کہ تمام کواکب ثوابت اُسکے ظاہر المرصود اُسپر ہیں چراغوارہ قندیل کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکہتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری بزرگی کے ایوان میں فلک ہشتم ایسا چہوٹا سا ہے کہ ایک چراغوارہ و قندیل معلوم ہوتا ہے جس میں ہزار شمعیں روشن ہیں +

از خلق نافہ بوئیت فردوس یک شمامہ
از تیغ روضہ رنگت یک شرارہ

روضہ یعنی سبزہ روضہ رنگ یعنی سبزہ رنگ۔ مصرعہ اول میں خوبی خلق اور مصرعہ ثانی میں قہر کا بیان ہے معنی شعر ظاہر +

خرد و بزرگ عصر اند در خلعتِ تو اینک
گہہ در ردای زرین گہہ در قبای خارہ

خلاصہ یہ ہے کہ سب شہر کے اعلے وادنے تیرے ہی بخشے ہوئے خلعت پہنتے ہیں چنانچہ کبھی چادر زرین اور کبھی قبائے خارہ پہنتے ہیں دوسرے معنے یہ ہیں کہ ردائی زرین دن سے مراد ہے اور قبای خارہ اشارہ شب کی طرف ہے یعنی زمانہ کی خرد و بزرگ شب و روز تیری ہی عنایت کی خلعت میں ہیں +

در طول و عرضِ ملکت باد آں چنانکہ باشد
زاں چار گوشہ تختت عالم یکے کنارہ

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا ملک طول و عرض میں ایسا کلاں ہوئے کہ تمام جہان اُسکے گوشہ و کنارہ کی برابر ہو

قصیدہ خربزہ کی چیستان اور مدح ممدوح میں

چہ چرخست آنکہ چوں گردد دو پارہ
فرو ریزد ازو عقدِ ستارہ

باعتبار مدور ہونیکے خربزہ کو چرخ قرار دیا چونکہ خربزہ کی قاشیں کرتے ہیں اسواسطے دو پارہ کہا عقد ستارہ تخم خربزہ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

بود ہر پارہ بدر یے گر کواکب
ہلالش را محاق افتد ہمارہ

پارہ نصف دایرہ خربزہ کو کہتے ہیں کواکب دنداں خورندگان سے مراد ہے ہلال قاش یعنی خربزہ کی پہانک کی طرف اشارہ ہے محاق بمعنی کاستن ماہ ہمارہ مخفف بمعنی ہمیشہ و دوام خلاصہ یہ ہے چونکہ ہلال کو کسوف نہیں ہوتا اسواسطے بطریق عجائبات کے کہتا ہے کہ وہ عجب چرخ ہے کہ ہر پارہ اُس چرخ کا ایک بدر ہے کہ کواکب دنداں سے اُسکی قاش کا ہلال کسوف میں ہوتا ہی یعنی ہمیشہ دندان کے نیچے گویا کسوف میں ہے ✤

کمانے را گزو سازی بہ نخچیر
زہے پیدا شود از ہر کنارہ

خلاصہ یہ ہے کہ جب تو اُس قاش کو تراشی تو اُسکے ہر کنارہ سے زہ پیدا ہوتی ہے ✤

بہ طفلی تاج او از زر دہ دہ
بہ پیری کسوتش زربفت خارہ

طفلی مراد خامی و کوچکی سے ہے مثل نخود کے ورنہ جب اُسے زیادہ کلاں ہوجاتا ہے تو گل زرد اُس سے گر جاتے ہیں زر دہ دہ بمعنی خالص مراد گل سے ہے اور تاج زر خالص بہی گل سے مراد ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے پیری پختگی اور کلانی سے مراد ہے زربفت خارہ جامہ ریشمیں موجدار کو کہتے ہیں

چو او بچگان رومی کس ندارد
نہاں در جوف زرّیں گاہوارہ

بچگان رومی مراد تخم خربزہ سے ہے زرّین گہوارہ جسم خربزہ سے مراد ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہی معنی ظاہر ✤

قطعہ اپنے فخر میں

خلش زمیں ندارو بر روے آسمان
جز در شب چہاردہ او را نشاں کجاست

یہہ مقولہ ممدوح کا ہے جو شان بدر چاچی میں کہتا ہے چونکہ بدر شب چہاردہم میں ہوتا ہی اسواسطے بدر چاچی کو آسمان پر شب چہاردہم کے بدر سے تعبیر کیا معنی شعر ظاہر ✤

بدر است باز در خور بدر صد ہزار

کاندر زماں چو او بزباں درفشاں کجاست

دُر بالضم اشارہ ہے سخنان لطیف کی طرف خلاصہ یہ ہے اے بدر تو ماہ شب چہاردہم کا ہے اور لاکھ روپیہ کا بدرہ یا تھیلی تیرے ہی لایق ہے +

چوں بحرِ کاملست بہر فن بجوے فضل
از لفظِ او لطیف تر آب رواں کجاست

بحر کامل ایک بحر کا نام جس میں آٹھ دفعہ متفاعلن آتا ہے جو بمعنی جُست وجو کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بدر تلاش علم وفضل میں دریائے کامل کی مانند ہے +

در اہتمامِ شرع محمد بغیر او
مفتیٔ با صلابت و حیدر بیاں کجاست

اہتمام بمعنی کوشش و کارپردازی او کی ضمیر بدرالدین کی طرف راجع ہے اور واضح ہو کہ مسائل شرعیہ میں قوت بیانیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اعلے درجہ کی تھی چنانچہ اُنکے حق میں حدیث واقع ہوئی ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا +

جز وے کہ بر کمانِ گماں بگزرد بصبح
تیر دعاش بر سپرِ آسماں کجاست

وی کی ضمیر بدر کی طرف راجع ہے کمان اول بکاف تازی اور گمان بکاف فارسی خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ نے کہا بدر کی سوا ایسا شخص کہاں ہو کہ یقیناً اُسکی دعا کا تیر سپر آسمان سے گذر جاوے یعنی اُسکی دعا قبول ہو +

آنرا کہ بادشاہ خطابش چنیں کند
سگ باشد ار زخویش بپرسد کہ جاں کجاست

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو بادشاہ فخر الزمان کا لقب عطا کرے اور ہمسران میں ممتاز فرماوے اور وہ شخص بادشاہ پر اپنی جان نثاری میں دریغ کرے تو بیشک سگ یعنی کتا ہے غرض یہی ہی کہ میں بادشاہ پر اپنی جان نثار کرنے میں دریغ نہیں کرتا +

قصیدہ ہلال کی تعریف میں اور ماہِ رمضان کی مبارکبادی میں

یا زبرد قوارہ است کہ بر جیب کبود است
یا بر سپہر سبز ز بیجادہ کمان است

قوارہ ایک کپڑے کا نام ہے کہ درزی گریبان جامہ و پیراہن سے نکالتے ہیں یہ شعر ہلال کی تعریف میں ہے

معنی شعر ظاہر +
معرض مشو از مصحف سیپارۂ روز
کو بر ورق جرم تو موجب امان ست

معرض بمعنی انکار کرنیوالا الطغران الشان کے معنی میں ہے جو فرمان پر ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ روزہ داری سے منکر نہو یعنی انکار نکر کیونکہ تیرے حق میں روزہ داری باعث امن و امان کا ہے +

در چنگ مشو از چنگ کہ مور یختہ زالیست
کژ گردن و یکساق کہ گیسوے کشان است

چنگ ایک ساز کا نام ہے جو خمیدہ پشت و کج گردن ہوتا ہے زال جسکے مور یختہ یعنی زال جسکے بال بباعث ضعف کے گری ہوئے ہوں خلاصہ یہ ہے کہ چنگ کی الفت و محبت چھوڑ دی کیونکہ وہ زال مور یختہ کج گردن و یکساق ہے اور اُسکے بال لٹک رہے ہیں پس ایسی محبت کے لایق و قابل نہیں ہے

دف گوش دریدہ کہ بصد زخم طپانچہ
در چوب کشندش کہ ہم از راہزنانست

چوب اُس چوب سے مراد ہے جس سے دف بجاتے ہیں در چوب کشیدن تادیب کرنا اور بالفتح راہزنان بمعنی چور اور راہ عرفان سے باز رکھنے والی معنی شعر ظاہر +

خدمت بدر بارگہہ پادشہی کن
کانجا ہمہ عدل و کرم و امن و امانست

امن بمعنی بے ہراس ہونا ایسا ہی امان کے معنی بھی بے خوف ہونیکے ہیں معنی شعر ظاہر +

قصیدہ ہلال کی مبارکبادی اور مدح ممدوح میں

نعل یکران شہنشاہ ست یارب یا ہلال
یا بزیر شہپر سیمرغ سبز ابروی زال

یکران اسپ اصیل کو کہتے ہیں شہپر سیمرغ سبز آسمان کی طرف اشارہ ہے اگر یہاں زال رستم کے باپ سے مراد لیجاوے تو لفظ سیمرغ کے واسطے مناسب ہے ابروئے زال ہلال سے مراد ہے معنی شعر ظاہر

یا کمانِ کہربا گوں بر زمرد گوں سپہر
یا زہ سیمیں کہ دوزد زنگی بر جیب آل

کمان کہربا گوں ہلال سے مراد ہے اور سپہر زمرد گوں اشارہ آسمان کی طرف زہ سیمین جسے ہندی میں کنٹھی کہتے ہیں مگر ہلال سے مراد ہے جیب ال بمعنی گریبان شفق معنی شعر ظاہر ؛

آں زماں کز آسماں چوگانِ سیمیں شد نمود
گوئے زرّیں بر سرِ میدانِ چرخ آورد حال

چوگان سیمین ہلال سے مراد ہے گوئے زرین اشارہ آفتاب کی طرف ہے حال آورد مراد غروب ہونے سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت ہلال نمودار ہوا آفتاب غروب ہوگیا ؛

لولوے اندود بر بامِ فلک طشت کبود
غالیہ مے سود بر روے زمیں بادِ شمال

طشت کبود آسمان سے مراد ہے غالیہ خوشبودار شئے کا نام ہے جو مشک وغیرہ وغیرہ سے مرکب ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان نے اپنے کوٹھے پر لولو آراستہ کئے ہیں اور باد شمال نے زمین کو خوشبودار کردیا ہے ؛

کاے مناجاتی چو جام از ہجر روزہ خوں گری
وے خراباتی چو مے بر طبلِ عشرت زن دوال

مناجاتی بمعنی دعا کرنے والا مراد پرہیزگار سے ہے گری گریستن کا امر ہے اور خون گریستن جام اس اعتبار سے کہا کہ میخواروں کا قاعدہ ہے کہ مے نوشی کے وقت شراب کے چند قطرے گرادیا کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے پرہیزگاروں تمہاری قدر روزہ میں بہت ہوتی تھی اب وہ وقت چلا گیا پس تم اسکے ہجر میں جام کی طرح گریہ خونین کرو اور اے خراباتی رمضان کی جانے سے جو تمہاری مے نوشی کا مانع تھا شراب کی طرح عیش وعشرت کے قابض رہو ؛

ہر کہ گوید مے حرامست خونِ او را داں حرام
ہر کہ گوید مے حلالست خونِ او را داں حلال

خلاصہ یہ ہے جو کوئی شراب کے حرام ہونیکا حکم دیوے اُسکے جسم میں اُسکا خون حرام سمجھو اور جو شخص حلال کہے اُسکے جسم میں اُسکا خون حرام جانو کیونکہ مذہب رنداں میں شراب کو حرام کہنا کفر ہے اسواسطے کہ شراب محبت الٰہی سے مراد ہے دوسرے معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ جو کوئی شراب کو حرام کہے اُسکا قتل و خون کرنا شرع کے نزدیک حرام ہے اور جو کوئی حلال کہے اُسکا قتل کرنا شرع میں بھی حلال ہے ؛

گر ترا با ہوا ست میلے از ہوا افگن الف
ور ترا با ساست میلے لام را افگن زمال

ہو اسم ذات خدا تعالیٰ کا ہے اور ہوا ہوس نفسانی کو کہتے ہیں اگر ہوا کے آخر میں سے الف گرا دیا جاوے تو ہو اسم ذات کا رہجائیگا اور مال میں سے لام گرا دیا جائے تو مار رہجائیگا خلاصہ یہ ہے جبوقت ہای ہوس کو توڑ دے تو خدا سے واصل ہوجائیگا اور مال میں سے لام گرادیگا تو گویا ترک دنیا ہوگا یعنی تارک الدنیا بنجائیگا ؛

تا کشیدہ سر چو سوزن از دل آزاری خلق
نقش تحریر جلالش کے در آید در خیال

خلاصہ یہ ہے جب تک تو خلقت کی دل ستانے سے اپنی نموداری چاہیگا تو نقش جل جلالہ کا تیرے خیال میں کیونکر منقش ہوسکتا ہے ؛

قصیدہ عظمت قلعہ اور اُسکے معماروں کی تعریف میں

اے فلک ہیئت و ملک معمار
در نظر کعبۂ جناں آثار

خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کا محل فلک ہئیت ہے اور فرشتے اُسکے معمار ہیں اور نظر ناظرین میں از روے شرافت و تر و تازگی کے کعبۂ جنان آثار ہے ؛

خشتِ زرّینِ آستانۂ تو
قلعۂ زرد نہ کبود حصار

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا آستانہ اسقدر بلند ہے کہ اُسکی خشت زرین نہ حصار فلک کی کلسی ہے بہلا غور کرنا

چاہیئے کہ اصل مکان کی بلندی کتنی کچھ ہوگی؂

عرصۂ نہ رواق و ہفت اقلیم
چار رکن ترا یکے دیوار؂

عرصہ بمعنی میدان رواق محل کہ مرتبہ دویم میں بنایا جاوے نہ رواق نو آسمانوں سے مراد ہے چار رکن بمعنی چار دیواری خلاصہ یہ ہے کہ نو آسمانوں اور ہفت ولایت کی فراخی تیری چار دیواری کے سامہنے ایک دیوار کی برابر ہے؂

کردہ روح الامین چو حور العین
در و سقف ترا بدست نگار

حور العین سفید پوست فراخ چشم کی عورت کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیساکہ حورین تیرے بام و در کو منقش کرتے ہیں ایسا ہی روح الامین یعنی جبرئیل اپنے ہاتھ سے نقش و نگار کرتے ہیں؂

نقش ایوان تو بر آ و گذر
صوت سندان تو در آ و درار

صوت بمعنی آواز سندان تنگہ آہنی جیسے ہندی میں کنڈا کہتے ہیں اور جیسے دروازہ کے کواڑوں میں لگاتے ہیں تا کہ اگر صاحب خانہ کو اطلاع دینی منظور ہو تو کنڈا کھڑکا دیا جاوے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے محل پر یہہ نقش کندہ ہو رہا ہے کہ اے دیکھنے والے آ اور سیر سے گرداگرد گزر کر تماشا دیکھ اور تیرے سندان یعنی اہرن کی یہ آواز ہے کہ اے ناظرین سیر کے لیے اندر آؤ اور اوروں کو اپنے ہمراہ لے آؤ یعنی تیری نقوش ایوان کے دیکھنے سے ایسا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے کہ یہی دل چاہتا ہے کہ مکان کے گرداگرد پھر کر سب کو دیکھنا چاہیئے اور تیرے سندان کی آواز سے ایسا ذوق بڑھتا ہے کہ مکان کے اندر جاکر دیکھنا چاہیئے؂

عالماں از دروں بگفت و بگوے
عاملاں از بروں بگیر و بدار

خلاصہ یہ ہے کہ مکان کے اندر فاضل وعظ و نصیحت کرنے میں مصروف ہیں اور مکان کے باہر حاکم و عامل بر سر حکومت ہیں؂

خرم آباد نام گردش شاہ
چوں ظہیر الجیوش شد معمار

جیوش جمع جیش بمعنی لشکر ظہیر الجیوش مراد ظہیر الدین سے ہے کہ تیاری مکان کا مہتمم تھا معنی شعر ظاہر ہے

یک شبه ست این دریچه بدرش سفت
درخورِ گوشِ سروران دیار

خلاصہ یہ ہے یہ قصیدہ جو مینے ایک شب میں بنایا ہے لایق سننے سرداران دیار کی ہی شبه اور دریچہ میں صنعت ایہام ہے

قصیدہ معشوقان مجازی کی مذمت اور معشوق حقیقی کی تعریف اور گریز ممدوح کی طرف

زاں چشم گیر عبرت کآں در خمِ دو محراب
با مردمان سرمست آبی ست بے نمازی

عبرت کسی کا حال تباہ دیکھکر خوف کرنا لیکن یہاں خوف کے معنے لیتے ہیں دو محراب دو ابرو سے مراد ہے، سرمست دو مردمک چشم کی طرف ہے آبی بمعنی منکر لیکن مراد بدکار و فاجر سے ہے اگر آبی می نوش کے معنی میں لیا جاوے تو سرمست کے واسطے لفظ مناسب ہے بے نمازی بطریق لقب کے ہے اُس شخص کے لئے جو نماز نہیں پڑہتا خلاصہ یہ ہے کہ اُس چشم سے ڈرا ور خوف کر جو بدکار و بے نمازی ہے۔

زاں زلف گیر پندے کاول شکستہ دل شد
وانگاہ کرد از حسن با ماہ سرفرازی

خلاصہ یہ ہے کہ نصیحت شکستہ دلی کے زلف سے حاصل کر کہ پہلے تو وہ شکستہ دل ہوئے اور پھر حسن کے سبب سے ماہ پر سرفرازی حاصل کی ہیں تو بہی اگر تکالیف عشق میں شکستہ دل ہوگا اُسکے نتیجہ میں ماہ عشق حقیقی پر سرفرازی حاصل کریگا ؛

رویش نشانِ روز است آبا بر آں کنارش
آشفتہ و دراز است شبہاش باد رازی

روز شبه شبہاش مشبه به که مراد زلف سے ہے عشاق کا لفظ محذوف ہے یعنی اُسکا چہرہ دن کی طرح روشن ہے اور ہم عشاق سے اُس معشوق کو کنارہ ہے یعنی ہم سے گوشہ گیر ہے اسی سبب سے اُسکی زلفیں آشفتہ و پریشان ہیں دوسرے معنی دلچسپ یہ ہیں کہ اگرچہ اُس معشوق کا چہرہ مثل دن کے درخشاں ہے لیکن اُس میں یہ قباحت ہے کہ کنارۂ رخسارہ پر شبہاے درازِ آشفتہ و سیاہ

ہیں پس بری چیز دلبستگی کے قابل نہیں ؛

	آندم کہ صورِ قہرش نائے عراق سازد دستت نگیرد ایدل زلفِ بتِ طرازی	

نائے عراق ایک قسم کی نے ہوتی ہے جسکی آواز نہایت بلند ہوتی ہے دست گرفتن یعنی مدد کرنا طراز شہر چین میں ایک شہر کا نام ہے جو حسن خیز ہے خلاصہ یہ ہے جب نے قہر الہی کی بجائی جاویگی اور قیامت کے آثار ظاہر ہوں گے تو معشوق کی زلف کچھ مددگار نہ ہوگی پس ایسی معشوق کی طلبگاری بیفائدہ ہی

	دربارگاہِ شاہی خدمت گزین کز امرش موران کنند ماری چغداں کنند بازی	

خلاصہ یہ ہے اے مخاطب بندگی و اطاعت ایسی بادشاہ کی اختیار کر کہ فقط اُسکے اداۓ حکم سے ضعیف قوی اور بے عقل لایق و ہوشیار ہو جاتے ہیں ؛

	در سکۂ قبولش زرّ خلاص گردی گر نقدِ قلبِ خود را در نارِ غم گدازی	

یعنی اگر اپنی نقدی دل کو جو بُری اور ناشایستہ اعمال کے سبب سے ناسرہ اور کہوٹا ہو گیا ہے اُسکی آتش عشق میں گداختہ کرے اور تکالیف عشق میں آزمائی تو بیشک وہ نقدی سکہ قبولیت میں زر خالص ہو جاویگی خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اُسکے غم میں جیئے گا تو مقبول جہان کا ہو جاویگا ؛

	بے واسطہ کند حق ہر صبح این خطابت کاے تشنہ دل سوے ما آوے مردہ دل تا زی	

خلاصہ یہ ہے ہمیشہ صبح کے وقت حقتعالی مخاطب ہوتا ہے کہ ہماری طرف راغب ہو اور عبادت کر اور اے مردہ دل ہمارے غم کی آبحیات سے حیات ابدی حاصل کر - مردہ دل بباعث حرص دنیاوی کے ؛

	زآن روز کآفتابت گردد سیاہ غم خور تا پیش ہشت میداں بر عرش اسپ تازی	

خلاصہ یہ ہے اُسدن سے ڈر اور اُسدن کا فکر کر جسدن آفتاب سیاہ ہو جاویگا تاکہ تو اُسکے خیال و غم سے عبادت کریگا اور بہشتوں سے بھی آگے نکلکر عرش پر جائیگا اور قرب الہی پاویگا اور راحت حاصل کریگا ؛

اگر وجِ شہ سرائی شبہا چو بدر چاچی
اطروبۂ بقا را ہر صبحدم نوازنی

اطروبہ بالضم وہ چیز جو طرب میں لاوے اشارہ ساز مطربان کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ساز بجانے سے آواز میں آتا ہے ایسا ہی تیری بقا نوازش عبادت ومدح شہ سے تجھے حاصل ہو گی یعنی تو حیات ابدی پاویگا اور ہمیشہ باقی رہیگا +

گردد چو گل وجودت گر جبہ اش ببینی
صد لک دہد بجودت گر سوے مال یازی

جون گل یعنی شگفتہ جبہ بمعنی پیشانی یازی صیغہ واحد حاضر کا یاختن سے ہے بمعنی دست درازی کرنا خلاصہ یہ ہے اے مخلب اگر تو اُس معشوق کی پیشانی تاباں دیکھ لیوے تو تیرے تمام وجود پر گل شگفتہ ہو جاویں اور اگر دیدار معشوق کی بعد تو ہاتھ اپنا مال کیطرف دراز کرے تو وہ معشوق حقیقی اپنے کرم وجود سے تجھے کروڑ روپیہ دیدیوے +

آں تن کہ یکسر از خطِ شہ کشد سر
صد شاخ باد فرقش چوں شانہای رازی

سرکشیدن بمعنی منحرف ہونا صد شاخ بمعنی پارہ پارہ رازی بادشاہزادہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص ذرا سی بھی تجھ سے سرکشی کرے اُسکا سر شانہ رازی کی مانند پارہ پارہ ہو جاوے +

اے شاعر ار ندانی اکفا نوع اقوا
بر دفتر مصادر ہذا سنم تو ہذی

اقوا قافیہ کے عیوب میں سے ایک عیب کا نام ہے اور وہ قافیہ کا باعتبار حرکات کے مختلف کرنا ہے نہ باعتبار حروف کے اکفا بالکسر عیوب قافیہ میں سے ایک عیب ہے کہ حرف روی یا قید کے مختلف ہو جاویں خلاصہ یہ ہے اے شاعر اگر تو اقوا اور اکفا عیوب قافیہ تک کو نہیں جانتا اور شاعری کا دعوی کرتا ہی پس اس دفتر میں جو علم مصادر ہے یہ مذکر ہوں اور تو مؤنث ہے ۔ واضح ہو کہ اقوا و اکفا بھی مصدر ہیں +

قصیدہ عظمت درگاہ وتخت وخیمہ کے وصف اور ممدوح کی مدح میں

اے حلقۂ درگاہت سر دائرۂ عالم

در یک تتق ملکت صد عرصهٔ ملکِ جم

دائرۂ عالم آسمانِ اول سے مراد ہے سر دائرۂ عالم مراد عرش سے ہے تتق بالکسر خیمۂ چیز کو کہتے ہیں صد مراد بسیار سے ہے جم مراد سلیمان سے ہی خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا ہے کہ تیری ایک گوشہ ملک میں ملک سلیمان جیسے سو میدان موجود ہیں اور تیری درگاہ کا حلقہ دائرۂ جہان کی واسطے سر ہے ؛

اے پایۂ تخت را کرسی فلک ہشتم
وے دامن چترت را سایہ فلک الاعظم

را بمعنی برائے کے ہیں فلک ہشتم فلک اعظم خو خیمہ کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت اسقدر بلند ہے کہ اُسکا ایک پایہ عرش ہے اور تیرا چتر اسقدر بلند ہے کہ اپنے دامن کا سایہ عرش پر ڈالتا ہے،

سطحے کہ وقارت را است ہر نقطہ ز خطِّ او
کوہے است کہ در حرفش صد قاف بود مدغم

حرف را بمعنی برائے ۔ او کی ضمیر سطح کی طرف پھرتی ہے اور ضمیر شین کی کوہ کی طرف پھرتی ہے حرف بمعنی کنارہ قاف پہاڑ کا نام ہی مدغم بمعنی درج کیا ہوا خلاصہ یہ ہے کہ تیری مرتبہ کیواسطے وہ سطح ہے کہ ہر نقطہ اُس سطح کی خط کا ایک کوہ بلند و کلاں ہے اور اُسکے ہر کنارہ پر سینکڑوں کوہ قاف لپٹے ہوئے ہیں ؛

آں بحر گہر بار است دستت کہ بگاہ عد
بر سبزۂ شطِّ او ست دریا فلکِ یک نم

عد بمعنی شمار شط بمعنی کنارہ ۔ شبنم مراد اندک معنی شعر ظاہر ؛

روزیکہ مہ رایت افراخت مہِ رایت
حور از سر زلفِ خود بربست بر و پر چم

مہ رایت رائے و تدبیر و عقل مہ رایت ثانی ماہچہ سے مراد ہے جو طلا و نقرہ کا علم سر پر لگاتے ہیں خلاصہ یہ ہی جس روز تیری رائے کے ماہ نے علم کا ماہچہ بلند کیا حور نے اپنی زلف کا پرچم اُس علم پر لگا دیا ؛

گر قہر تو گرداند تاثیر ز خاصیّت
ز آتش نہ ہراسد شیر و ز مے نگریزد غم

خلاصہ یہ ہے اگر ممدوح کا قہر خاصیت بدلدیوی تو آگ سے شیر نہ ڈرے اور نہ شراب سے غم رفع ہووے

سب جانتے ہیں کہ شیر آگ سے بہت ڈرتا ہے اور شراب پینے سے غم جاتا رہتا ہے ✦

آں جمعہ کہ از نامت لطفے نہ برد خطبہ
تکبیرِ اقامت باد با صورِ قیامت ضم

خطبہ حمد و نعت خطاب نصیحت وعظ اقامت تکبیر کو کہتے ہیں جو امام نماز کے واسطے کھڑا ہو کر پڑھتا ہے ضم بمعنی ملنا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جمعہ جو تیرے نام کے خطبہ سے لطف حاصل نہ کرے یعنی جس جمعہ میں کہ تیرا نام خطبہ میں داخل نہو اُس روز خدا ایسا کرے کہ قیامت آجائے اور تکبیر اقامت کے صور قیامت سے ملجاوے

ایں شاخِ نباتست آں شوراب سرشک غم
ایں آبِ حیاتست آں آبِ دہن از فم

شاخ نبات وہ شاخ کی صورت مصری کے کوزے جو رشتہ اور تاگے وغیرہ سے باندہے جاتے ہیں اور حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی قدس سرہ کی معشوقہ کا نام ہے شور آب آب تلخ کو کہتے ہیں شوراب سرشک خود سرشک معنی شعر ظاہر ✦

ایں قہقہہ روح است آں قعقعہ کاغذ
ایں زمزمۂ داؤدی آں دمدمۂ اردم

• روح بمعنی جان اور رحمت و قرآن اور نام حضرت عیسی علیہ السلام و جبرئیل علیہ السلام کا ہے قعقعہ آواز کاغذ کو کہتے ہیں دمدمہ نقارہ و ڈہول کی آواز کو کہتے ہیں اردم بر وزن ہردم بمعنی سوراخ بزرگ و بمعنی زبون اور بعض نسخوں میں سردم ایک شخص کریہہ الصورت کا نام ہے معنی شعر ظاہر ✦

ہر جا دہنِ مؤمن از فاتحہ فاتح شد
ترسائے جنب باشد اردم زند از اردم

فاتحہ نام سورہ قرآن شریف کا ہے جسے سورہ الحمد کہتے ہیں ترسا بمعنی ترسندہ نصرانی و آتش پرست کو بھی کہتے ہیں جنب مرد بے غسل کو کہتے ہیں از لفظ شرط کا ہے مومن اپنی ذات سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جسوقت میرا موہنہ دعا کیواسطے کہلیگا میرا مخالف و متقابل خواہ دعوی ثنا خوانی کا ہے رکہتا ہو میرے سامہنے ایک کافر پلید و ناپاک معلوم ہوگا ✦

شہر یکہ زرو آرد در بارۂ دا خولت

بر تارک شیر چرخ سر پنجہ زند ہر دم

بارہ یعنی دیوار دخول شاخول کے وزن پر چھجہ وصفہ جو اکابر و سلاطین کے درگاہوں پر بناتے ہیں شیر چرخ مراد برج اسد سے ہے چونکہ معمول ہے کہ بادشاہوں کے محلوں کے دروازوں پر شیر کی صورت چاندی یا سونے کی بناکر کھڑے کردیتے ہیں پس شاعر کہتا ہے کہ تیری بارگاہ کے دروازہ پر جو شیر کی صورت ہے برج اسد کے سر پر پنجہ مارتی ہے یعنی غالب ہے +

قصیدہ اس حسن مجازی کی ناپائداری معشوق حقیقی کی طرف توجہ اور مدح میں

تا کے اے ماہِ شفق پردۂ پروین سازی
شام را بر طرف روم پُر از چین سازی

ماہ اشارہ معشوق کی طرف ہے شفق مراد لبوں سے ہے پروین کنایہ دندان شام عبارت زلف روم مراد چہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق کبتک لبوں کو دندان کا پردہ بنائیگا یعنی خندہ نہ کریگا اور عاشقوں سے عنایت و لطف سے پیش نہ آئیگا اور زلف پرشکن کو کنارہ رخ پر دکھاکر دل عشاق کو بیتاب کریگا آخر الامر یہ فانی ہے +

خسرواں را کہ بجان شیفتۂ وصل تواند
زآن دو بیجادۂ تر لقمۂ شیریں سازی

بیجادہ ایک قسم کا یاقوت ہوتا ہے مراد لبوں سے ہے معنی شعر ظاہر +

چشمِ خوباں نبود در خم نون جز سر صاد
الفِ قامتِ خود چند سرِ شین سازی

خم نون مراد ابرو سے ہے سر صاد اشارہ چشم کی طرف ہے الف کنایہ قامت چند معنی کب تک سر شین کشش شین سے مراد ہے جو خمیدہ ہوتی ہے +

غمزۂ دوست سنانیست بزہر آلودہ
دل خود را ز سبب خستۂ ژوبین سازی

ژوبین چھوٹے سے نیزہ کو کہتے ہیں جسکا سر دو شاخہ ہوتا ہے معنی شعر صاف ظاہر +

کوزۂ بادہ سفالیست بر آتش تر

سینۂ خویش چرا شرب غسلین سازی

شرب بمعنی چشمہ غسلین وہ پانی جس سے زخم دہویا کرتے ہیں اور اُس چیز کو بہی کہتے ہیں جو دوزخیوں کے بدنمیں مثل خون وریم وغیرہ کی نکلتی ہی معنی شعر ظاہر

لیک سر سبحۂ اوراد ملایک گردد
مدحتے کز پے سلطان سلاطین سازی

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ تو اوروں کی مدح کرتا ہے لیکن جب اس ممدوح کی مدد کرے تو ایسی طرح سے کر کہ سر تسبیح ملائک کا بنجاوے ✤

آستانِ درش آنروز توانی بوسید
کہ قدمہاے خود از تارک پروین سازی

خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دروازۂ آستانہ کو تو اُسوقت بوسہ دے سکتاہی کہ اپنے قدم کو سر پروین بناوی

قصیدۂ دیگر

اے مرغ صبح بال و پر فشاں کہ جاں گداخت
گز چنگِ نالہ باز رہد دل بیک نواخت

خلاصہ یہ ہے اے سالک صبح خیز تعلقات دنیاوی کو چھوڑدی تیری جان تعلقات دنیا سے گداختہ ہو گئی ہی اگر تیرا دل ایکبار ذکر خدا تعالی کا کریگا پس تو نالونکی ہاتہوں جو غم سے تجہے لاحق ہوئے ہیں چھوٹ جاویگا

بر رُخ طپانچۂ احداث کجے خورد
آں کز قفا نواز دو با چنگِ غم بساخت

خلاصہ یہ ہے جس شخص نے خدا تعالی کی محبت کا درد اختیار کیا اور غم کا باجہ بجایا وہ بہلا حادثوں اور مصیبتوں کا طپانچہ دف کی طرح کسطرح کہا سکتا ہے ✤

صبح از پے جنیبت خاصِ شہنشہی
این سبز خنگ را ز زر سرخ ساخت یا خت

خلاصہ یہ ہے صبح نے آسمان کو زر سرخ سے آراستہ و پیراستہ کر کے بادشاہ کی کوتل گہوڑی کی تیاری کی ہی

دوشینہ مرگ بر سر بالین خصم رفت
نو عیش خستہ یافت کہ کس را ہمی شناخت

رفت و یافت کا فاعل مرگ ہے شناخت کا فاعل خصم ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ حضرت عزوجل کی طرف توجہ

اے دلِ تیرہ ساغرِ غم کش
ساغرِ مے بروے خرم کش

خلاصہ یہ ہے اے دل دنیا کی حرص دنیا کے فکر و غم دور کر اور حالت خوشی میں شراب محبت الٰہی کا پیالہ نوش کر

در ربا جام از کفِ موسٰے
بر سرِ طور عشق دم دم کش

خلاصہ یہ ہے کہ مرشد کامل کی ہدایت سے محبت الٰہی کا جام حاصل کر لے اور اُس جام کو از روی اعلٰے درجہ کے عشق کی نوش کر دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں جام از کف ربودن بمعنی غلبہ حاصل کرنا یعنی عشق کے باب میں موسٰی علیہ السلام سے بھی غلبہ حاصل کر اور اُسکا فیضان بلندی عشق کے واسطے کر +

ایں گلیم از کلیم باز ستاں
در سرِ اہتمام بلعم کش

گلیم عشق سے مراد ہے کلیم موسٰی کا لقب ہے یہاں مرشد کامل سے مراد ہے بلعم نبی اسرائیل کے عالم کا نام ہے جو مستجاب الدعوات تھا جس نے اپنی خواہش نفس کے واسطے موسٰی علیہ السلام کو دعائے بد دی تھی جس سے موسٰی علیہ السلام چالیس برس تک آوارہ و پریشان پھرتے رہے پھر وہ بلعم یوشع علیہ السلام کی بددعا سے مردود ہوا یہاں بلعم نفس سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلیم عشق الٰہی مرشد کامل کی استعانت سے حاصل کر اور نفس کو راہ ایمان پر لانیکا بند و بست کر یعنے نفس کا ذکر ایمان میں لا +

حور از قصور بیروں آر
روح را ز آستین مریم کش

خلاصہ یہ ہے اپنی جان کو جو دوئی کے نقصان میں پڑی ہوئی ہے نکال لے اور بعدہٗ روح اللہ کو آستین مریم سے باہر کر یعنی خدا تعالٰی کا جلوہ دنیا کی تمام اشیاء میں دیکھ لے بعضے کہتے ہیں حور مراد روح سے ہے قصور مراد عیب و نقصان سے ہے اور مصرع ثانی میں روح مراد عیسٰی علیہ السلام سے ہے اور آستین مراد

آغوش سے ہے مریم مراد طبیعت سے ہے جو مقتضی معرفت ماسوا اللہ کے ہو حاصل یہ کہ معرفت حقتعالی کے فکر میں لذت نفس کو جلا کر اور اُسی میں مشغول رہو ؎

برکش از جیب عیسےٰ آں سوزن
شتراں را طویلہ در سم کش

طویلہ رسن دراز کو کہتے ہیں جو گھوڑوں کے پانوں میں باندھتے ہیں یہاں قطار شتران سے مراد ہے سم بمعنی سوراخ سوزن و قطار شتران در سوراخ سوزن کشیدن محاورہ ہے کار دشوار الاحل کو ترتیب کرنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے لا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یعنی کافر جنت میں داخل نہوں گے یہاں تک کہ شتر سوئی کے سوراخ میں داخل ہو یہ تعلیق امورات دنیا میں محال ہے مگر قدرت الٰہی کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ہے غرض عیسیٰ دل و جان سے مراد ہے سوزن اشارہ خیالات دنیا کی طرف ہے جو عروج مراتب عقبیٰ کے واسطے مانع ہے شتران اعمال ذمیمہ کیطرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ خیال غیر کو دور کر اور اعمال ذمیمہ کو جنکا بہشت میں لانا یعنی نیک اعمال کر دینا گویا شتران کو سوزن میں سے نکالنا ہے داخل جنت کر ؎

صبح بسیار میزند خندہ
جیب او گیر سوے ماتم کش

یعنے اے مخاطب تو ایسا دنیا میں محو ہو رہا ہے کہ صبح بھی تیری غفلت پر ہنستی ہی پس تو اختیار کرنے محبت الٰہی سے ایسی حالت پیدا کر کہ صبح تیری حالت دیکھکر گریبان پارہ کر لیوے اور ماتمی ہو جاوے ؎

جلّ زرّین خنگ چارم را
نیم شب در سرین ادہم کش

خنگ اسپ مو سفید کو کہتے ہیں ادہم اسپ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں مراد دل سے بباعث گناہوں کے تاریکی کی خلاصہ یہ ہے کہ بوقت نیم شب کے خورشید انوار معرفت آلٰہی سے اپنے دل کو روشن و منور کر لے جلّ زرّین خنگ چارم مراد آفتاب ؎

قطعہ ممدوح کے اوصاف میں

اے محمد فر و حیدر دل و عباس شکو

آبتیس آب و سوید ید و جمشید لوا

محمد نام ممدوح کا ہے اور اسم مبارک پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے حیدر یعنی شیر درندہ ولقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ عباس شیر درندہ اور نام عم رسول اللہ کا ہے معنی شعر ظاہر +

دُر شد از ابر کف تو عوض نم باران
باز ماند است ازآں رو دہان دریا

خلاصہ یہ ہے چونکہ ابر دست سے برخلاف ابرہائے جہان کے نم کی عیوض میں گوہر بارندہ ہوئے ہیں پس دریا اسے دیکھکر حیران اور موہنہ کہلا کا کہلا رہگیا +

خامۂ صاحبِ دیوانِ تو در نظم امور
شب بروز آر ہلالی شدہ انگشت نما

خلاصہ یہ ہے کہ تیری کچہری کے حاکم کی قلم کاموں کے بندوبست میں اس نام سے مشہور ہوگئی شب کو دن کردینے والی +

گرد بر گرد یکے زنگئ زربفت سلب
رومیاں سر بسر آوردہ ہمہ ماہ قفا

خلاصہ یہ ہے تیری کچہری کے حاکم کی اُنگلیاں قلم کے گرداگرد ایسی معلوم ہوتی ہیں گویا زنگی زربفت لباس کے رومیاں ماہ قفا جمع ہوئے ہیں +

زرد مار یست سیہ سر کہ چو در کف آید
بر رخ ماہ فشاند ز دہن مور چہا

زرد مار مراد قلم سے ہے سیہ سر باعتبار سیاہی آلودگے ماہ اشارہ کاغذ کیطرف ہے مور چہا خط وسطریں وغیرہ

قطعہ دیگر

سایۂ حقے کہ شاہِ اختراں
بندۂ رائے تو گشت و درخور است

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ظل اللہ یعنی خدا کا سایہ ہے کہ شاہ اختران یعنی آفتاب باعث تغلب تنویر تیرے رائے کے بندہ غلام ہوگیا ہے اور یہ بات اُسکی سزاوار ہے کچھ نامناسب نہیں ہے +

چرخ گر از تخت تو در تاب شد

بحر ہم از دستِ تو کف بر سر است

تاب معنی پیچ و تاب کف بر سر بودن مراد متحیر ہونا سر کوفتن بھی ماتم کی علامت ہے معنی شعر ظاہر ✦

تخت آں چرخے کہ در یک برج او
نہ فلک کمتر ز جرمِ اختر است

تخت کو ایک فلک قرار دیا اُسیکے واسطے برج کہا ✦

زیورش القاب سلطانی لبس است
ہر کجا در مصر جامع منبر است

ضمیر شین کی منبر کی طرف پھرتی ہے اضمار قبل الذکر کہتے ہیں جامع جمعہ مسجد کیطرف اشارہ ہے معنی شعر ظاہر

نہ محیطِ چرخ با آں چشمہا
آتشِ تیغ ترا خاکستر است

چشمہا اشارہ کواکب کیطرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی آگ ایسی تیز ہے کہ اگر نو آسمانوں پر پڑی تو
معہ کواکب کے جلا بھون کر خاک کر دیوے ✦

قطعہ دیگر

جم بہرام اصل حاکمِ ملک
اے کہ بہرامِ چرخ چاکر تست

جم مراد حضرت سلیمان سے ہے بہرام بہرام گور سے مراد ہے ممدوح جسکی اولاد میں سے ہے بہرام چرخ
مریخ کی طرف اشارہ ہے جو جلاد فلک ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح مریخ تیرا چاکر ہے اور تو ایک جم بہرام نژاد ہی

آسمانیکہ چار ماہِ نو است
بر زمیں میکشند اشقر تست

خلاصہ یہ ہے چار ماہ نو یعنی چار دن نعل سم گھوڑے کی زمین پر کھینچے لئے پھرتی ہیں وہ تیرا ہی گھوڑا ہے ✦

مشتری را بر آسمانِ جلال
نورِ خورشید ظلِ افسر تست

خلاصہ یہ ہے کہ ستارہ مشتری کے واسطے دبدبہ و بزرگی کی آسمان پر تیرے تاج کا سایہ نور خورشید ہے

یعنی جیساکہ آفتاب کے نور سے کواکب گم ہوجاتے ہیں اسیطرح تیرے تاج کے سایہ سے ستارہ غایب ہوجاتے ہیں

قطعہ ناصر الدین شاعر کی مذمت میں

ناصر الدین کہ از غلو علو
مرقدِ خویش ساخت فرقد را
گفت فائق منم زجار اللہ
فضل بر نیک مے نہد بد را

غلو جہانتک ممکن ہو دست بلند کرنا اور علم معنی کے اصلاح میں کمال مبالغہ کو کہتے ہیں مرقد بمعنی خوابگاہ اور مجازاً قبر کو کہتے ہیں فرقد ستارہ کا نام ہے جو قطب کے قریب ہے یعنے ناصر الدین غایت مبالغہ سے اپنی خوابگاہ عرش پر بناتا ہے یعنی بحد بلندی کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے مین جار اللہ زمخشری سے شہرت میں زیادہ ہوں اور غالب ہوں پس وہ بد نیک پر فضیلت کرتا ہے +

نیک باشد اگر دلش رنجد
بدر گر گفت نیکی صد را

خلاصہ یہ ہے چونکہ مینے بہت لوگوں کو نیک کہا ہے اور ناصر الدین کو برا پس اگر اس بات سے اُسکا دل رنجیدہ ہو تو خوب ہے دوسرے معنی یہ ہیں چونکہ مینے ممدوحکی بہت سی نیکیاں بیان کی ہیں اور اُسے کوئی ممدوح نہیں ملتا کہ مدح لکھے پس اگر اس بات سے ہمارے حسد کے اُسکا دل رنجیدہ ہو تو بہت اچھی بات ہے +

چوں سلف را ہجا تواند کرد
خلفے کو نداند ابجد را

خلاصہ یہ ہے کہ متاخر اور پیچھے آنیوالا جو ابجد تک بھی نہیں جانتا قدما کی ہجو کیونکر کر سکتا ہے یعنی ناصر الدین جو متاخرین میں سے ہے اور جار اللہ زمخشری متقدمین میں سے ہے +

خاک بر فرق آنکہ از سرِ جہل
فرق بکند از روے عسجد را

رو بمعنی کانسی عسجد بمعنی یاقوت وزر خالص ناصر الدین کو کانسی اور جار اللہ زمخشری کو یاقوت وزر خالص مشابہ کیا معنی شعر ظاہر +

سنگ در چشم آنکه نشناسد
از مس سوختہ زبرجد را

زبرجد سنگ قیمتی جواہرات میں سے مس سوختہ ناصرالدین زبرجد جاء اللہ زمخشری معنی ظاہر +

اُف بر آں راصدیکہ زیرِ حضیض
رتبے داد بُعدِ ابعد را

اُف وتف اہانت وحقارت کے کلمہ ہیں راصد بمعنی منجم اور بعد ابعد نام دایرہ کا ہے جو تمام آسمانوں سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے اُس بخومی پر تف ہے کہ عالی کو سافل جانے +

سرِ کلکش چو مہ دوبارہ کند
ورقِ زردِ نہ مجلّد را

ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے کند کا فاعل سر کلک ہے ورق زرد آفتاب سے مراد ہے نہ مجلد مراد آسمانوں سے ہے اور ماہ کی پارندگی پر غایت معجزہ شق القمر کے ہے معنی شعر اظہر +

تا بروز و بشب مناسبت است
ہندو پیر و ترکِ امرد را

شب کو باعتبار ستاروں اور کہکشاں کے کہ موی سفید ہیں ہندوی پیر کہا ترک امرد جوان سادہ رو مجازاً اُسی مراد لی گئی ہے یہ شعر قطعہ بند ہے مضمون اسکا شعر آیندہ سے کہلیگا جسکے معنی صاف ہیں اسواسطے لکھا نہیں گیا

قطعہ بدر کو کھانے کے واسطے بادشاہ کا بلانا اور اُسکا عذر کرنا

گفتمش احتماء بیماری است
گفت در صحتِ تو امید است

احتماء بمعنی پرہیز خلاصہ یہ ہے مینے کہا بیماری کے سبب پرہیز کرتا ہوں بادشاہ نے فرمایا پرہیز کرو کہا تو تمہاری تندرستی کی ہمیں اُمید کامل ہے +

قرصِ ما خور کہ بہ شوی آری
بدر فربہ ز قرصِ خورشید است

خلاصہ یہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بدر خورشید سے فربہ ہوتا ہے اور تو بھی بدر ہے اور ہم خورشید ہیں تجھکو ہمارے قرص سے فربہی حاصل ہوگی - ظاہر ہے کہ خورشید سے ہی بدر کو کمال ہوتا ہے بموجب اسکے القمر مستفید من نور الشمس +

قصیدہ بخطاب مطلوب مقامات موسیقی میں

آخرِ شب رہ حسینی ساز
صبحدم پردۂ رہاوی گیر +

حسینی دوازدہ مقام موسیقی میں ایک مقام کا نام ہے جسکے گانے کا وقت آخر شب ہے اور رہاوی گانیکا وقت صبح سے طلوع آفتاب تک ہے خلاصہ یہ ہے اے مطلوب مقامات مذکورہ اور آئیندہ کو اُنکی وقتوں میں گاؤ اور بعد اسکے ممدوح سے سرفرازی حاصل کرو +

سپرِ زر بہ نیزہ چوں برسد
پردۂ راست گیری تاخیر

سپر زر مراد آفتاب سے ہے بہ نیزہ رسیدن ایک نیزہ کی برابر بلند ہونا راست پردہ کا نام ہے معنی شعر ظاہر

چاشتگہ در عراق ساز آہنگ
تا شوی بر سریرِ عیش امیر

عراق ایک پردۂ سرود کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

بوسلیکی نواز بعدِ زوال
اے ضمیر تو آفتاب منیر

بوسلیکی پردہ کا نام ہے جو بعد زوال کے گایا جاتا ہے معنی شعر ظاہر +

روے گلگونِ خور چو زرد شود
سازِ عشاق و پندِ من بپذیر

عشاق پردہ کا نام ہے روی خور زرد شود جب دو گھڑی دن رہجاوے کیونکہ جب آفتاب قریب غروب ہونیکے ہوتا ہے نور زرد ہوجاتا ہے معنی شعر ظاہر +

وقتِ خفتن مخالفک بنواز

	تا نکو رفته با شدت شبگیر	

مخالفک پردہ موسیقی کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

	در ع از پردۂ صفاہاں ساز چوں شہاب افگند ز آتش تیر	

صفاہان نام مقام پردۂ موسیقی کا ہے شہاب بمعنی ستارہ جو آگ کے شعلہ کی صورت آسمان سے گرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ رات کو صفاہان گانا چاہیئے +

	ساز ہنگام نیم شب اے ماہ در نہاوند از قلیل و کثیر	

نہاوند نام پردہ کا ہے مقامات موسیقی میں سے خلاصہ یہ ہے تھوڑا یا بہت آدھی رات کے وقت نہاوند گانا چاہیئے

	و نگہی ہمچو چنگ بر درِ شاہ بنوازش در آ چو شکر و شیر	

یعنی ای مطلوب بعد مقامات مذکورہ کے گانے کے جیسا کہ دروازہ شہ پر نوازش کیجاتی ہے اور شیر و شکر نوازش میں آتی ہیں یعنی تقسیم ہوتے ہیں تو بھی نوازش میں آ اور حصول مراتب اعلے کا کر +

	آنچناں کش برِ لطیفش را کہ بنفشہ بروں دہد ز حریر	

بر بمعنی سینہ اور ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے بنفشہ بمعنی نیلگوں اور حریر سے مراد حریر سفید سے ہے کہ اشارہ ممدوح کی جسم سفید کیطرف ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق خوش اسلوب سینہ پاکیزہ ممدوح کو اپنی بغل میں اسطرح بھینچ کہ زور مساس سے ممدوح کا بدن نیلگوں ہوجاوے +

	لعلِ سیماب ریزش ار جوید لبوے دُرِ سفتہ تو سیر	

لعل سیماب ریز آلہ مردی سے مراد ہے باعتبار نکلنے منی کے اور ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے در سفتہ مکان مخصوص سے مراد ہے سیر بمعنی روانی و رفتار +

	کوشش تا غنچۂ تو سشیر کمد	

از سرِ خوانِ استخوان تا شیر

غنچہ مراد فرج سے ہے شیر مراد منی خوان استخوان تا شیر مراد آلت رجولیت سے ہے کہ حالت شہوت میں استخوان کی مانند سخت ہو جاتا ہے یعنے اے معشوق اگر ممدوح کا ذکر تیرے فرج کی طرف میل کرے تو یہی کوشش کرتا کہ تیری فرج بادشاہ کی منی کو جذب کر لیوے ان اشعار میں شاعر نے استہزا کیا ہے ؛

قطعہ مقاماتِ موسیقی کے بیان میں

اصلِ پردہ بجز دہ و دو نیست
راست و مایہ مخالف راست

پردہ اور نغمہ کی اصل مقام ہے اور وہ بارہ ہیں اور شعبہائے دیگر اُنکے فروع ہیں راست ثانی بمعنی بست دوازدہ مقام مذکورہ بالتفصیل یہ ہیں اوّل راست دوم مایہ لیکن کتب لغت اور موسیقی کے رسالہ میں مقام نہیں لکھا سوم مخالف ؛

از عراق و حسینی و عشاق
بوسلیک و مخالفک بنوا آہستا

چہارم مقام عراق ۔ پنجم حسینی ۔ ششم عشاق ۔ ہفتم بوسلیک ۔ ہشتم مخالفک ؛

تو نہاوند در صفاہاں زن
وز رہاوی حساب خود کن راست

نہم نہاوند دہم صفاہان یازدہم رہاوی وغیرہ ؛

قصیدہ لیے استغنا اور مدح ممدوح میں

ما گرچہ دریم قدم از قطرہ کمتریم
ملکِ دو کون را بیکِ جو نمی خریم

یم بمعنی دریا یم قدم اضافت تشبیہی ہے اس شعر میں بیان استغنا کا ہے معنی شعر ظاہر ؛

ور برکشیم دہرۂ قہر از میانِ حکم
چون تیغِ مہر نہ شکم چرخ بر دریم

در بمعنی اگر دہرہ را بمعنی و درانتی لعضی شمشیر کوچک کو کہتے ہیں دہرۂ قہر میں اضافت بیانی ہے خلاصہ یہ

اگر میں سر قہر و غصہ میں آجاؤں تو نو آسمانوں کے شکم چیر ڈالوں +

از نوکِ رمح حلقہ رباے مہِ نویم
وز نعلِ اسپ حلقہ کشِ گوشِ قیصریم

حلقہ کش گوش بمعنی فرمانبردار نیزہ بازوں کا قاعدہ ہے کہ میدان میں ترنج وغیرہ رکھکر نوک نیزہ سے اسکو اٹھا لیتے ہیں معنی شعر ظاہر +

انجا کہ عرضِ مرتبۂ خسرواں دہند
داراے تخت مرتبۂ صد سکندریم

دہند کا فاعل قضا و قدر دارا بمعنی دارندہ صد اسکندر یعنی بہت سے سکندر معنی شعر ظاہر +

قطعہ مدح میں

یک دانۂ دُر لفظ ترا غبنِ فاحش ست
گر مشتری بنقدِ دو عالم کند بہا

خلاصہ یہ ہے اگر مشتری ایک دانہ دُر لفظ کی قیمت میں دونوں جہان بھی دے تو بھی تجھکو سراسر نقصان ہے

حرزِ عزیمت ار سوے گردوں دمے دود
ماہی چرخ بر خطِ محور چو اژدہا

خلاصہ یہ ہے کہ اگر افسوں اور منتر تو آسمان کی طرف پھونکدیوے تو اسقدر امن و امان ہوجاوے کہ ماہی فلک خط محور میں اژدہا کی مانند بے خوف و خطر ہو جاوے +

ز انساب نست گوہرِ بہرام را شرف
ز القاب نست منبر اسلام را بہا

انساب آبا و اجداد سے مراد ہے گوہر بمعنی ذات۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ بہرام گور کی اولاد میں سے تھا القاب ان کلمات سے مراد ہے جو حمد و ثنا پر شامل ہوں یا دعا جو جمعہ و عیدین کے خطبہ میں پڑہے جاتے ہیں بہا بمعنی روشنی معنی شعر ظاہر +

خنگے است مر ترا کہ ز شرق چو ہا کنی
در مغرب آورد نرسیدہ الف بہا

شرق بمعنی مشرق اور ہا ایک کلمہ ہے کہ چابکسوار گھوڑے کی تیز کرنیکے وقت بولتے ہیں خلاصہ یہ ہے خاص تیرے ہی پاس ایسا گھوڑا ہے کہ جب مشرق میں اُسکے تیز کرنیکے واسطے ہا کا لفظ تو کہے ابتک الف جو ہا کے آخر

ہیں ہے وہ سے متصل ہونے ہی نہ پائیگا کہ وہ پیچھے مغرب میں جا داخل کریگا ؛

دعوائے مثل کرد عدو مثلِ آئنہ
از بندِ آہنی نتواند شدن رہا

مثل بالکسر یعنی مشابہ و برابر ابتدا میں آئینہ آہن سے بنا تھا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آئینہ بباعث پرتو و عکس کی برابری کا دعوی کرتا ہے اسیطرح جب تیرا دشمن بے اصل برابری کا دعوی کرتا ہے تو آئینہ کی مانند قید آہنی میں مقید ہو جاتا ہے اور اُس سے چھٹکارہ ہی نہیں پاسکتا ؛

آں مالہا کہ خصم ز دیوانِ رزقِ خویش
در سالہا گرفت علیہا و مالہا

مالہا اول مال و اسباب و ثانی مالہا یعنی اُسکی واسطے ضرور ہے اور نقصان ہے اور نہیں ہے فائدہ علی واسطے نسبت ضرر کی اور مالہا میں واسطے فائدہ نفی کے ہے خلاصہ یہ ہے اے ممدوح جو کچھ تیری دشمن نے کبھی رزق سے سالہا سال میں مال حاصل کیا ہے پس اُسکو اُسکے لینے سے ضرور نقصان ہے کچھ فائدہ نہیں ہے

طباخِ ہلک دشمنِ پُر آز را بدید
چوں از ناشتا ز سرِ خوانِ اشتہا

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن پُر آز و پُر حرص خوان اشتہا پر یوں ہی بیٹھا ہی اور ابھی کچھ بھی نہ کھایا تھا کہ باورچی موت اُس سے ملاقات کی یعنی موت آگئی ؛

بعد از ہزار سال ببامِ زحل رسد
گر پاسباں ز قصرِ تو خشتے کند رہا

بامِ زحل فلک ہفتم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے رتبہ کا محل اسقدر بلند ہے کہ اگر پاسبان اُس محل کا ایک خشت نیچے کیطرف چھوڑ دے تو ہزار سال کے بعد فلک ہفتم پر پہنچے ؛

چوں مہر گرچہ سایۂ چترِ سیاہ ماست
پیرایہ بندِ شش جہت و ہفت کشوریم

خلاصہ یہ ہے اگرچہ ظاہرا ہمارا رتبہ ایسا کم ہے کہ مانند آفتاب کے سایہ چتر سیاہ کے ہیں لیکن حقیقت میں اور از روے معنی کے تمام جہان کو زینت ہماری ذات سے ہے ؛

زالِ زمانہ گرچہ بدستانِ رستم ہست
سیمرغ را تمیمہ بازوے شہپریم

دستان بمعنی مکروحیلہ اور رستم کے باپ زال کا لقب ہے تمیمہ بمعنی تعویذ خلاصہ یہ ہے اگرچہ زال راہ مکروحیلہ سے رستم کی مانند سب پر غالب ہے لیکن اُسکی زبردستی اور زورآوری مجھپر محال ہے وہ میرا مطیع رہیگا کیونکہ میں رستم سے ہزار درجہ زیادہ ہوں چنانچہ پدر رستم کے واسطے سیمرغ کی حفاظت تھی اور میں ایسا ہوں کہ سیمرغ کے بازوی شہپر کیواسطے تعویذ ہوں؛

گر مشتری غلامِ درِ ماست لایقیم
ور آفتاب جامِ کہنہ ماست در خوریم

مشتری ایک ستارہ کا نام ہے جو سعد اکبر ہے خلاصہ یہ ہے اگر مشتری ہمارا غلام اور آفتاب ہمارا جام ہوجاوے تو ہمارے واسطے لایق ومناسب ہے؛

آنجا کہ بحرِ فضل طلاطم زند دُریم
وانجا کہ شہرِ علم عمارت زند دریم

چونکہ شرف دریا کا دُر سے اور انتظام شہر کا دروازے سے ہے اسواسطے کہتا ہے کہ علم کے شہر و فضل کے بحر کو بزرگی و شرف میری ہی ذات سے ہے؛

بر یادِ شاہِ حرمِ آبادِ لایزال +
چوں صبح جامِ مہر بوقتِ سحر خوریم

خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی یاد میں سحر کے وقت مانند صبح کی جو جام خورشید پیتی ہے ہم جام محبت کا پیتے ہیں؛

در امتثالِ امرِ عبادتِ الٰہ +
بوقوت پنج نوبتِ اللہ اکبریم

عبودیت الٰہ مراد نماز و روزہ ہی ہے پنج نوبت نماز پنجگانہ سے مراد ہے اللہ اکبر نماز کے وقت کی تکبیر کیطرف اشارہ ہے

وقتِ نماز خستہ و گریان و بیخودیم
گاہِ نیاز مفلس و محروم و مضطریم

خستہ مراد نیاز مند یعنی نماز کے وقت دوزخ کے خوف یا جوش محبت الٰہی سے عاجز اور گریاں و بیخود ہوجاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں نیاز کے وقت یا یہ عبادت سے مفلس و محروم و بیقرار ہوجاتا ہوں +

تمت